اسلاموفوبیاوجوہات، اثرات، تدارک

(تنقیدی جائزہ)

تحقیقی مقالہ برائے ایم فل (علوم اسلامیہ)

مقالہ نگار

عمران حیات

ایم فِل علومِ اسلامیہ نمل اسلام آباد

نگران مقالہ

ڈاکٹر سمیّہ رفیق

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ نمل اسلام آباد

شعبہ علومِ اسلامیہ

فیکلٹی آف سوشل سائنسز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

فروری ۲۰۱۹ء

اسلاموفوبیا: وجوہات، اثرات اور تدارک

تنقیدی جائزہ

تحقیقی مقالہ برائے ایم فل (علوم اسلامیہ)

مقالہ نگار

عمران حیات

ایم فِل علومِ اسلامیہ نمل اسلام آباد

نگران مقالہ

ڈاکٹر سمیّہ رفیق

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ نمل اسلام آباد

شعبہ علومِ اسلامیہ

فیکلٹی آف سوشل سائنسز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

فروری ۲۰۱۹ء

© عمران حیات

بسم الله الرحمن الرحيم

منظوری فارم برائے مقالہ ودفاع مقالہ

(Thesis and Defense Approval form)

زیر دستخطی تصدیق کرتے ہیں کہ انہوں نے مندرجہ ذیل مقالہ پڑھا اور مقالہ کے دفاع کو جانچا ہے، وہ مجموعی طور پر امتحانی کارکردگی سے مطمئن ہیں اور فیکلٹی آف سوشل سائنسز کو اس مقالے کی منظوری کی سفارش کرتے ہیں۔

مقالہ بعنوان: **اسلاموفوبیا وجوہات، اثرات، تدارک (تحقیقی وتنقیدی جائزہ)**

نام ڈگری: ایم فل علومِ اسلامیہ

نام مقالہ نگار: عمران حیات

رجسٹریشن نمبر: MP-IS-AF-15-ID-05

ڈاکٹر سمیّہ رفیق ________________________

(نگران مقالہ) نگران مقالہ کے دستخط

ڈاکٹر شاہد صدیقی ________________________

(ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز) ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز کے دستخط

بریگیڈئیر محمد ابراہیم ________________________

(ڈائریکٹر جنرل) ڈائریکٹر جنرل کے دستخط

تاریخ: ________________

حلف نامہ فارم

(Candidate declaration form)

میں عمران حیات ولد محمد حیات

رجسٹریشن نمبر: MP-IS-AF-15-ID-05

طالب، ایم فل شعبہ علوم اسلامیہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز (نمل) اسلام آباد حلفاً اقرار کرتا ہوں کہ مقالہ

بعنوان: اسلاموفوبیا: وجوہات، اثرات اور تدارک (تحقیقی و تنقیدی جائزہ)

ایم فل علوم اسلامیہ کی ڈگری کی جزوی تکمیل کے سلسلہ میں پیش کیا گیا ہے، اور **ڈاکٹر سمیہ رفیق** کی نگرانی میں تحریر کیا گیا ہے، راقم الحروف کا اصل کام ہے، اور یہ کہ مذکورہ کام نہ تو کہیں اور جمع کروایا گیا ہے، نہ ہی پہلے سے شائع شدہ ہے اور نہ ہی مستقبل میں کسی بھی ڈگری کے حصول کے لئے کسی دوسری یونیورسٹی یا ادارے میں میری طرف سے پیش کیا جائے گا۔

نام مقالہ نگار: عمران حیات

دستخط مقالہ نگار: ____________

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

فہرستِ عنوانات

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱.	مقالہ کی منظوری کا فارم (Theses Acceptance Form)	iv
۲.	حلف نامہ (Declaration)	v
۳.	فہرست عنوانات (Table of Contents)	vi
۴.	انتساب (Dedication)	viii
۵.	اظہار تشکر (A Word of Thanks)	ix
۶.	ملخص مقالہ (Abstract)	x
۷.	مقدمہ (Preface)	xi
۸.	**باب اوّل: اسلاموفوبیا کا مفہوم اور پس منظر**	۱
۹.	فصل اوّل: اسلاموفوبیا کا مفہوم	۲
۱۰.	فصل دوم: تاریخی پس منظر	۱۱
۱۱.	فصل سوم: اسلاموفوبیا کے اہداف	۲۱
۱۲.	**باب دوم: اسلاموفوبیا کی وجوہات**	۳۲
۱۳.	فصل اوّل: غلبہ اسلام کا خوف	۳۳
۱۴.	فصل دوم: تہذیبی تصادم کا ہوا	۴۹
۱۵.	فصل سوم: میڈیا کا منفی کردار	۵۷
۱۶.	**باب سوم: اسلاموفوبیا اور اثرات**	۷۴
۱۷.	فصل اوّل: مسلمانوں کے خلاف مذہبی و نسلی تعصب کا فروغ	۷۵
۱۸.	فصل دوم: دہشت گردی کا فروغ	۸۹
۱۹.	فصل سوم: اسلام اور پیغمبر اسلام سے استہزاء و تنفر	۱۰۰
۲۰.	**باب چہارم: اسلاموفوبیا کا تدارک اور مسلم اُمّہ کا کردار**	۱۱۴

۲۱.	فصل اوّل: صحیح اسلامی فکر کی ترویج و شاعت	۱۱۵
۲۲.	فصل دوم: میڈیا کا مثبت کردار	۱۳۴
۲۳.	فصل سوم: علم اور تحقیق کو فروغ دینا	۱۴۶
۲۴.	فصل چہارم: اسلامو فوبیا کے تدارک میں مسلم مفکرین کے پلیٹ فارم کا قیام	۱۵۸
۲۵.	سفارشات	۱۶۵
۲۶.	فہارس	۱۶۷
۲۷.	فہرست آیات	۱۶۸
۲۸.	فہرست احادیث	۱۷۱
۲۹.	فہرست مصادر و مراجع	۱۷۲

انتساب

اپنے بھائی

افرا ہیم حیات کے نام جس کی کمال شفقت، حسنِ تربیت، پر خلوص دعاؤں اور بے مثال تعاون کی بدولت میں اس قابل ہو سکا۔

ABSTRACT

My topic is as under
Islamophobia: reasons impacts and its eradication

Due to increased immigration and Muslim presence in multicultural societies, concepts like Islamo phobia become rooted and are used to explain acts by non-Muslims against Muslim Diasporas. Islamo phobia comes alive from a spectrum of expressions where traditional West-Christian views and the Occident versus the Orient come to surface. This relationship establishes inclusion and exclusion, and, inflicting hegemony where majority's norms against minorities are prominent features. Hence power structures are created and shape Muslims opportunities for religious freedom. Thereby, this research illustrates a deeper comprehension about Islamo phobia – its contents, difficulties and effects – alongside, analyzing those strategies and efforts that can be used in order to prevent and eliminate Islamo phobia. The focus of the research lies in issues of discrimination, legal framework, efforts for integration and strategies against Islamo phobia. The research evidently reveals that Islamo phobia is an intrusive element of today's multicultural societies and ethnic relations. It must, therefore, be recognized an important difficulty that has to be addressed, both on national and international levels. Thus, the rise of ethnic and religious collisions and/or the clash of civilizations would rather exist as a neglected memory, than a modern reality.

- Islamophobia, causes , effects and precautions:
- As this topic is vast and comprehensive in its nature, hence many books have been written on it. But to make the concept clearer in the mind of modern youth there are areas which need to be explained.
- What preventive measures can stop islamophobia?
- Mere creating awareness among the people may not be sufficed unless it is followed by an effective struggle in order to meet challenges arising from islamiphobia.
- Computer knowledge and cognizance of English language will also help a lot understanding islamophobia.

- My work is based upon research and critical analyzes.
- **Key word:** I-P-B-A-R

اظہار تشکر

سب سے پہلے اللہ رب العزت کا شکر گزار ہوں جس نے مجھے ان گنت نعمتوں سے نوازا، مجھ ناچیز سے دینِ اسلام کی خدمت کا کام لینا اس ذات بزرگ و برتر کا احسانِ عظیم ہے۔ اُسی نے مجھے یہ علمی و تحقیقی کام کرنے کی توفیق بخشی اور اس مقام تک پہنچنے کے ہر مرحلہ کو آسان بنادیا۔

اس طویل اور کٹھن تحقیقی سفر میں میرے والدین، رفقائے کار، اساتذہ کرام اور احباب کی خصوصی دعائیں، قیمتی مشورے اور تعاون میرے شامل حال رہا۔

میرے لئے ان کے شکریہ کا حق ادا کرنا مشکل ہے۔ بہر حال یہ ایک خوشگوار موقع ہے۔

"مَن لَم یَشکُرِالنَّاسَ لَم یَشکُرِاللہ"[۱] کے مصداق اپنے محسنوں کا شکریہ ادا کرنا میرا مذہبی اور اخلاقی فرض ہے۔

سب سے پہلے میں نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرل لینگویجز اسلام آباد کے شعبہ علومِ اسلامیہ کا شکر گزار ہوں جس نے مجھے اس تحقیقی کام کا موقع فراہم کیا۔ صدر علوم اسلامیہ نمل پروفیسر ڈاکٹر سید عبدالغفار بخاری صاحب کا بالخصوص ممنون ہوں جنہوں نے موضوع کے انتخاب اور تحقیقی کام کے حوالے سے رہنمائی فرمائی۔ پروفیسر ڈاکٹر سمیہ رفیق صاحبہ اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علومِ اسلامیہ نمل اسلام آباد جو کہ میری نگرانِ تحقیق ہیں میرے شکریہ کی خصوصی حق دار ہیں جن کی مسلسل حوصلہ افزائی اور رہنمائی کی بدولت مجھے اس کام کو بطورِ احسن طریقے سے مکمل کرنے کا اعتماد ملا۔ محترم ڈاکٹر مبشر حسین اسسٹنٹ پروفیسر و صدر شعبہ حدیث ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد کا شکر گزار ہوں کہ ان کی رہنمائی اور ہدایت، تحقیقی راہوں کو روشن کرنے میں میری معاون رہیں۔

میرے انتہائی شکریہ کے لائق میرے والدین ہیں ان کی علم کے حصول کی ترغیب اور میری گھریلو تربیت ہی اس تحقیقی کام کی اصل بنیاد ہے۔ میری زندگی کی کوششوں کو مقصد دینے اور اس کے حصول کیلئے، ہر لمحہ میری حوصلہ افزائی کرنے میں جو حصہ میرے والدین اور میرے استاد قاری عبدالحفیظ صاحب کا ہے، الفاظ ان کا احاطہ نہیں کر سکتے ان کی دعائیں میری حیات کا قیمتی اثاثہ ہیں۔

---

(۱) سنن ترمذی، محمد بن عیسیٰ، کتاب: البر والصلۃ، باب ماجاء فی الشکر لمن احسن الیک، حدیث نمبر ۱۹۵۵، ج:۲، ص ۴۵۴

نہایت احسان ناشناسی ہو گی اگر میں اپنے محسن دوست اسرار خان اور احسان منیر صاحب کے پر خلوص تعاون کا شکریہ ادا نہ کروں جنہوں نے اپنی مصروفیات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ترجیحی بنیادوں پر تحقیقی کام میں مدد فراہم کی۔ آخر میں دعا گو ہوں کہ رب ذوالجلال ان تمام لوگوں کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے جو کسی نہ کسی اعتبار سے میرے تحقیقی کام میں معاون رہے اور میری اس کاوش کو قبول فرما کر آخرت میں ذریعہ نجات بنائے۔(آمین)

مقدمه

موضوع کا تعارف اور اہمیت:

مومن کا مقصد حیات اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو ماننا اور رسول ﷺ کی زندگی کو اپنے لئے اسوہ بنانا اور تعلیمات رسول ﷺ کو اپنی زندگی کا حصہ بنانا ہی مومن کی شان ہے۔ جس طرح مومنوں کے لئے نبی پاک ﷺ کی زندگی اسوہ حسنہ کے طور پر ہے، اسی طرح مومنوں کے لئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگی کو بھی مشعل راہ بنانا چاہئے کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ اور آپ کے صحابہ اخلاق و کردار اور آپ ﷺ کا دین اسلام پر عمل کرنا اور معاشرے میں تعلیمات اسلام کو عام کرنا اس بات کا شاہد ہے کہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کے علاوہ اسلام کو سمجھنے اور پھیلانے والا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے مومنین کے لئے اللہ کے رسول ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کی زندگی ایک روشن چراغ کی حیثیت رکھتا ہے۔

اکیسویں صدی میں جہاں زمانے کی تیز رفتاری اور ترقی نے بے شمار سہولتیں فراہم کی ہیں، وہیں پر یہ تلخ حقیقت بھی محسوس ہوتی ہے کہ معاشرہ دن بدن اخلاقی انحطاط کا شکار ہو رہا ہے اور تعلیمات اسلام سے دور ہو رہا ہے۔ لوگ اسلام کی تعلیمات کو چھوڑ کر مغربی لوگوں کو اپنا رول ماڈل اور مغرب کی تعلیمات سے متاثر ہو کر دین اسلام سے دور ہو رہے ہیں۔ معاشی ناہمواری بڑھتی جارہی ہے۔ دین اسلام سے دور ہونے کی وجہ سے لوگوں کے درمیان بعض دیگر عوامل کی بنیاد پر عدم اعتماد اور عدم ہم آہنگی کا رجحان ہے۔ گویا زمانے کے نئے تقاضے اور نئے تقاضوں نے ذمہ داریوں میں اضافہ کر دیا ہے اور امت محمدیہ ﷺ کو دین اسلام پر عمل کر کے دوسروں تک پیغام پہنچانے کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ آج مغرب میں جو اسلاموفوبیا تیزی سے بڑھتا جارہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں کے مقامی لوگوں کی اکثریت اسلام سے بڑی حد تک ناواقف ہے۔

آج مغرب جو اسلام کے خلاف طرح طرح کی سازشوں میں مصروف عمل ہے اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ مسلمانوں نے خود اسلامی تعلیمات پر عمل کرنا اور اسے دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کرنا چھوڑ دیا ہے۔ جبکہ فریضۂ دعوت کی ادائیگی کا ذمہ اللہ پاک نے اپنے محبوب کو بھی دیا۔ قرآن میں ارشاد ہے:

يا أيها النبى إنا ارسلنٰک شاهداً ومبشراً ونذيراً ﴿٤٥﴾ وداعياًإلى الله باذنه وّسراجاًمنيراً (الاحزاب:٢٦-٢٥)

اور اس کے ساتھ امت مسلمہ کے ہر فرد کو اس کا ذمہ دیا اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كنتم خير أمة أخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكروتومنون بالله (آل عمران:١١٠)

بیانِ مسئلہ:

اکیسویں صدی شروع ہوتے ہی ہماری زندگی نئے حالات کی آغوش میں آچکی ہے۔ نیا ماحول ہمیں چیلنج کر رہا ہے۔ نئی راہیں متعین ہو رہی ہیں۔ اسلام اور اہل اسلام کو بھی مختلف نوعیت کے چیلنجز کا سامنا ہے۔ موجودہ حالات میں ان کے سامنے ایک طرف مذہبی روایات و اسلامی اقدار کی پاسداری ہے اور دوسری طرف اکیسویں صدی میں اسلاموفوبیا اور مغربی تہذیبی یلغار سے بچاؤ وغیرہ جیسے بھی چیلنجز ہیں۔ اس تمام صورت حال میں مسلم امّہ کو مکمل راہنمائی کی ضرورت ہے تاکہ وہ اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کریں اور مغرب کے سامنے اسلام کا صحیح تشخص پیش کر کے اسلام کے خلاف بڑھتی ہوئی نفرت کا خاتمہ کر سکیں۔

موضوع پر سابقہ کام کا تحقیقی جائزہ:

☆الجامعۃ الاسلامیۃ غزۃ میں ایم۔اے لیول کا تحقیقی مقالہ "الخوف الغربی من الاسلام' اسبابہ، ووسائلہ، واثارہ" پر احمد غنیم نے کام کیا ہے۔ لیکن یہ تحقیق پرانی ہو چکی ہے۔

☆ Malmo university میں Linda edvarsson نے اسلاموفوبیا کے اوپر ایم۔اے لیول کا کام کیا ہے۔

لہٰذا اس تمام کام کے باوجود اسلاموفوبیا کے حوالے سے ایم فل اور پی ایچ ڈی لیول پر اس موضوع پر تحقیقی مقالے کی صورت میں کوئی کام نہیں ہوا۔ چنانچہ اس اسلاموفوبیا کے حوالے سے کچھ گوشے اور پہلو تشنہ تحقیق ہیں جنکی بازیافت کئے بغیر موضوع کا کامل مطالعہ ممکن نہیں۔ مقالہ ہذا میں کوشش کی جائے گی کہ اسلاموفوبیا کے مختلف پہلوؤں کو تحقیقی انداز میں اس طرح پیش کیا جائے کہ اکیسویں صدی کے مسلمانوں کے لئے بہترین اور کامل نمونہ بن جائے۔

پس منظری مطالعہ:

اسلاموفوبیا ایک وسیع اور جامع موضوع ہے اس حوالے سے مختلف کتب لکھی جا چکی ہیں۔ اس موضوع پر لکھی گئی کتب یہ ہیں۔

1. Think tank, Islam o phobia a challenge for us all, London 1997

۲۔ اسلام میں اقلیتوں کے حقوق، ڈاکٹر طاہر القادری، منہاج القرآن پبلیکشنز

۳۔ احیائے اسلام اور معلم، خرم مراد، ادارہ تحقیق، ادارہ تحقیق منتظم اساتذہ، پاکستان

ان کتب کے باوجود اسلاموفوبیا کے کچھ گوشے اور پہلو پر اس انداز سے کام کرنے کی ضرورت ہے کہ اسلاموفوبیا

آج کے نوجوانوں کے لئے روز روشن کی طرح واضح ہو جائے۔

مقاصدِ تحقیق:

☆ اسلاموفوبیا کی مختلف وجوہات اور اس کے امت مسلمہ پر بالخصوص اور انسانی دنیا پر بالعموم واقع ہونے والے منفی اثرات کا تحقیقی جائزہ لینا ہے۔

☆ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مسلمانوں کے لئے دائرہ کار متعین کرنا تاکہ وہ اکیسویں صدی میں اسلاموفوبیا کے چیلنجز سے بہتر طریقے سے نبرد آزما ہو سکیں۔

تحقیقی سوالات:

☆ کیا اسلاموفوبیا عصرِ حاضر میں مسلم کمیونٹی کے لئے چیلنج ہے؟

☆ اگر چیلنج ہے تو ایسا کیوں ہے اور عصرِ حاضر میں اس کا تدارک کیسے ممکن ہے؟ اور اسلاموفوبیا کے اثرات سے نبرد آزما ہونے کے لئے امت مسلمہ کو کیا حکمت عملی اختیار کرنی چاہیے؟

دورانِ تحقیق پیش آمدہ مشکلات:

تحقیق ایک مشکل کام ہے۔ مجھے بھی دورانِ تحقیق بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ان میں سب سے پہلی اور بڑی مشکل یہ تھی کہ موضوع سے متعلقہ کتابی مواد نایاب تو نہ تھا مگر کمیاب ضرور تھا۔

اسلوبِ تحقیق

اس مقالہ کی تیاری میں مندرجہ ذیل امور کو مد نظر رکھا گیا ہے:

۱. باب اول میں اسلاموفوبیا کا تعارف، تاریخ وار تقاء اور اسلاموفوبیا کے اہداف کو واضح کیا گیا ہے۔

۲. باب دوم میں اسلاموفوبیا کی وجوہات، تہذیبی تصادم کا ہوا اور میڈیا کے منفی کردار کو بیان کیا گیا ہے۔

۳. باب سوم میں اسلاموفوبیا کے اثرات، مسلمانوں کے خلاف تعصب اور دہشتگردی کا فروغ اور مسلمانوں کے جذبات کو جن چیزوں سے مجروح کیا جاتا ہے ان کو واضح کیا گیا ہے۔

۴. باب چہارم میں اسلاف کے تدارک میں میڈیا کیا کردار ادا کرے اور اسلاموفوبیا کا تدارک کیسے ممکن ہے اس کو بیان کیا گیا ہے۔

۵. کوشش کی گئی ہے کہ عربی عبارت حسب ضرورت اور مواد کی عبارت آسان اور بامحاورہ ہو۔

۶. حوالہ کے اندراج کے لئے پہلے کتاب کا نام، مصنف کا نام، شہر، ناشر جلد اور صفحہ نمبر لکھا گیا ہے۔

۷. صفحہ نمبر کے لئے (ص) کی علامت اور جلد کے کے لئے (ج) کی علامت اختیار کی گئی ہے۔

۸. سن ہجری کے لئے (ھ) کی علامت اختیار کی گئی ہے۔

۹. علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے (ؑ) کی علامت اختیار کی گئی ہے۔

۱۰. سن عیسوی کے لئے (ء) کی علامت اختیار کی گئی ہے۔

۱۱. قرآنی آیات کے حوالے کے لئے سورت کا نام، آیت کا حوالہ دیا گیا ہے۔

۱۲. رضی اللہ عنہ کے لئے () کی علامت اختیار کی گئی ہے۔

۱۳. رحمۃ اللہ علیہ کے لئے (ؒ) کی علامت اختیار کی گئی ہے۔

۱۴. کتب احادیث کے مؤلف اور کتاب کا نام باقی کتب کے حوالہ کے ساتھ ہے۔

تحقیقی طریقہ کار

- مقالہ کی تکمیل کے لئے یونیورسٹی کا منظور شدہ بیانیہ اور اطلاقی طریقہ کار کو اختیار کیا جائے گا۔
- بنیادی مآخذ کے ساتھ ساتھ ثانوی مصادر سے استفادہ کیا جائے گا۔
- موضوع سے متعلق اردو، عربی اور انگریزی کتب سے بھی مدد لی جائے گی۔
- جدید رسائل تحقیق، انٹرنیٹ اور ویب سائٹس وغیرہ کو بھی تحقیق میں بروئے کار لایا جائے گا۔
- موضوع سے متعلق دسترس رکھنے والے ماہرین کی رہنمائی حاصل کی جائے گی۔
- تحقیقی اصولوں کی پاسداری کا یقینی طور پر خیال رکھا جائے گا۔
- مقالے کی ابواب بندی، فصول بندی اور مباحث کی تقسیم کیا جائے گی۔
- مقالہ کے آخر میں فہرست آیات واحادیث اور مصادر ومراجع پیش کئے جائیں گے۔
- حواشی ہر صفحے کے آخر میں دیئے جائیں گے۔

خاکہ تحقیق

ابواب بندی

باب اوّل: اسلاموفوبیا کا مفہوم اور پس منظر

فصل اوّل: اسلاموفوبیا کا مفہوم

فصل دوم: تاریخی پس منظر

فصل سوم: اسلاموفوبیا کے اہداف

باب دوم: اسلاموفوبیا کی وجوہات

فصل اوّل: غلبہ اسلام کا خوف

فصل دوم: تہذیبی تصادم کا ہوا

فصل سوم: میڈیا کا منفی کردار

باب سوم: اسلاموفوبیا اور اثرات

فصل اوّل: مسلمانوں کے خلاف مذہبی و نسلی تعصب کا فروغ

فصل دوم: دہشتگردی کا فروغ

فصل سوم: اسلام اور پیغمبر اسلام سے استہزاء و تنفر

باب چہارم: اسلاموفوبیا کا تدارک اور مسلم اُمہ کا کردار

فصل اوّل: صحیح اسلامی فکر کی ترویج واشاعت

فصل دوم: میڈیا کا مثبت کردار

فصل سوم: علم اور تحقیق کو فروغ دینا

فصل چہارم: مسلم مفکرین کے پلیٹ فارم کا قیام

باب اول

اسلاموفوبیا کا مفہوم اور پسِ منظر

فصل اول: اسلاموفوبیا کا مفہوم

فصل دوم: اسلاموفوبیا کا تاریخی پسِ منظر

فصل سوم: اسلاموفوبیا کے اہداف

فصل اول:

اسلاموفوبیا کا مفہوم

تمہید:

اسلام امن و سلامتی اور محبت کا دین ہے، اسلامی تعلیمات کے مطابق وہی شخص مسلمان ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے۔ اسلام اپنے آپ کو بھی جانی و مالی نقصان پہنچانے سے منع کرتا ہے۔ انسانی جان کا تقدُّس اور اسکی حفاظت کرنا شریعت اسلامی کا اولین مقصد ہے۔ کسی بھی انسان کو بلاوجہ قتل کرنا اسلام میں سختی سے منع ہے بلکہ اس کو فعل حرام قرار دیا گیا ہے۔

اسلام صرف مسلمانوں کی ریاست میں صرف مسلمانوں کی جان، مال، عزت کی حفاظت ہی نہیں کرتا بلکہ اسلام مسلم ریاست میں غیر مسلم باشندوں کو بھی تحفظ فراہم کرتا ہے، شریعت اسلامی میں مسلم ریاست کے غیر مسلم شہریوں کے حقوق بھی مسلمانوں کی طرح ہیں، بحیثیت انسان ان میں کوئی فرق نہیں، مسلم معاشرے میں غیر مسلموں کو مکمل شخصی اور مذہبی آزادی حاصل ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ﴾[(١)]

ترجمہ: "دین کے معاملے میں زبردستی نہیں ہے"

اسلام صرف مذہب ہی نہیں بلکہ ایک مکمل دین ہے، اسلام نے جہاں زندگی کے ہر شعبے کیلئے ضابطہ دیا وہاں معاشرے کی اجتماعیت کے تحفظ کا بھی اہتمام کیا۔ لیکن آج عام تعلیم یافتہ افراد اسلام کے متعلق مختلف شکوک و شبہات کا شکار ہیں، جبکہ اسلام نے ان شکوک کو دور کرنے کیلئے ہمیں ایک اچھا نظام فراہم کیا ہے، مگر اس نظام سے صحیح معنوں میں استفادہ نہیں کیا جا رہا ہے، جسکی وجہ سے صرف غیر مسلموں پر ہی نہیں بلکہ عام مسلمانوں پر بھی اسلام کی حقانیت واضح نہیں ہو سکی۔

دوسری طرف اسلام کو جب رحمت، سلامتی اور امن و سکون والا دین کہا جاتا ہے تو ضروری ہے کہ اسلام کے بارے میں چند معلومات قرآن، حدیث سے دی جائیں، جن سے واضح ہو سکے کہ اسلام سلامتی والا دین ہے، اور اسکا دہشت گردی، تخریب کاری، فتنہ و فساد کی ترغیب دلانے سے کوئی سروکار نہیں، اسلام کا لفظ ہی اپنی لغوی ساخت میں امن و سلامتی کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔

اسلام کی لغوی تعریف:

علامہ الراغب الاصفہانی نے ''مفرادات الفاظ القران'' کے اندر اسلام کی لغوی تعریف درج ذیل معنوں

---

(١) سورۃ البقرۃ:٢٥٦

میں ذکر کی ہے۔
* اسلام، اسلم یُسلِم کا مصدر ہے جسکے درجذیل لغوی معنی ہیں۔

تسلم القوم:

مصلحت کرنا، آپس میں اتفاق اور اتحاد کرنا(مصدری معنی)یعنی مسلمان وہ قوم ہے جو آپس میں اتفاق اور محبت سے رہتے ہیں اور پوری زمین کے اوپر امن پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

* استسلمَ تابعدار ہونا(مصدری معنی)یعنی مسلمان احکامِ خداوندی اور سنت مصطفوی ﷺ کا تابع اور فرمانبردار رہ کر زندگی گزارتا ہے۔

* تسلم مسلمان کہلانا

* سلم صلاح کرنے والا عربی میں کہتے ہیں،

"انا سلم "لمن سالمنی وحزب "لمن حاربنی[۱]

ترجمہ:"میں صلح کرنے والے کیلئے صلح جو اور لڑنے والے کیلئے جنگ جو ہوں "

غریب القران میں ابن قتیبہ اسلام کی لغوی تعریف کرتے ہوئے کچھ یوں رقم طراز ہیں

* السلام۔ سے مراد عبادت، دین، وعقیدے کو اللہ تعالیٰ کے لیے خاص کرنا[۲]

اسلام کا اصطلاحی معنی:

اسلام کی اصطلاحی تعریف مختلف انداز سے کی گئی ہے اور سب تعریفوں کا اولین مقصد یہ ہے کہ اسلام دینِ امن ہے، فتح القدیر میں امام شوکانی زجاج نحوی سے تعریف نقل کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں :

"الاسلام اظهارالخضوع وقبول ماتی به النبی یحصن الدم فان کان مع ذالک الاظهاراعتقادوتصدیق بالقلب"[۳]

ترجمہ :"زجاج نحوی فرماتے ہیں، اسلام اظہار اطاعت و تسلیم اور جو آپ ﷺ لے کر آئے اس کو قبول کرنا اور اسی کی بدولت خون نہیں گرانا بشرطیکہ اس اظہارِ اطاعت کے ساتھ اعتقاد اور دل سے تصدیق ہو"

---

(۱) المفردات "الفاظ القران" ابوالقاسم المعروف بالراغب الاصفہانی، تحقیق صفوان عدنان داوودی، دارالقلم، دمشق، بیروت ۱۴۳۰ھ ، ج۱، ص۱۹

(۲) "غریب القران" محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ، تحقیق احمد صفر، دارالکتب العلمیہ ۱۳۹۸ھ، ج۱، ص۱۱۳

(۳) فتح القدیر، محمد بن علی بن محمد الشوکانی، دارلمعرفہ ۱۴۲۸ھ، ج۷ ص۲۱

فوبیا کا مفہوم:

مندرجہ ذیل کتب کے ذریعے فوبیا کی تعریفات بیان کی جارہی ہیں تا کہ ابتدا سے ہی معلوم ہو جائے کے فوبیا کس کو کہتے ہیں۔ مغرب میں عام طور پر اسلام سے خوف اور مسلمانوں سے کراہت کے لئے اسلاموفوبیا کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے فوبی[1] لفظ (xenophobia) سے ماخوز ہے جو ایک قدیم اصطلاح سے ماخوز ہے جو ایک قدیم اصطلاح neologism کی جدید شکل ہے اس کے عربی معنی الاِرھاب یعنی ہر چیز سے ماخوذ ہے۔[2] یہ ایک نفسیاتی مرض ہے۔ جس میں مریض ہر اجنبی چیز کو دیکھ کر ڈر اور خوف محسوس کرتا ہے۔ اس سے مختلف اطلاقات وجود میں آئی ہیں جیسے acrophobia یعنی اظہار رائے سے خوف زدہ ہونا اور autophobia یعنی تنہائی سے خوف زدہ ہونا۔[3] لفظ فوبیا phobia کا استعمال تقریباً ۵۰،۴۰ سال سے اسلام کے لئے بھی ہونا لگا ہے جس سے مراد یہ لی جاتی ہے کہ اسلام ایک متعصب دین ہے جس کا رویہ غیر مسلموں کے ساتھ متشددانہ ہے نیز یہ کہ مسلمان ہر اس چیز کو رد کر دیتے ہیں جو اسلام کے خلاف ہو جیسے مساوات (Equality)، متحمل (Tolerance)، حقوق بشر (Human Rights) اور جمہوریت (Democracy) کے مغربی نظریات۔[4] لیکن اس لفظ کا عام استعمال امریکہ میں ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کے حادثات کے بعد ہونے لگا ہے۔[5]

فوبیا کی لغوی تعریف:

ا۔ فوبیا کی لغوی تعریف کے حوالے سے صاحب نوراللغات نے درج ذیل معنوں کو ذکر کیا ہے۔

---

(1)/ "Teaching the Global Dimension/ "David Hick, Cathie Holden (2007).P.140.

(2) Sandra Fredman, Discrimination and Human Rights, Oxford University Press. ISBN 0-19-924603-3, P.121.Yovnne Yazbeck Haddad, Muslims in the West: From Sojourners to Citizens, Oxford University Press, ISB 0-19-514806-1, p.19-Islamophobia: A Challenge for us All. Runnymede trust. 1977, p. 1, cited in Qurashi. Muzammil. Muslims and Crime: A Comparative Study. Ashgate Publishing Ltd., 2005. P. 60 ISBN 0-7546-4233-X Early in 1997. The Commission on British Muslims and Islamophobia. At that time part of the Runnymede Trust. Issued a consultative document on Islamophobia under the Chairmanship of Professor Gordon Conway. Vice0Chancellor of the University of Sussex. The final report. Islamophobia: A Challenge for Us All., was launched in November 1997 by Home Secretary Jack. Straw.

(3)Roald, Anne Shophie (2004). New Muslims in the European Context: The Experience of Scandinavian converts. Brill. P. 53. ISBN 9004136797.

(4)Runnymede 1997. P. 5, cited in Quraishi 2005, p. 60.

(5)Casciani. Dominic. / "islamophobia Pervades Uk 150 report/ . BBC News, June 2,2004. Rima Beerns McGowan Writes in Muslims in the Diaspora (University of Toronto Press, 1991, p. 268) that the term / "Islamophobia/" was first used in an unnamed American periodical in 1991.

ڈر لگنا، خوف معلوم ہونا، جیسے نادر شاہ کے نام سے لوگ ڈرتے ہیں، ڈرنا خوف کھانے کے ہیں۔ (۱)

۲. المنجد میں خوف کی تعریف یوں درج ہے۔

خاف خوفاً و حیفاً مخافةً وخیفةًفزع اتقی ضدامن فیقال خافةً و خاف منه وخاف علیه (۲)

فوبیا کی اصطلاحی تعریف:

آکسفورڈ ڈکشنری کے اندر فوبیا کی تعریف کچھ یوں ذکر ہے۔ فوبیا خوف، ڈر اور نفرت کو کہتے ہیں، یہ ذہن کی اس مریضانہ کیفیت کا نام ہے جو کسی کی طرف سے خوف یا نفرت کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔ (۳)

چیمبر ڈکشنری میں فوبیا کا معنی یہ ہے:

A fear, aversion, or hatred esp., morbid and…………………

'فوبیا' غیر منطقی مریضانہ ذہنیت کا نام ہے، جو خوف، بے رغبتی اور نفرت پر مبنی ہے، جب لفظ فوبیا کو اسلام کے ساتھ جوڑا جائے تو اس کے معنی اور مفہوم "اسلام سے خوف، ڈر یا نفرت کے ہوتے ہیں" (۴)

ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن میں یہ تعریف مذکور ہے۔

"اسلاموفوبیا سے مراد اسلام، مسلمان اور اسلامی تہذیب و ثقافت سے نفرت اور خوف کا اظہار اور عمل ہے" (۵)

مغربی معاصرین نے اسلاموفوبیا کی تعریف یوں کی ہے:

> اسلام ایک توحید پرست جامد اور ناقابل تغیر مذہب ہے۔ اسلام ایسا منفرد مذہب ہے کہ جس میں دیگر مذاہب اور تہذیبوں سے مختلف اقدار ہیں۔ یہ غیر معقول قدامت پرست، جنسی تفریق پر مبنی خطرناک دہشت گردی اور تہذیبی تصادم کو فروغ دینے والا مذہب ہے، مغربی فکر و تہذیب سے کم تر مذہب۔ اسلام ایک سیاسی نظریہ ہے۔ اسلام مغربی فکر و اقدار پر غیر معمولی تنقید

---

(۱) نور اللغات، مولوی نور الحسن نیر (مرحوم) نیشنل بک فاؤنڈیشن، ص ۵۲

(۲) المنجد عربی اردو، لوئیس معلوف، مترجم، ابو الفضل، عبد الحفیظ بلیاوی، خزینۃ علم و ادب، اردو بازار لاہور، ص ۱۶۰

(۳) آکسفورڈ ڈکشنری انگلش اردو، شان الحق حقی، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، کراچی، ۲۰۱۳ء، ص: ۱۲۳۳

(4) Chambers's THEOLOGICAL Dictionary of the english language, W&R. Chambers london and Adinburgh, 1874, Page 251

(5) the challange of PLURALISM in the 21th Centery Islamophobia, JOHN AL-ESPOSITO & IBRAHIM KALIN, Page 25 Oxford University Press 2011

کرتا ہے۔(۱)

Runnymacle Trust کی رپورٹ کے مطابق اسلاموفوبیا کی تعریف یہ ہے:

"An outlook or world-view involving and unfounded dread and dislike of Muslim, which results in practices of exclusion and discrimination"

"ایک نظریہ یا عالمی رائے، جو بے بنیاد خوف اور نفرت پر مبنی ہے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہر معاملہ میں مسلمانوں کے ساتھ امتیاز اور بے گانگی برتی جاتی ہے"(۲)

امریکی مصنف Stephen Sch_____ نے اسلاموفوبیا کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

"The condemnation of the entirely of Islam and its history as extremist, denying the existence of a moderate Muslim majority, regarding Islam as problem for the world, treating conflicts involving Muslims as necessarily their own faults insisting that Muslims make changes to their religion and inciting war against Islam as a whole"

"اسلام کی ہر چیز کی مذمت کرنا، اسکی تاریخ کو یر تشدد قرار دینا، مسلمانوں میں اعتدال پسند اکثریت کی نفی کرنا، اسلام کو پوری دنیا کے لئے مسئلہ بنا کر پیش کرنا، مسلمان دُنیا میں جہاں بھی معرکہ آراء ہیں اس بارے میں ان ہی کو قصوروار سمجھنا، مسلمانوں کو ان کے مذہب میں تبدیلی لانے پر اصرار کرنا اور ان کے خلاف محاذ جنگ شروع کرنا"(۳)

"Islamophobia is the fear and hatred of Islam, Muslims or Islamic Culture. Islamophobia can be characterized by the belief that all or that all or most Muslims are religious fanatics, have violent tendencies towards non-Muslims and rejected opposed to Islam such concepts as equality, tolerance and democracy"

"اسلاموفوبیا سے مراد اسلام، مسلمان اور اسلامی ثقافت سے نفرت کا اظہار، اسکی تشریح اس طرح کی جاسکتی ہے کہ ایک ایسا نظریہ جو سمجھتا ہے کہ تمام یا اکثر مسلمانوں میں مذہبی تشدد ہوتا ہے۔ وہ غیر مسلموں کے بارے میں جارحانہ نقطہ نظر رکھتے ہیں، مساوات، رواداری اور جمہوریت کے تصور کو مسلمان یہ سمجھ کر رد کر دیتے ہیں کہ یہ سب انکے مذہب کی تعلیمات کے خلاف ہیں"(۴)

اسلام ویب سائٹ میں اسلاموفوبیا کے بجائے اسلام مخالف نسل پرستی کی اصطلاح استعمال کرنے پر زور دیا گیا ہے۔

چنانچہ اس ویب سائٹ کے مرتب لکھتے ہیں۔

"The terms of Islamophobia does not adequately expresses the full range and depth of antipathy towards Islam and Muslims in the West today. It is an inadequate term. A more accurate expression would be "anti-Islam" for its combines the elements of dislike of a

---

(1) ThinkTank, Islam o Phobia a challenge for us all, London 1997, Page 3
(2) Encyclopedia of Race and Ethics P.215
(3) Front Page Magazine April 2015
(4) the challange of PLURALISM in the 21th Centery Islamophobia, JOHN AL-ESPOSITO & IBRAHIM KALIN, Page 25 Oxford University Press 2011

religion and active discrimination against the people belonging to that religion" [1]

"اسلاموفوبیا کی اصطلاح، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مغربی دنیا میں پائی جانے والی نفرت، بے زاری اور امتیاز کو پوری گہرائی اور وسعت کے ساتھ ادا کرنے سے قاصر ہے، اس لئے اس سے بہتر تعبیر "Anti-Islam Racism" ہے کیونکہ اس مذہب اسلام سے بیزاری، نفرت اور امتیاز کا شدید عنصر پایا جاتا ہے"

فوبیا کی اصطلاحات:

اسلاموفوبیا کے لئے مختلف اصطلاحات ہوتی ہیں۔

کسی بھی چیز سے یا کسی بھی عمل سے خوف کھانے کو فوبیا کہا جاتا ہے۔

۱۔ "ہائیڈروفوبیا"

وہ شخص جس کو پانی سے ڈر لگتا ہو اس کے لئے "ہائیڈروفوبیا" کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔

۲۔ "فوبوفوبیا"

یہ اس مرض کے مریض کو کہتے ہیں جو کسی حادثہ کو دیکھ کر خوفزدہ ہو جائے، اسکو "فوبوفوبیا" کہا جاتا ہے۔

۳۔ "ایکروفوبیک"

کچھ لوگوں کو اونچائی سے ڈر لگتا ہے، ان کیلئے "ایکروفوبیک" کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔

۴۔ "مونوفوبیک"

جو بندہ تنہائی سے ڈرتا ہو اس مرض کے مریض کیلئے "مونوفوبیک" کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔[۲]

یعنی لفظ "خوف" ڈر اور گھبراہٹ اور خطرہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، اسی طرح جب اسلام سے لفظ فوبیا کو جوڑا جاتا ہے تو اسکا معنی اور مفہوم بنتا ہے کہ "اسلام کا خوف" یعنی اہل مغرب جو اسلام کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں وہ لوگ اسلام کو اپنے لئے خوف اور اپنے مذہب کے لئے خطرہ قرار دیتے ہیں۔

خلاصہ بحث و تجزیہ:

درج ذیل عبارت کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام مخالف لوگ جو اسلام کو جارح مذہب، پُر تشدد دین، فتنہ فساد پھیلانے والا مذہب سمجھتے ہیں اُن کے تمام الزام بے بنیاد اور مخالفت پر مبنی ہیں۔ لفظ اسلام سے ہی اس بات کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ اسلام امن پسند دین ہے۔

"اسلاموفوبیا" دراصل ایک مریضانہ خوف کا نام ہے، جو ۲۱ویں صدی میں اسلام کے روز افزوں مقبولیت کے مقابلہ کے لئے ابھارا جارہا ہے۔ یوں اسلام کو ایک جارح مذہب کے طور پر پیش کرنا مغرب کا پرانا مشغلہ ہے، جسے وہاں

---

(۱) اقلیتوں کے حقوق اور اسلاموفوبیا، ڈاکٹر محمد شہاب الدین سہیلی، ایفا پبلیکیشنز، نئی دہلی، ص:۴۲۸

(۲) "Teaching the Global Dimension/ "David Hick, Cathie Holden (2007).P.140

کے دانشور بالخصوص مستشرقین نے عرصۂ دراز سے اختیار کر رکھا ہے، آج اس مہم میں شدت اسلئے محسوس ہو رہی ہے کہ مغرب کے عوام میں فکری طور پر اسلام سے متاثر ہونے کا عمل تیز ہو گیا ہے، یورپ و امریکہ میں فروغ اسلام کی اس لہر پر قابو پانے کیلئے مسلمان، ان کی تہذیب، عقائد اور مذہب سے وابستہ پورے نظام پر حملے ہو رہے ہیں، جارج بش کا صلیبی جنگ کیلئے لگایا گیا نعرہ ہو یا پیغمبر اسلام ﷺ پر تشدد کی تعلیم دینے کا الزام یا جہاد کو تشدد سے تعبیر کرنے کی حکمتِ عملی، سب کے پسِ پشت ایک ہی مقصد کار فرما ہے کہ اسلام کو ایک جارح مذہب ثابت کر کے اس کی مقبولیت کو روکا جائے، حالانکہ اسلام امن، سلامتی، اعتدال اور سہولت کا مذہب ہے، تشدد، بد امنی، انتہاپسندی، شدت اور دہشت گردی سے اسلام کا وہی رشتہ ہے جو روشنی کا اندھیرے سے، نور کا ظلمت سے اور سچائی کا جھوٹ سے ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ اپنے ظہور کے پہلے دن سے اسلام سلامتی کا مذہب رہا ہے، دنیا جانتی ہے کہ مکہ مکرمہ جہاں سے اسلام کا آفتاب طلوع ہوا، وہاں تلوار حضرت محمد ﷺ کے ہاتھ میں نہیں، نہ انکے ماننے والوں کے قبضہ میں تھی، نبی پاک ﷺ پر جو حلقے جنگ باز ہونے کا الزام عائد کرتے ہیں، وہ اس تاریخی حقیقت کو نظر انداز کر دیتے ہیں آنحضرت ﷺ نے ۵۳ برس کی عمر تک لڑنا تو کجا، کبھی ہتھیار ہاتھ میں نہیں لیا تھا، حالانکہ اس وقت عرب معاشرہ میں لڑائی جھگڑا عام تھا، ہر شخص کم عمری سے فن سپہ گری میں طاق ہو جاتا تھا، زندگی کے آخری ایام میں مدینہ کے قیام کے دوران آپ ﷺ کو جن خونریز جنگوں کا سامنا کرنا پڑا ان کے محرک آپ کے حریف تھے، حضور ﷺ میدان جنگ میں تشریف لائے تو آپ نے جنگ کو بھی عبادت بنا دیا، حکم صادر ہوا کہ عورتوں، بچوں، بوڑھوں، بیماروں اور عبادت گاہوں میں کسی پر ہاتھ نہ اٹھایا جائے، فرمان الٰہی تھا کہ صرف ان سے لڑو جو تم سے لڑنے پر کمربستہ ہوں، تاکید فرمائی کے دوسرا حریف صلح کرنا چاہے تو اس کی پیشکش کو قبول کر لو، نبیٔ رحمت ﷺ تشریح فرماتے رہے کہ جنگ کا مقصد سمجھ لو، یہ نہ مال غنیمت کیلئے ہے اور نہ اقتدار کے حصول کیلئے، قرآن میں مقصدِ جہاد کی وضاحت یوں کی گئی کہ اگر اللہ تعالیٰ ایک کے ذریعہ دوسرے کی مدافعت نہ کرتا تو راہبوں کی خانقاہیں، یہود و نصاریٰ کے عبادت خانے اور مسلمانوں کی مساجد جن میں کثرت سے اللہ کا نام لیا جاتا ہے سب ڈھا دیئے جاتے اسی لئے دعویٰ سے کہا جاسکتا ہے کہ مسلمانوں نے جہاں بھی تلوار اٹھائی، اسکا مقصد اپنا اور مظلوموں کا دفاع کرنا تھا، آج امریکہ و یورپ میں اسلام قبول کرنے کی جو لہر چل رہی ہے اس کی وجہ کونسی طاقت یا جبر ہے، اسلام کی سادگی، اصول پسندی اور فکری قوت کا ہی یہ کرشمہ ہے کہ وہاں اس مذہب کے لیے لوگوں کا رجحان بڑھ رہا ہے، اسلاموفوبیا میں مبتلاء مغربی اقوام بھی مذکورہ حقائق سے واقف ہیں، لیکن اسلام کی مقبولیت انہیں اس پر مجبور کر رہی ہے کہ وہ اسلام کے خلاف جارحانہ رویہ اپنائیں، ان کے نزدیک دنیا میں کمیونزم کی شکست کے بعد اسلام ہی سب سے بڑا خطرہ

ہے، آج یورپ وامریکہ میں ہزاروں کی تعداد ہر سال اسلام قبول کر رہی ہے، گزشتہ چند سالوں میں ۱۵ ہزار سے زیادہ امریکی فوجی مشرف بہ اسلام ہو چکے ہیں، یہ کسی طرح کے جبر یا ترغیب کا نتیجہ نہیں بلکہ اسلام تہذیب، روایات اور اصولوں کی خوبیوں کے اثرات ہیں، اسلام کی خوبیاں جوں جوں اجاگر ہو رہی ہیں لوگ اسی قدر اس کے گرویدہ بن رہے ہیں، جھوٹ، الزام تراشی یا پروپیگنڈہ کی کوئی عمر نہیں ہوتی، انہیں بالآخر سچائی کے آگے دم توڑنا پڑتا ہے، اسلام کی اہمیت فی زمانہ اسلئے بڑھ رہی ہے کہ مغرب اور اس کی تہذیب بحرانی دور سے دوچار ہے، اسلاموفوبیا کے چیلنج کا مقابلہ کیلئے جہاں مذکورہ حقائق کی تشہیر واشاعت ضروری ہے وہیں اسلام کی خوبیوں اور برکات سے اہل مغرب کو متعارف کرانا بھی مفید ہو گا، کیونکہ تجربہ میں یہ بات آرہی ہے کہ جو لوگ اسلام کی تعلیمات سے متاثر ہو کر اسکا مطالعہ شروع کر دیتے ہیں، وہ بہت جلد اسے قبول کر لیتے ہیں۔

فصل دوم

اسلاموفوبیا کی تاریخ اور ارتقاء

تمہید:

اسلاموفوبیا کی اصطلاح اگرچہ نئی ہے لیکن اس میں پنہاں مفہوم کے اعتبار سے اس کی تاریخ بہت پرانی ہے، اگر ماضی میں دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ صدیوں سے یہی پروپیگنڈہ چلا آرہا ہے، اسلام کے خلاف بغض وعناد، نفرت وخوف بعثتِ نبوی ﷺ سے ہی شروع ہو گیا تھا، جب اللہ کے رسول ﷺ نے لوگوں تک اللہ کا پیغام پہنچانا شروع کیا تو دشمنانِ اسلام نے اسلام کے خلاف زبردست محاذ سنبھالا، وہ ہر اس جگہ پہنچ جاتے تھے جہاں اللہ کے رسول ﷺ اسلام کا پیغام پہنچاتے تھے، وہ اللہ کے رسول پر بے جا الزامات عائد کرتے تھے کہ یہ نعوذ باللہ کاہن اور شاعر وغیرہ ہیں اور لوگوں سے کہتے تھے کہ ان کی باتوں میں نہ آیئے۔

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ﴾ (۱)

ترجمہ: "اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں"

اسلام اللہ پاک کا ایک دائمی پیغام ہے جو تمام بشریت کیلئے آیا ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

﴿تَبَارَكَ الَّذِىْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِه لِيَكُوْنَ لِلْعَالَمِيْنَ نَذِيْرًا﴾ (۲)

ترجمہ: "وہ بڑی برکت والا ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل کیا تاکہ تمام جہان کے لیے ڈرانے والا ہو"

العالمون سے مراد جن وانس ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پاک ﷺ کو ان دونوں کی طرف ڈر سنانے والے بھیجا بیشک وہ خاتم الانبیاء ہیں۔ (۳)

محمد ﷺ ایک انقلابی پیغام لیکر آئے، جس نے عادات کو، تکالید وافکار کو بدل کر رکھ دیا، صرف مکہ میں ہی نہیں بلکہ پورے عالم پر انقلاب برپا کر دیا، آپ ﷺ نے بتایا کہ کمزور پر قوی کے حقوق کیا ہیں، ظلم کا آپ ﷺ نے

---

(۱) سورۃ المائدۃ:۵۱

(۲) سورۃ الفرقان:۱

(۳) الجامع لاحکام القرآن، محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح القرطبی ابو عبد اللہ: الطبعۃ الاولیٰ، دار عالم الکتب، المملکۃ العربیۃ السعودیہ، ۱۴۲۳ھ، ۲۰۰۳ء ج ۱، ص ۵

خاتمہ کیا، عورت کے اوپر جو اس وقت معاشرے میں زیادتیاں تھیں آپ ﷺ نے ان کو ختم کیا۔

جب ہم رسول خدا کی تعلیمات کی طرف دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ظلم کے تمام دروازے بند کئے خواہ اسکا تعلق عورتوں کے استحصال سے ہو یا طاقتور کی طاقت اور جبر سے، امام محمد الغزالی اسی بابت فرماتے ہیں کہ انسانی تاریخ درر وآلام سے بھری پڑی ہے۔ ہبوط آدم سے لے کر اولاد آدم کے اطراف ارض میں پھیلنے تک ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہیں، خال خال ہی ایسے مواقع ہمیں دیکھنے کو ملتے ہیں جہاں لوگوں نے سکھ کا سانس لیا ہے۔ ان ناگفتہ بہ حالات میں جب دنیا تباہی و بربادی کے کنارے پر آکھڑی تھی خدا بزرگ و برتر نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ [1]

یہود و نصاریٰ کا اسلام کے خلاف رد عمل عہد نبوی میں:

اسلام کی تعلیم جب آپ ﷺ نے مکہ میں لوگوں کے اندر پھیلانا شروع کی تو دشمنانِ اسلام نے اس کی بھرپور مخالفت شروع کر دی جس کی مثال ایک حدیث پاک کے ذریعہ دی جاتی ہے۔

حضرت طفیلؓ بن عمر دوسی فرماتے ہیں کہ میں اسلام قبول کرنے سے پہلے مکہ آیا، جب میں مکہ کے اندر پہنچا تو وہ لوگ جو لوگوں کو اسلام کی تعلیمات کو سننے سے روکتے تھے میرے پاس آگئے اور کہا کہ۔

"تم ہمارے شہر میں مہمان آئے ہو، اس لیے ازراہِ خیر خواہی تم کو آگاہ کیے دیتے ہیں، کہ اس شخص نے ہمارے اندر پھوٹ ڈال کر ہماراشیرازہ بکھیر دیا ہے، نہیں معلوم کہ اس کی زبان میں کیا سحر ہے جس کے زور سے وہ بیٹے کو باپ سے، بھائی کو بھائی سے اور بیوی کو شوہر سے لڑا دیتا ہے، ہمیں ڈر ہے کہ کہیں تم اور تمھاری قوم بھی اس کی باتوں میں نہ آجائیں، اس لیے ہمارا دوستانہ مشورہ ہے کہ تم اسکے ساتھ نہ ملو اور نہ اس کی بات سنو۔" [۲]

جب اسلام کا نور پھیلنے لگا تو اس وقت اسلام کے خلاف دو قوتیں ظاہر ہوئیں ایک قوت جو عرب کے اندر موجود تھی اور دوسری قوت عرب کے باہر تھی، اور وہ قوت جو عرب کے اندر تھی اس سے مراد مشرکینِ عرب، یہود جو مدینہ اور اس کے قرب وجوار میں بستے تھے اور بعض نصرانی قبائل مثلاً غسان، تغلب اور تنوخ وغیرہ شامل تھے۔ اور دوسری وہ

---

(۱) فقہ السیرۃ، الشیخ محمد الغزالی، تحقیق: محمد ناصر الدین الالبانی، ۲۰۰۲ء، ۱۴۲۳ھ، الطبعۃ الاولیٰ، داراحیاء التراث الغزالی، بیروت۔ لبنان، ص ۳۹

(۲) شاہ معین الدین احمد ندوی، مہاجرین، جلد دوم، دار المصنفین، شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، ۱۹۹۶ء، ص ۱۴۳

طاقت جو جزیرہِ عرب سے باہر تھی اس میں دو سلطنتیں شامل ہیں ایک فارس اور دوسری روم،

وہ طاقت جو مدینہ کے اندر رہتی تھی اور اس کے قرب وجوار میں وہ یہود طاقت بسی ہوئی تھی ان میں بنو نضیر، بنو قینقاع، اور بنو قریظہ کے یہودی شامل ہیں ان لوگوں نے اسلامی دعوت کی شروع میں ہی شدید مخالفت کی اور انہوں نے اپنے تمام وعدوں اور میثاق کی پاسداری بھی توڑدی تھی جو انہوں نے حضور علیہ الصلواۃ والسلام کے ساتھ کیے تھے۔

بنو نضیر قبیلہ کو حضور پاک ﷺ نے اس وجہ سے جلاوطن کیا تھا، کیونکہ جب آپ ﷺ نے ان سے بنو عامر کے مقتولین کی دیت مانگی تو انھوں نے آپ ﷺ کے اوپر بڑا پتھر پھینکنے کا ارادہ کیا ہوا تھا۔ (۱)

بنو قینقاع کو بھی اپنے عہد سے پھر جانے کی وجہ سے جلاوطن کیا جب انھوں نے ایک مسلمان عورت کی عزت پر ہاتھ ڈالا تو اس پر مسلمان شخص نے یہودی کو قتل کیا تو یہودیوں نے واپس اس کو قتل کر دیا۔ (۲)

بنو قریظہ نے نبی پاک ﷺ کو قتل کرنے کی سازش کی اور مسلمانوں کی عورتوں اور اولادوں کو گالیاں دیں اور انھوں نے مشرکین عرب کے ساتھ مل کر سازشیں شروع کر دیں بالخصوص غزوہ خندق کے موقع پر جب انھوں نے کفار کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف سازشیں کی تو ان کو بھی جلاوطن کیا گیا۔ (۳)

اسلام اور نصاریٰ کے درمیان جو تعلق شروع ہوا وہ چھٹی ہجری میں صلح حدیبیہ کے بعد شروع ہوا جب حضور ﷺ نے مختلف ممالک کی طرف جو اپنے سفیر بھیجے ان میں عالم نصرانی کی طرف جو سفیر گئے تھے وہ چار تھے ایک دحیہ کلبی جو قیصر روم کی طرف گئے تھے دوسرے عمرو بن امیہ نجاشی کی طرف گئے تھے ایک خاطب بن ابی بلقہ مقوقس کی طرف گئے تھے جو ملک اسکندریہ تھا اور ایک شجاع بن وھب الاسدی ملک شام میں گئے تھے۔ حارث بن ابی ثمر کو الغسان کی طرف بھیجا تھا۔ (۴)

ان خطوط کے جوابات جو نصاریٰ کی جانب سے آئے وہ بہت سخت تھے بعض جواب قتل وغارت کی شکل میں آئے قیصر روم کی طرف سے جو جواب آیا وہ بہت سختی والا تھا، مقوقس کا جو جواب تھا وہ محبت بھرا تھا غسانی کے بادشاہ نے سفیر کو قتل کر کے جواب بھیجا۔ (۵)

---

(۱) سیرت ابن ہشام، امام عبد المالک محمد بن ہشام (م ۲۱۳ھ) مقبول اکیڈمی لاہور ۱۹۶۵ء، ج ۳، ص ۱۵۷

(۲) ایضاً: ۳/ ۱۰

(۳) ایضاً: ۳/ ۲۰۳

(۴) ایضاً: ۳/ ۲۰۵

(۵) مواطنون لاذمیوں، فہمی ھویدی، الطبعۃ الرابعۃ، دار الشروق، القاھرہ، مصر، ۲۰۰۵ء، ۱۴۲۴ھ، ص: ۲۰

غسان کے قاصد کو قتل کرنے اور وہاں جن لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا ان کو قتل کرنے پر نبی پاک ﷺ نے ایک لشکر ان لوگوں کو سبق سکھانے کی وجہ سے بھیجا تھا وہ غزوۂ موتہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔[۱]

مسلمان جب فتح کے بعد واپس آئے تو تب کچھ باتیں سننے کو آئیں نصاریٰ کی جانب سے تب ۸ ہجری میں غزوہ تبوک کا واقع ہوا حضور علیہ السلام تک روم اور ان کے خلفاء عرب کی خبریں پہنچتی تھیں خلفاء عرب جن میں لخم، جذام اور غسان شامل ہیں اور یہ خبریں مسلمانوں کے ساتھ قتال کرنے کی تھی، لیکن مسلمانوں کی آمد سے قبل روم اور اس کے حواری بھاگ گئے۔[۲]

یہود ونصاریٰ کا اسلام کے خلاف رد عمل عہد خلفاءِ راشدین میں:

حضور کی وفات دس ہجری میں ہوئی، روم کے خلاف جنگ کے لیے لشکر کی تیاری ہو رہی تھی جس کی قیادت اسامہ بن زید نے کرنی تھی، یہ لشکر سلطنتِ روم کے خلاف شام کے دور دراز علاقوں کے لیے تیار تھا، اس لشکر کی تیاری حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمائی اور اسی طرح خلفاءِ راشدین کے دور میں فتوحاتِ اسلامی بڑھتی چلی گئی، مختلف ممالک میں جن نصرانی سلطنت کا راج تھا ان پر مسلمانوں نے فتح حاصل کرلی، یہاں اس بات کی طرف اشارہ کرنا بھی ضروری ہے کہ سلطنتِ نصرانیہ میں رہنے والے لوگوں کے ساتھ مسلمانوں کے تعلقات اسلامی فتوحات کے بعد ایسا تھا کہ وہ نصرانی لوگ اس معرکہ کو آزادی کی جنگ شمار کرتے تھے، اور وہ سمجھتے تھے کہ روم یا نصرانی لوگ ان پر ظلم کرتے تھے جن سے مسلمانوں نے ان کو نجات دی۔

جب ابو عبیدہ کی قیادت میں مسلمانوں کا لشکر وادی اردن میں پہنچا تو مسیحوں کی طرف سے یہ پیغام دیا گیا کہ "اے گروہ مسلمین آپ ہمیں روم سے زیادہ محبوب ہیں حالانکہ روم ہمارے دین میں سے ہیں، آپ ہمارے وفادار ہیں، آپ ہمارے لیے خوشحالی کی ضمانت ہیں، ہمارے اوپر ظلم کو روکنے والے ہیں، آپ ہمارے اوپر بہترین حکومت کرنے والے ہیں، لیکن روم ہمارے اور ہمارے قبائل پر غالب ہیں۔[۳]

شام کے نصاریٰ مسلمانوں کی مدد میں اور بڑھ گئے، جب انھوں نے مسلمانوں کا عدل ان کی وفا اور حسنِ سیرت کو دیکھا تو وہ مسلمانوں کے دشمنوں پر مسلمانوں سے بھی زیادہ سخت ہو گئے اور مسلمانوں کے معاون بن گئے، جب مسلمانوں

---

(۱) سیرۃ ابن ھشام، ۲۵۵/۳

(۲) لخم وجذام وغسان: اسماء قبائل عربیۃ (البدایۃ والنھایۃ س-ن، ۲۳/ ۲)

(۳) مواطنون لاذمیون، نقلاعن کتاب توماس ارنولا، الدعوۃ الی الاسلام ص:۹۷

نے نصرانی قبیلے کی طرف صلح کے لیے وفود بھیجے تو وہ نصرانی لوگ مسلمانوں کیلئے روم کی سلطنت کے خلاف جاسوسی کرتے تھے۔[1]

اسلام کا قافلہ جوں جوں آگے بڑھتا گیا، مخالفین اسلام کا اسلام کے خلاف اور مسلمانوں کے خلاف خوف و خطرہ بغض و عناد بھی بڑھتا گیا، عہد فاروقی میں جب مسلمانوں نے یروشلم اور شام کو فتح کر لیا جو اس وقت عیسائیوں اور یہودیوں کا مرکز تھا تو انھوں نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف طرح طرح کی سازشیں کی۔[2]

نصرانی قبائل جو کہ جزیرہ عربیہ کے اندر رہتے تھے ان کے اندر اتنی قوت نہیں تھی کہ وہ لشکر اسلام کا سامنا کرتے، اکثر قبائل جو کہ بازنطی سلطنت کے تابع تھے جب تبوک کی جنگ ہوئی تو بزنطی سلطنت کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ جب غزوہ تبوک میں مسلمانوں کے خوف سے رومی لشکر بھاگ کھڑا ہوا تو اس وقت مسلمان استطاعت رکھتے تھے کہ وہ مختلف قبائل کو اپنی حکومت میں شامل کریں سوائے ان قبیلوں کے جنہوں نے اپنے وعدوں اور میثاق کی خلاف ورزی کی۔ جیسے کے نجران کے عیسائی جن کو حضرت عمر فاروقؓ نے نکال دیا تھا۔[3]

نجران کے عیسائیوں کو حضرت عمر فاروقؓ کے نکالنے میں علماء کا اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ ان کو سود کے معاملات کی وجہ سے نکالا۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے انھیں اس لیے نکالا کا حضور علیہ السلام کا قول ہے کہ "عرب کی زمین پر دو دین نہیں ہو سکتے" راجح یہی ہے کہ حضرت عمرؓ نے انھیں اس حدیث کے پیش نظر نکالا۔[4]

عباسی اور اموی دور میں مخالفین اسلام:

اموی دور میں اسلام کی حدود مشرق میں چین تک اور مغرب میں اندلس تک پھیلی ہوئی تھی اور فرانس تک اسلام روشناس ہو چکا تھا۔ یہاں تک کہ مسلمانوں نے دو مرتبہ دولت بزنطیہ کو شکست دی تھی۔

مسلمانوں نے دولتِ بزنطیہ کو توڑنے میں اپنی کاوشوں کو جاری رکھا۔ لیکن آہستہ آہستہ جب امراء اور مسلمان

---

(۱) فقہ الجہاد للقرضاوی، یوسف القرضاوی، مکتبہ وھبۃ ۲۰۰۹م، ص:۲۵

(۲) ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن سید ابو الاعلیٰ مودودی، نومبر ۲۰۱۴ء، ص:۵۷۹

(۳) العلاقۃ بین نصاریٰ و حرکۃ الفتح الاسلامی فی الجزیرۃ الاسلامیۃ و الشام و العراق، منصور عبد اللہ، الطبعۃ الاولیٰ دار الکتاب، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ س-ن، ص:۳۸

(۴) زاد المعاد فی ھدی خیر العباد، ابن القیم الجوزیۃ، ۱۴۰۴ھ، ۱۹۸۷ء الطبعۃ الاولیٰ، مؤسۃ الرسالۃ، للنشر والتوزیع، الجموریۃ العربیۃ السعودیۃ ج۷، ص۳۳۰

شہید ہوتے گئے تو یہ کاوشیں رک گیئں پھر اسلام دشمنوں نے امتِ اسلامیہ کے اندر پھوٹ ڈال کر ان کو مختلف فرقوں میں بانٹ دیا تب روم نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے شام پر حملہ کیا۔

روم کبھی مسلمانوں کی حکومت کو نہیں بھولا تھا جو انہوں نے روم اور ان کی اقوام پر کی تھی۔ (۱)

چوتھی ہجری میں مسلمان عہد عباسی میں کمزور ہو گئے، مسلمان یہ سمجھتے تھے کہ روم ایک رکاوٹ ہے جو مسلمانوں کو فتوحات سے روک رہی ہے، اور اسلام کے پیغام کو جو بشیریت تک پہنچانا ہے اس کو روک رہی ہے،

روم نے مسلمانوں کی کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے آپ کو مسلمانوں کے خلاف تیار کیا اور مسلمانوں کو ختم کرنے کیلئے آگے بڑھے اور روم کی یہ کامیابیاں اس وقت تحقق پذیر ہوئی جب صلیبی حملوں کی سوچ عروج پذیر ہوئی۔ (۲)

اسلاموفوبیا منظم طریقے سے صلیبی جنگوں سے شروع ہوا، کیونکہ عیسائی دنیا کو فوج کی کثرت اور بے شمار وسائل کا کچھ فائدہ نہ ہوا مشہور مصنفہ راہبہ کیرن آرم سٹرانگ نے اعتراف کیا کہ

"اسلاموفوبیا کی تاریخ، صلیبی جنگوں سے ہی جا ملتی ہے، "یعنی عیسائی دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت اور خوف رکھنے کی تاریخ محفوظ اور مدون ہے"(۳)

اسلاموفوبیا نائن الیون کے بعد:

مغرب کا اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مخالفانہ رویہ بیسویں صدی کی اختتام اور نائن الیون کے بعد اپنے عروج پر پہنچا، مغرب نے اسلامی تعلیمات اور اقدار کو اپنی تعلیمات اور اقدار سے کمتر سمجھنا شروع کر دیا، انھوں نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف طرح طرح کی باتیں کرنا شروع کر دیں، ان کا کہنا تھا کہ اسلام اور مسلم دنیا مغربی فکر و اقدار اور تہذیب کے ہم پایہ نہیں ہے۔ اس نظریہ کے تحت مغرب کے لوگ مسلمانوں پر اپنی حکمرانی قائم رکھنا چاہتے تھے جس کی وجہ سے انھوں نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف طرح طرح کے حربے کرنا شروع کر دیئے۔

۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ کو کچھ مبہم جووں نے امریکہ کے ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملہ کیا (جو کسی بھی اعتبار سے اسلامی تعلیمات کے مطابق درست نہیں ہے) اس کے بعد مغرب اور مغربی طاقت نے اسلام اور مسلمانوں کو ان کی تاریخ، تہذیب، ثقافت عدل و انصاف کو تنقید کا نشانہ بنانا شروع کر دیا۔ تب سے اب تک مسلمانوں کے مدارس، اسکولوں اور اسلامی مراکز

---

(۱) مواطنون لاذمیون، ص:۸۲

(۲) ایضاً، ص:۸۳

(۳) کیرن آرم سٹرانگ، دی گارڈین، ۸ ستمبر ۲۰۰۴ء

پر حملوں کا سلسلہ جاری ہے۔

مغرب میں ایک ہی بات دہرائی جاتی ہے کہ اسلام "انتہا پسندی" کا ذریعہ ہے، یہ امریکہ میں مارچ ۲۰۰۲ میں ۲۵ فیصد لوگوں کی رائے تھی، جبکہ یہ ۲۰۱۴ میں یہ ۵۰ فیصد تک پہنچ گئی۔[۱]

کیرن آرم سٹرانگ لکھتی ہیں کہ:

"نائن الیون کی پانچویں برسی کے موقعہ پر پاپائے اعظم بینڈکٹ نے جرمنی میں جو متنازع بیان دیا اس نے اسلاموفوبیا کی لہر کو اور بڑھا دیا، اس سے یہی تاثر ملتا ہے کہ 'اسلاموفوبیا' کی تحریک کو فروغ مل رہا ہے، اور مغرب ایک نئی صلیبی جنگ کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے"[۲]

مغرب میں اسلام اور پیغمبرِ اسلام کی تضحیک کی جارہی ہے اور مذاق اڑایا جارہا ہے، کیونکہ مغرب کے لوگوں کو پتا ہے کہ مسلمان رسول پاک ﷺ اور ان کی تعلیم سے بے حد عقیدت رکھتے ہیں۔ اس لیے مغرب کے حکمران، دانشور، فنکار، مصنف، ادیب ہر وقت ہر زمانے میں اللہ کے رسول ﷺ پر رکیک حملے کرنے میں پیش پیش ہیں۔ منٹگمری واٹ[۳] نے اکتوبر ۲۰۰۴ء میں نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس پر کیچڑ اچھالنے کے حوالے سے مغرب کے تاریخی کردار کے بارے میں لکھا ہے:

"تاریخ کی کسی بھی بڑی شخصیت کو اتنا ہتک آمیز طور پر مغرب میں پیش نہیں کیا گیا جتنا محمد ﷺ کو کیا گیا۔"[۴]

مغرب میں اس فضا کو پروان چڑھایا جارہا ہے گویا "اسلام اور مسلمانوں سے متعلق ہر چیز کا دوسرا نام انتہاپسندی ہے" دنیا میں جہاں بھی مسلمان اقلیت میں ہیں ان کی شہریت پر سوالات ان کے پاسپورٹ پر شکوک، نقاب و حجاب میں ملبوس عورتیں شک و شبہات کا شکار ہیں، جس مذہب کو سب سے زیادہ تنقید کا نشانہ بنایا جارہا ہے وہ 'اسلام' ہے CSEW (کرائم

---

(۱) دی واشنگٹن پوسٹ، ۳دسمبر 2015ء

(۲) کیرن آرم سٹرانگ، ایضاً، ۸ ستمبر ۲۰۰۴ء

(۳) منٹگمری واٹ سکاٹش مورخ، مستشرق اور انگلی کی نیت پادری اور پروفیسر تھے، ۱۹۶۴ تا ۱۹۷۹ تا جامعہ ایڈنبر میں عربی زبان اوراسلامیات کے پروفیسر رہے، آپکی پیدائش ۲۴ مارچ ۱۹۰۹ کو ہوئی اور آپکی وفات ۲۴ اکتوبر ۲۰۰۶ کو ہوئی آپ کی عمر ۹۷ برس ہے آپ کا مذہب مسیحی ہے، مزید تفصیلات کیلئے۔(http://data.bnf.fr/ark:/12148/cb119289340)

(۴) منٹگمری واٹ، Muhammad at Mecca، لندن ۱۹۵۳ع، ص:۵۲

سروے فار انگلینڈ اینڈ ویلز) کی تحقیق کے مطابق نفرت اور عداوت کا شکار سب سے زیادہ مسلمان ہیں۔ (۱)
مسلمانوں اور اسلام کے خلاف نفرت میں مسلسل اضافہ ہوتا جارہا ہے، نائن الیون کے بعد مسلمانوں پر تشدد کے بے شمار واقعات ہو گئے ہیں، CAIR کے مطابق امریکہ میں ۲۰۰۵ کے دوران ۱۹۷۲ جب کہ ۲۰۰۶ میں ۲ہزار ۴سو ۲۷ حادثات اور حملے مسلمانوں پر ہوئے۔ (۲)

اسی چیز کو اگر دیکھا جائے تو نائن الیون کے بعد اگر مغرب میں کسی مسلمان سے کوئی جرم سرزد ہو جاتا ہے تو اس کو شک کی نگاہوں کے ساتھ قانون کا دائرے میں لیا جاتا ہے، اسلام پر انگلیاں اٹھائی جاتیں، اس کے برعکس کسی دوسرے مذہب سے تعلق رکھنے والے سے کوئی غلطی یا خطا سرزد ہو جاتی تو صرف اس کی ذات کو تنقید کا نشانہ بنایا جاتا تھا۔

خلاصہ بحث و تجزیہ:

معلوم ہوا کہ "اسلاموفوبیا" کی اصطلاح اگرچہ نئی ہے مگر اپنے معنی و مفہوم کے لحاظ سے اس کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنا کہ لفظ اسلام۔ مخالفین اسلام کی یہ دشمنی صرف اور صرف اپنے رُعب، اپنی بادشاہت اور اپنی شہرت کو برقرار رکھنے کیلئے ہے۔ مخالفین اسلام نے اسلام کی مخالفت اس وقت سے شروع کی جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دین اسلام کی بنیاد رکھی۔ مخالفینِ اسلام نے جب دیکھا کہ اگر اسلام لوگوں میں اسی طرح پھیلتا رہا تو ہمارا ظلم وجور، ہماری بادشاہت، ہمارا تشخص ختم ہو جائے گا۔ ہر طرف عدل ہی عدل ہو گا، چھوٹے بڑے کا احترام کیا جائے گا۔ لوگ دینِ اسلام کے دائرے میں داخل ہو کر اپنے آپ کو محفوظ سمجھیں گے اور ہماری حیثیت اور اثر و رسوخ ختم ہوتا چلا جائے گا۔ اس لئے مخالفنِ اسلام نے دینِ اسلام کے خلاف اپنی مخالفت کو بڑھایا، اور مسلمانوں کے نبی پاکؐ کے اوپر طرح طرح کے حملے کئے تاکہ لوگ حضورؐ پاک کے مخالف ہو کر دینِ اسلام سے متنفر ہو جائیں ۔

---

(1) Derek Gregrory, the Colonial present (Malden: Bladwell, 2004) Razak, Casting out, Page 113,

(۳) ایضاً

فصل سوم

اسلاموفوبیا کے اہداف

اسلاموفوبیا کے اہداف:

تمہید:

اسلاموفوبیا کے اھداف میں سب سے بڑا ھدف اس دین متین کی اشاعت کو روکنا ہے دین اسلام کی مخالفت کرنا ہے، اس سلسلے میں دشمنانِ اسلام اپنی طاقتیں اپنی صلاحیتیں اسلام کے خلاف صرف کرنے میں دن رات مصروف ہیں۔

دشمنانِ اسلام کو یہ بات سمجھ آگئی تھی کہ اسلام کی جو جڑ ہے مضبوطی کی وہ قرآنِ حکیم ہے مسلمان قرآن پاک کو ماخذ اوّل قرار دیتے ہیں لہذا انھوں نے سب سے پہلے اسلام کے اوّل مصدر قرآنِ حکیم پر وار کر کہ مسلمانوں کو اس سے دور کرنا چاہا، ان کو معلوم تھا کہ جب تک قرآن حکیم مسلمانوں کے اندر موجود رہے گا اور مسلمانوں کو یہ یقین رہے گا کہ یہ قرآن کے احکامات پر عمل کرنا ہماری دنیا اور آخرت کی کامیابی کا ضامن ہے لہذا جب تک قرآن پاک کو مسلمانوں سے دور نہیں کیا جاسکتا تب تک نہ اسلام کو نقصان پہنچایا جاسکتا ہے اور نہ ہی ملتِ اسلامیہ کو تیزی سے پھیلنے سے روکا جاسکتا ہے۔

دراصل قرآن حکیم اسلام دشمنوں کو اپنے لیے ایک بہت بڑا خطرہ نظر آرہا تھا اس لیے وہ قرآن حکیم کو اپنے لئے چیلنج سمجھتے تھے، دشمنانِ اسلام اس بات کا اعلان کرتے تھے کہ جب تک یہ کتاب مسلمانوں کے اندر موجود ہے تب تک یہ دین اپنے مقصد میں بڑھتا جائے گا، اور ہمارے عزائم خاک میں مل جائیں گے۔ پس اسلام کے خلاف قوتوں نے قرآن حکیم کو اپنے مفادات اور اپنے عزائم کا خطرہ سمجھتے ہوئے اس کی نفرت مسلمانوں کے دلوں میں ڈالنے کی کوشش شروع کر دی، قرآن حکیم کی اہمیت کو کم کرنے کیلئے انھوں نے اس کتاب کے اوپر بہت وار کیے، انھوں نے بیک زبان ہو کر اعلان کیا کہ قرآن خدا کا کلام ہی نہیں بلکہ حضرت محمد ﷺ کی تصنیف ہے، انھوں نے قرآن حکیم کی تدوین و حفاظت پر اعتراض کیے انھوں نے قرآن حکیم کی فصاحت و بلاغت پر اعتراض کیے انھوں نے اس کے مضامین اسکی ترتیب کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا مخالفینِ اسلام کا مقصد صرف یہی تھا کہ ہم یہ اعتراض کر کے مسلمانوں کے دلوں سے اسکی محبت کو نکال لیں گے مخالفینِ اسلام کے چند اعتراضات کا جائزہ جو انھوں نے قرآنِ حکیم پر کیے ان کو مختصر کر کے تحریر کیا جارہا ہے۔

اسلاموفوبیا کے اہداف:

اسلاموفوبیا کے درج ذیل اہداف ہیں

۱۔ قرآن

۲۔ احادیث

۳۔ سیرت طیبہ ﷺ

ا۔ قرآنِ حکیم کے کلامِ خداوندی پر اعتراض:

﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ افْتَرَاهُ وَاَعَانَه عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ﴾ (۱)

ترجمہ: "اور کہنے لگے کفار کہ نہیں یہ (قرآن) مگر محض بہتان جو گھڑ لیا ہے اس نے اور مدد کی ہے اس کی اس معاملہ میں ایک دوسری قوم کی"

﴿وَقَالُوا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا﴾ (۲)

ترجمہ: "اور کفار نے کہا کہ یہ تو افسانے ہیں پہلے لوگوں کے اس شخص نے لکھوالیا ہے اور انھیں یہ پڑھ کر سنائے جاتے ہیں اسے ہر صبح وشام (تاکہ ازبر ہو جائیں)"

﴿اِنَّمَا يُعَلِّمُه بَشَرٌ﴾ (۳)

ترجمہ: "انھیں تو قرآن یہ ایک انسان سکھاتا ہے"

جارج سیل اپنی کتاب میں قرآن حکیم کو حضور ﷺ کی تصنیف ثابت کرتے ہوئے رقمطراز ہے۔

"کلام میں لفاظی حاضرین کے ذہنوں پر جو زبردست اثر ڈالتی ہے، محمد ﷺ اس سے بے خبر نہ تھے، یہی وجہ ہے کہ انھوں نے نہ صرف یہ کہ اپنے نام نہاد الہامات میں اسلوب بیان کے اس وقار اور رفعت کو قائم رکھنے کیلئے اپنی پوری صلاحیتیں استعمال کی ہیں، جو اس ذات کی شان کے شایانِ شان ہو جس کی طرف وہ ان کو منسوب کرتے ہیں اور اس اسلوب کو اختیار کیا ہے جو عہد نامہ قدیم کے پیغمبرانہ اسلوب سے ہم آہنگ ہو سکے بلکہ انھوں نے فنِ بلاغت کے دیگر اصولوں کو بھی نظر انداز نہیں کیا اور اس میں وہ اس حد تک کامیاب ہوئے انھوں نے اپنے مخالفین کے اذہان کو یوں گرویدہ کیا کہ ان کے کئی مخالفین نے اسے جادو اور سحر کا اثر قرار دیا" (۴)

جارج سیل کا ایک اور تخیل:

"قرآنِ حکیم میں بیان ہونے والے کئی کہانیاں یا ان کے کچھ حالات عہد نامہ قدیم یا عہد نامہ جدید سے لیے گئے ہیں، بلکہ

---

(۱) سورۃ الفرقان: ۴

(۲) سورۃ الفرقان:۵

(۳) سورۃ النحل:۱۰۳

(۴) The Koran جارج سیل، نیویارک فریڈرک وارن اینڈ کمپنی، ۱۸۹۰ء، ص:۴۸

اس سے بھی زیادہ کہانیاں ان غیر مستند انجیلوں اور روایات سے لی گئی ہیں جو اس دور کے یہودیوں اور عیسائیوں میں مروج تھیں، ان کہانیوں کو بائبل کے بیانات کے بر خلاف حقائق کے شکل میں قرآن میں پیش کیا گیا ہے اور یہودیوں اور عیسائیوں پر الزام لگایا گیا ہے کہ انھوں نے صحف سماوی میں تحریف کر دی تھی۔ مجھے یقین ہے کہ قرآن میں ایسے بیانات یا تو کلیۃً مفقود ہیں یا بالکل کم ہیں جو محمد ﷺ نے ابتداً پیش کیے ہوں جیسا کہ عام خیال کیا جاتا ہے، کیونکہ ان بیانات کے اکثر حصے کو قرآن سے پہلے مصادر میں آسانی سے تلاش کیا جا سکتا ہے۔[۱]

جارج سیل کا آخری تخیل قرآن کے بارے میں:

> "حقیقت میں کوئی اختلاف نہیں کہ قرآن کے مصنف یا قرآن کو اختراع کرنے والے محمد ﷺ ہیں اگرچہ اس بات کا غالب امکان موجود ہے کہ اس منصوبے میں ان کو دوسرے لوگوں سے جو مدد ملی وہ کم نہ تھی جیسا کہ ان کے اہل وطن نے ان پر یہ اعتراض کرنے میں کوتاہی نہیں کی البتہ ان کو اس قسم کی مدد مہیا کرنے والے مخصوص شخص کے تعین میں ان کے مفروضے باہم اتنے متضاد تھے کہ یوں محسوس ہوتا کہ وہ محمد ﷺ کے خلاف اس الزام کو ثابت نہ کر سکے۔ یہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ محمد ﷺ نے اس معاملے کو خفیہ رکھنے کیلئے اتنے اقدامات کئے ان کی وجہ سے اس راز کا انکشاف ممکن نہ تھا، ڈاکٹر پریڈو نے اس مسئلے کی ایسی تفصیلات بیان کی ہیں جو زیادہ قرینِ قیاس ہیں لیکن یہ تفصیلات اکثر عیسائی مصنفین کی تحریرات سے لی گئی ہیں جو اپنے بیانات میں بعض بڑے مضحکہ خیز قصوں کو غلط ملط کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ کسی اعتبار کے قابل نہیں رہے)"[۲]

آرتھر جیفری (Arthur Jeffery) اپنی کتاب میں اپنے قارئین کو قرآن حکیم کا تعارف ان الفاظ میں کراتا ہے۔

"The Quran is the Scripture of Islam, it is called the Noble Quran, The Glorious Quran, The Mightily Quran, but never the Holy Quran save by Modern, western educated Muslims who are imitating the title holy bible it contains the substance of Muhammad's (PBUH) deliverances during the twenty odd years of his public ministry. It is clear that he had been preparing a book for his community which would be for them what the Old Testament for the Christians, but he died before his book was ready, and what we have in the Quran is what his followers were abet to gather after his death and issue as the corpus of this revelations"

---

(۱) ایضاً

(۲) The Koran، جارج سیل، ص:۴۹

قرآن اسلامی صحیفہ ہے، اس کو قرآنِ عظیم اور قرآن مجید وغیرہ کے ناموں سے تو پکارا جاتا ہے مگر اسے "Holy Quran" یعنی قرآن پاک نہیں کہا جاتا کچھ جدید دور کے مغرب کے تعلیم یافتہ مسلمان "Holy Bible" کے لقب کی نقل کر کے قرآن کو بھی "Holy Quran" یعنی قرآن پاک کہتے ہیں، یہ کتاب محمد ﷺ کے بیس سالہ دورِ نبوت کے بیانات کے مجموعے پر مشتمل ہے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ محمد ﷺ ایک ایسی کتاب کی تیاری میں مصروف تھے جو مسلمانوں کے لیے وہی حیثیت رکھے جو یہودیوں کے لیے عہد نامہ قدیم اور عیسائیوں کے لئے عہد نامہ جدید کی ہے، لیکن اس کتاب کی تکمیل سے پہلے وہ فوت ہو گئے۔ آج قرآن کے اندر جو کچھ موجود ہے یہ وہ ہے جو ان کے پیروکاروں نے جمع کیا اور اسے محمد کے الہامات کے مجموعے کے طور پر شائع کر دیا"

ڈبلیو منٹگمری واٹ کا خیال:

ڈبلیو منٹگمری واٹ کا انداز بالکل ہی نرالا ہے وہ قرآن حکیم کو انسانی ذہن کی اختراع ثابت کرنے کیلئے بہت دور کی کوڑی لاتا ہے کبھی وہ قرآن حکیم کو نزولِ قرآن کے وقت جزیرہ عرب کے سیاسی سماجی اور معاشی حالات کا ردعمل قرار دیتے ہیں۔ کبھی وہ اس کتابِ مبین کو حضور ﷺ کے تخیل کا کرشمہ قرار دیتے ہیں اور کبھی قرآن حکیم کے ڈانڈے عہد نامہ قدیم ور عہد نامہ جدید کے ساتھ ملانے کی کوشش کرتے ہیں، ان تمام قلابازیوں میں یہ خیال رکھتے ہیں کہ ان کی کسی حرکت سے یہ محسوس نہ ہو کہ وہ اسلام کی مخالفت کر رہے ہیں۔

ان کے اندازِ فکر کو ملاحظہ فرمائیں، وہ قرآنِ حکیم کو زمانے کے ماحول کا ردِعمل ثابت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

"it is automatic that the new religious movement of Islam must somehow or other have risen out of the conditions in Mecca in Muhammad's (PBUH) time. A new religion cannot come into being without a sufficient motive in the experience of Muhammad (PBUH) and his early follower there must have been some need which was satisfied by the practices and doctrines of the embryonic religion. (1)

ترجمہ: (یہ بات مسلم ہے کہ نئی مذہبی تحریک کسی نہ کسی طریقے سے محمد ﷺ کے زمانے میں مکے کے حالات سے اُبھری ہو گی۔ نیا دین کسی معقول محرک کے بغیر وجود میں نہیں آتا، محمد ﷺ اور ان کے ابتدائی پیروکاروں کے تجربے میں ضرور کوئی ایسی ضرورت ظاہر ہوئی ہو گی جس کو اس ناپختہ مذہب کے عقائد اور اعمال کے ذریعے پورا کیا گیا)

ڈبلیو منٹگمری واٹ کا ایک اور تخیل:

"For Muslim Tradition the Quran is thus the word or Speech of God, and Muhammad (PBUH) himself must also have regarded in it this way, moreover the must have been convinced that he was able to distinguish between his own thoughts and the message the

---

(۱) اسلام، محمدؐ اینڈ ہز ریلیجین، آرتھر جیفری، انڈیانا ۱۹۷۹ء مطبوعہ، بالیس میرل ایجوکیشنل پبلشنگ، ص: ۴۷

came to him from outside himself. To say that Muhammad [(PBUH)] was sincere does not imply that he was correct in his beliefs. A man may be sincere but mistaken. What seems to man to come from outside himself, may actually come from his unconscious"[(1)]

ترجمہ:(مسلمانوں کی روایت کے مطابق قرآن اللہ کا کلام ہے اور محمد ﷺ نے خود بھی یہی سمجھا ہو گا۔مزید بر آں یہ بھی ممکن ہے کہ محمد ﷺ یہ اعتقاد رکھتے ہوں کہ وہ اپنی ذاتی خیالات اور وحی میں تمیز کر سکتے ہیں، جو خارج سے ان پر نازل ہوتی ہے، محمد ﷺ کو مخلص کہنے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ اپنے عقائد پر ٹھیک راستے پر تھے، ممکن ہے کہ ایک آدمی مخلص ہو مگر اس کے باوجود غلطی پر ہو۔انسان جن خیالات کو خارج سے آتا ہوا محسوس کرتا ہے ممکن ہے وہ خیالات دراصل اس کے اپنے لاشعور سے ابھرے ہوں)۔

منٹگمری واٹ کا ایک اور تخیل:

"The conclusion of this matter is that Muhammad [(PBUH)] received this knowledge of Biblical conceptions in general from the intellectual environment of Mecca and not from reading or from the communication of specific individuals. Islam thus in a sense belongs to the Judeo-Christian tradition because it sprang up in a milieu that was permeated by biblical ideas" [(2)]

"اس بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ محمد ﷺ نے بائیبل کے نظریات کا علم (چند کہانیوں کی تفصیلات کو چھوڑ کر) مکہ کے ذہنی ماحول سے اخذ کیا تھا یہ علم آپ ﷺ نے کوئی کتاب پڑھ کر یا کسی مخصوص شخص کے ساتھ رابطہ کے ذریعے حاصل نہیں کیا تھا، اس لیے ایک لحاظ سے اسلام کا تعلق یہودی اور عیسائی روایت کے ساتھ ہے کیونکہ یہ دین اس ماحول سے ابھرا ہے جس میں بائیبل کے نظریات سموئے ہوئے تھے"

۲۔احادیث پر اعتراضات :

دشمنانِ اسلام کے چند ایک حملوں کا ذکر کر کے مسلمانوں کو یہ بات سمجھانا چاہتا ہوں کو کس طرح ان لوگوں نے دین اسلام کو اپنے لیے خطرہ سمجھتے ہوئے اسلام کے اوپر حملے کیے اور اسلام کی مضبوطی کی جو جڑیں تھیں ان کو اکھاڑ کر پھینکنا چاہا۔

آرتھر جیفری کا بیان:

"تاہم پیغمبر ﷺ کے انتقال کے بعد، ان کے پیروکاروں کی بڑھتی ہوئی جماعت نے محسوس کیا کہ مذہبی اور معاشرتی زندگی میں بے شمار ایسے مسائل ابھر رہے ہیں جن کے متعلق قرآن میں کوئی رہنمائی نہیں، لہذا ایسے مسائل

---

(۱) محمدؐ، پرافٹ اینڈ سٹیٹس مین، منٹگمری واٹ، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، ۱۹۶۱ء، ص:۱۶،۱۷

(۲) محمدؐ، پرافٹ اینڈ سٹیٹس مین، منٹگمری واٹ، ص:۴۱

کے متعلق راہنمائی حدیث میں تلاش کی گئی۔ احادیث سے مراد وہ چیزیں جو پیغمبر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی زبان سے کہیں، یا ان پر عمل پیرا ہوئے، یا وہ چیزیں جن کے متعلق کہا گیا کہ وہ پیغمبر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اقوال یا افعال ہیں۔ صحیح جزوی طور پر صحیح اور جعلی احادیث کا بہت بڑا ذخیرہ احادیث کی کتب میں جمع کیا گیا، حدیث کے چھ مجموعوں کو مستند تسلیم کیا جاتا ہے۔ لیکن چونکہ کتب صحاح میں زیادہ تر احادیثیں وہ تھیں جن کا تعلق فقہی مسائل سے تھا، اس لیے اکثر دیگر مذہبی اہمیت کے معاملات کے لیے غیر مستند مجموعوں کی احادیث پر اعتماد کرنا ضروری تھا۔ لیکن اسلام کے مطالعے کے لیے ان احادیث کی بھی اہمیت تھی جو مسلمانوں نے خود گھڑی تھیں اور انھیں محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف منسوب کر دیا تھا۔ بلکہ ایسی موضوع احادیث کو بعض اوقات ان احادیث جیسی اہمیت دی جاتی ہے۔ جو سچ مچ پیغمبر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے منقول ہیں"(۱)

منٹگمری واٹ کا بیان:

"احادیث کی مکمل اسناد بیان کرنے کو "الشافعی" کی تعلیمات کا نتیجہ قرار دیا جاسکتا ہے جو تقریباً "واقدی" کے ہم عصر تھے جب احادیث کی مکمل اسناد بیان کرنے کا رواج ہو گیا تو لازماً علماء کی یہ خواہش ہوتی ہو گی کے وہ اپنے آپ کو اسناد کے ذریعے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے صحابہ تک پہنچائیں خواہ انھیں اپنی اسناد میں اضافہ کرنا پڑے تاہم اس قسم کے اضافوں کو بھی قابلِ اعتبار سمجھا جاسکتا ہے کیونکہ غالباً وہ عام طور پر جانتے تھے کہ ان کے پیشرووں نے یہ معلومات کہاں سے حاصل کی اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ ہم صرف اسناد کی آخری کڑیوں پر اعتبار کرسکتے ہیں اس طرح ان کی ابتدائی کڑیوں پر اعتبار نہیں کرسکتے۔" (۲)

ول ڈیوارن کا ان احادیث کے متعلق جن میں حضور پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شانِ معجزانہ کا ذکر ہے ان کے بارے میں نظریہ۔

"بہت ساری احادیث نے مذہبِ اسلام کو ایک نیا رنگ دے دیا ہے، محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے یہ دعویٰ نہیں کیا تھا کہ ان کے پاس معجزات دکھانے کی قوت ہے، لیکن سینکڑوں احادیثیں ان کے معجزانہ کارناموں کا پتہ دیتی ہیں کہ کس طرح انھوں نے اس کھانے کو ایک مجمع کو سیر کیا جو صرف ایک آدمی کے لیے بمشکل کافی تھا؟ ایک دعا سے آسمان سے بارش اتارتے اور دوسری دعا سے اسے روک دیتے تھے۔ وہ ایک بے شیر بکری کی کھیری کو ہاتھ لگاتے اور وہ دودھ دینے لگتی، بیمار ان کے کپڑوں یا تراشیدہ بالوں کو چھو کر ٹھیک ہو جاتے، یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اکثر احادیث عیسائی تعلیمات کے زیرِ اثر تشکیل پذیر ہوئیں ہیں، دشمن کے ساتھ محبت کرنے کی تعلیم دی گئی حالانکہ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا مؤقف سخت تر تھا، خدا کے

---

(۱) اسلام، محمدؐ اینڈ ہز ریلیجین، آرتھر جیفری، ص:۱۱-۱۲

(۲) محمد ایٹ مدینہ، منٹگمری واٹ، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، کراچی ۱۹۸۱ء، ص:۳۳۸

حضور دعا کا تصور بائیبل سے لیا گیا، کاشتکار، شادی کے مہمانوں اور انگور کے کھیت کے مزدوروں کی تمثلیں محمد ﷺ کی زبان سے ادا کروائی گئی، مختصر یہ کہ نو بیویوں کے باوجود انھیں ایک بہترین عیسائی کے روپ میں پیش کیا گیا"۔ [۱]

۳۔ سیرت رسول ﷺ پر مخالفین کے اعتراضات :

اسلام دشمنوں نے ہر اس چیز پر اپنی ساری قوتیں صرف کی جو ان کے نزدیک سب سے زیادہ اسلام کو تقویت پہنچاتی تھی۔ تب اسلام دشمنوں نے سیرتِ رسولِ پاک ﷺ کے اوپر بے شمار حملے کئے تاکہ مسلمان حضور پاک ﷺ کی سیرت سے متنفر ہو جائیں، اور یہود و نصاریٰ کے دین پر عمل پیرا ہو جائیں۔

اسلام دشمنوں نے حضور پاک ﷺ کی خاندانی وجاہت کو ختم کرنے کے لیے مختلف مفروضے قائم کئے ان مفروضوں میں ایک تو یہ ہے کہ حضور ﷺ کا حضرت اسماعیلؑ سے تعلق، آپ کے پیروکاروں کی خوش اعتقادی کی اختراع ہے۔

دوسرا مفروضہ حضرت اسماعیل کی نسل سے ہونا کوئی فخر کی بات نہیں کیونکہ وہ خود ایک لونڈی کی اولاد تھے۔

تیسرا مفروضہ مکہ کہ قبائل میں خاندانِ بنو ہاشم کی کوئی اہمیت نہ تھی۔ [۲]

مخالفین اسلام کے تخیلات سیرت رسول اللہ ﷺ کے بارے میں :

"یہ خواہش کہ مذہب اسلام کے پیغمبر ﷺ کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد خیال کیا جائے اور غالباً یہ کہ حضرت اسماعیلؑ کی نسل میں سے ثابت کیے جائیں، آنحضور ﷺ کو اپنی زندگی میں پیدا ہوئی۔۔۔۔ اور اس کے لیے آپ ﷺ کے ابراہیمی نسب نامے کے ابتدائی سلسلے گھڑے گئے اور حضرت اسماعیل اور بنی اسرائیل کے بے شمار قصے نصف یہودی اور نصف عربی سانچے میں ڈھالے گئے" [۳]

منٹگمری واٹ حضور پاک ﷺ کو رضاعی ماں کے سپرد کرنے کا سبب آپ کی یتیمی کو قرار دیتا ہے وہ لکھتا ہے کہ۔

"The fact that Muhammad (PBUH) was a posthumous child may, of course have been part of the reason of sending him to a wet-nurse"

"یہ حقیقت کہ محمد ﷺ یتیم پیدا ہوئے تھے آپ ﷺ کو مرضعہ کے سپرد کرنے کے مختلف اسباب میں سے ایک سبب

---

(۱) ایج آف فیتھ، ول ڈیوارن، نیویارک ۱۹۵۰ء، ص: ۲/۲۱۱

(۲) ضیاء النبی، پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، گنج بخش لاہور ۱۴۱۸ھ، ج ۷، ص ۲۱۷

(۳) رسولِ مبین، محمد احسان الحق سلیمانی، ۹۴، بحوالہ حیات محمد از ولیم میور مقبول اکیڈمی، لاہور، ۱۹۹۳ء، ص: ۹۴

ہو سکتا ہے "[۱]

نیز لکھتے ہیں:

"مذکورہ آیت کا ایک حصہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ اگر تم اپنے بچوں کو مرضعہ کے حوالے کرنا چاہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں، لا جناح علیکم اس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ بعض حلقوں کی طرف سے رضاعت سے اس عمل پر تنقید کی جاتی تھی اور محمد ﷺ کو اس بات کا احساس تھا"[۲]

اس کے بعد وہ ایک نتیجہ یہ نکالتے ہیں:

"Psychology teaches us the importance of the painful experience in the first two or three years of the life. The absence of a father must have produced a sense of deprivation in Muhammad (PBUH), and the real experience of poverty as a young man may well have nourished the sense of deprivation"

"علم نفسیات ہمیں زندگی کے ابتدائی دو یا تین سالوں کے دردناک تجربات کی اہمیت سے آگاہ کرتا ہے، باپ کے نہ ہونے سے محمد ﷺ کے دل میں احساسِ محرومی نے جنم لیا ہوگا اور بچپن اور لڑکپن کی غربت کے تجربات نے اس احساس کو تقویت دی ہوگی"[۳]

منٹگمری واٹ کا ایک اور تخیل:

"His powers under the constitution are so light that they cannot have been much less at the beginning of his residence in Medina"

"میثاقِ مدنیہ میں آپ ﷺ کے اختیارات اتنے معمولی تھے کہ آپ کی مدنی زندگی کے ابتدائی ایام میں اس سے کم اختیارات کا تصور کہیں بھی نہیں کیا جا سکتا"[۴]

"البتہ آپ ﷺ مدینہ کے خود مختار حکمران ہونے سے کوسوں دور تھے، آپ ﷺ متعدد اہم آدمیوں میں سے ایک تھے۔ مدنی زندگی کے پہلے سال میں غالباً کئی دوسرے آدمی آپ ﷺ سے زیادہ با اثر تھے۔ میثاق مدینہ کی یہ شق کہ، تنازعات کی شکل میں آپ کی طرف رجوع کیا جائے گا بذاتِ خود آپ کے زیادہ با اختیار ہونے کا ثبوت نہیں جب تک کہ آپ ﷺ تنازعات کا فیصلہ اپنی بصیرت اور عقلمندی سے اس طرح نہ کرتے کہ وہ عام لوگوں میں مقبولیت حاصل کر

---

(۱) محمد ایٹ مکہ، منٹگری واٹ، ایڈنبرا یونیورسٹی پریس، برطانیہ ۱۹۸۸ء، ص:۴۷

(۲) محمد ایٹ مکہ، منٹگری واٹ، ص:۴۷

(۳) ایضاً، ص:۵۰-۵۱

(۴) محمد ایٹ مدینہ، منٹگمری واٹ، ص:۲۲۸

لیتا"[1]

تعدادِ ازواج کے سلسلے میں دشمنانِ اسلام آپ ﷺ پر اعتراضات کرتے ہیں،

۱۔ اولاً وہ ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کی اجازت کو خواہش پرستانہ تعلیم دے کر اسلام پر حملہ کرتے ہیں۔

۲۔ ثانیاً وہ حضور پاک ﷺ پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ آپ نے اپنی امت کے مردوں کے لیے بیویوں کی جو حد مقرر کی، آپ نے خود اس پر عمل نہیں کیا اور اپنے لیے بیویوں کی تعداد کی کسی بھی حد کو قبول نہیں کیا۔

۳۔ وہ حضرت زینب بنت جحشؓ سے حضور پاک ﷺ کی شادی کو ایک افسانہ محبت بنا کر پیش کرتے ہیں اور وہ اس طرح حضور پاک ﷺ کو بندہِ خواہشات ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔[2]

خلاصہ بحث و تجزیہ:

مخالفینِ اسلام نے ہر اُس چیز پر اپنی ساری قوتیں صرف کی جو اُن کے نزدیک اسلام کو سب سے زیادہ تقویت پہنچاتی تھیں۔ اس لئے اُنہوں نے قرآن، سیرتِ نبی پاکؐ اور احادیث پر اعتراض کر کے مسلمانوں کو دینِ اسلام سے متنفر کرنا چاہا۔

اسلام دشمنوں نے دیکھا کہ اسلام تیزی کے ساتھ پھیل رہا تھا، اب یہ بات ان لوگوں کو برداشت نہیں تھی، نبی پاک ﷺ کی سیرت قرآن کی عظمت اور احادیث ﷺ کی اہمیت نے لاتعداد لوگوں کو، متعدد علاقوں اور کئی تہذیبوں کو مسخر کر دیا، اب یہ بات ان لوگوں کے لیے لمحۂ فکریہ بن گئی، انھوں نے سوچنا شروع کر دیا اگر اسلام کی اشاعت اسی رفتار سے جاری رہی تو ساری دنیا پر اسلام کا پرچم لہرائے گا اور ہم دشمنانِ اسلام جو صدیوں سے حکومت کے منصب پر فائز تھے نہ صرف عظمتوں سے محروم ہونگے بلکہ ہمارا وجود بھی خطرے میں پڑ جائے گا۔

یہ خوف ان لوگوں کے دلوں میں اس لئے پیدا ہوا کہ انھوں نے اس جرأت حوصلے اور ایثار کے مظاہرے اپنی آنکھوں سے دیکھ لئے تھے جو قرآن حکیم نبی پاک ﷺ کی سیرت نے لوگوں کے دلوں میں پیدا کئے تھے۔ اسلیے ان لوگوں نے اسلام کے راستے میں بند باندھنے کی کوشش کی کہ ہم کچھ کر کے اس پھیلتے ہوئے دین متین کو روک سکیں، ان کی سمجھ میں یہ بات آئی کہ جب تک لوگوں کے دلوں میں قرآن، سیرتِ النبی ﷺ اور احادیث موجود ہے تب تک یہ لوگوں کو اس دین متین کی تبلیغ کے لیے کوشاں رکھیں گے تب اسلام دشمنوں نے اپنے مقصد کا ہدف قرآن، سیرت اور

(۱) محمد ایٹ مدینہ، منٹگمری واٹ، ص:۲۲۸-۲۲۹

(۲) ضیاء النبی، پیر محمد کرم شاہ الازھری، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور، ج ۷، ص ۴۲۷

احادیث کو بنایا کہ مسلمانوں کو اس سے متنفر کیا جائے، جب مسلمان ان سے متنفر ہو جائیں گے تب یہ دین متین پھیلنے سے رک جائے گا۔

تب اسلام دشمنوں نے جو دین متین کی اصل جڑ قرآن حکیم اس کو اولاً نشانہ بنایا اور اسکے مقام کو کم کرنے کی کوششیں کی کہ قرآن خدا کا کلام ہی نہیں یہ حضرت محمد ﷺ کی اپنی تصنیف ہے۔ جب وہ لوگ قرآنِ حکیم پر اعتراض سے عاجز آئے تو احادیث کا رخ کیا کیونکہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا:

((عَن مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَ اَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ:تَرَكتُ فِيكُم أَمرَينِ لَن تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكتُم بِهِمَا كِتَابَ اللهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّه))[1]

حدیث کے بعد سیرتِ رسولِ پاک ﷺ کی خاندانی وجاہت کو محروم کرنے کی کوشش کی الزام تراشیاں کیں۔

الغرض دشمنانِ اسلام نے ہر اس چیز کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا جو دین اسلام کی بنیاد کو ہلا دینے والی تھی مگر وہ اپنی ہر کوشش میں ناکام رہے۔

(۱) مالک بن انس، موطا امام مالک، کتاب القدر باب النھی عن القول بالقدر، دار احیاء التراث العرابی بیروت لبنان، ۱۴۰۶ھ، حدیث نمبر: ۱۵۹۴، ج ۲، ص ۸۹۹

باب دوم

اسلاموفوبیا کی وجوہات

فصل اول: غلبہ اسلام کا خوف

فصل دوم: تہذیبی تصادم کا ہوا

فصل سوم: میڈیا کا منفی کردار

فصل اول

غلبہ اسلام کا خوف

تمہید:

اسلام امن و سلامتی کا مذہب ہے، جیسا کہ پہلے باب میں یہ واضح کیا جا چکا ہے۔ اسلام دنیا اور آخرت دونوں کی سلامتی کی بات کرتا ہے، اس لیے انفرادی اور اجتماعی نیز روحانی اور مادی ہر دو دائروں پر مکمل اسلامی تعلیمات موجود ہیں۔ اس اعتبار سے اسلام اپنے وقت میں ایک طاقتور ترین تہذیب کے طور پر سامنے آیا اور اسلامی تہذیب و تمدن نے بہت کم عرصے میں دنیا کے بڑے حصے پر اپنا لوہا منوالیا۔ اسلامی تہذیب کی بہت سی نمایاں خصوصیات ہیں۔ جن میں انسانی حقوق، جن کی اہمیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا، کو بھی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے ۔ اسلام جتنا حقوقِ انسانی کے اوپر زور دیتا ہے اس کا اندازہ تک نہیں کیا جا سکتا، دُنیا میں آدمی تنہا پیدا نہیں ہوا ہے، اور نہ اس لیے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ دُنیا سے کٹ کر جنگل اور غاروں میں زندگی گزارے، انسان کو انسان سے وحشت ہو، ایک انسان دوسرے انسان سے نفرت کرے، اور ایسی زندگی گزارے جسکی فطرتِ انسانی منکر ہو اور جس پر انسانی عقل ماتم کرے، انسان محبت کا پیکر بنا کر اس زمین پر بھیجا گیا ہے، اور ماں، باپ، بہن، بھائی، پڑوسی، تعلق دار، شہر والوں، سے مل جل کر رہنے اور باہمی تعلقات سے انسانی زندگی کی خوشگواری وابستہ ہے۔ انسانی فریضہ ہے کہ وہ تمام نوعِ انسانی سے محبت کرے، اور سب کو اُن کے حقوق عطا کرے، انسانی حقوق کی تعبیر حدیث میں "حقوق العباد" سے کی گئی ہے، اور اتنی اہمیت جتائی گئی ہے کہ حقوق العباد تو معاف نہیں ہو سکتے اُس وقت تک جبتک وہ انسان خود معاف نہ کرے جسکی حق تلفی ہوئی ہے، اور حقوق اللہ میں اگر انسان سے کوئی خامی رہ گئی ہو تو اللہ کی مشیت سے وہ معاف ہو سکتی ہے۔

اسلام یا دوسرے لفظوں میں اسلامی تہذیب کی یہ وہ خوبیاں ہیں کہ جس سے غیر مسلموں کو ہمیشہ غلبہ اسلام کا فوبیا رہا ہے۔

اسلامی تہذیب کی بہت سی نمایاں خصوصیات ہیں، جن کی وجہ سے اسلام ایک عالمی مذہب بن کر ابھرا تھا۔ آئندہ صفحات میں اس سلسلہ میں درج ذیل نمایاں خصوصیات پر بات کی جائے گی جن کی وجہ سے غلبہ اسلام ظہور پذیر ہوا اور ان میں طاقت اور تلوار کا کوئی عمل دخل نہیں تھا، چنانچہ درج ذیل خصوصیات کی بنا پر اسلام کو دوسرے مذاہب پر فوقیت حاصل ہے:

۱۔ اسلام میں حقوق انسانی کا تصور

۲۔ اسلام کا تصور مساوات

۳۔ بیماروں کی عیادت اور مصیبت زدہ کی امداد

۴۔ میت کے حقوق

۵۔ ظلم وجور سے بچنا

۶۔ بندوں پر رحم و کرم

۷۔ حسد و بغض کی ممانعت

۸۔ کمزوروں کی مدد

۹۔ پریشان حالوں کی مدد

۱۰۔ پڑوسیوں کی اہمیت

۱۱۔ مشرک رشتہ داروں کا پاس ولحاظ

۱۲۔ صلح رحمی اور شفقت

۱۳۔ کوئی کسی کو نقصان نہ پہنچائے

۱۴۔ خادموں کے ساتھ حسن سلوک

۱: اسلام میں حقوقِ انسانی

انسان کو خالقِ کائنات نے بڑی عزت و توقیر سے نوازا ہے، اور اس انسان کو اپنی دیگر مخلوقات پر فوقیت عطا فرمائی ہے۔ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِى اٰدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا﴾ (۱)

ترجمہ: "اور ہم نے آدم کی اولاد کو عزت دی اور ہم نے ان کو خشکی اور دریا میں سوار کیا، اور نفیس نفیس چیزیں ان کو عطا فرمائیں اور ہم نے ان کو اپنی بہت سی مخلوقات پر فوقیت دی"

حدیث پاک:

((عَنْ أَبِي نَضْرَةَ ، حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ خُطْبَةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَسَطِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ فَقَالَ : يَا أَيُّهَا النَّاسُ ، أَلاَ إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ ، وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ ، أَلاَ لاَ فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ ، وَلاَ لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ ، وَلاَ أَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ ،

---

(۱) سورۃ بنی اسرائیل: ۷۰

وَلاَ أَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ ، إِلاَّ بِالتَّقْوَى أَبَلَّغْتُ ، قَالُوا : بَلَّغَ رَسُولُ اللهِ ، ثُمَّ قَالَ : أَيُّ يَوْمٍ هَذَا ؟ قَالُوا : يَوْمٌ حَرَامٌ ، ثُمَّ قَالَ : أَيُّ شَهْرٍ هَذَا ؟ قَالُوا : شَهْرٌ حَرَامٌ ، قَالَ : ثُمَّ قَالَ : أَيُّ بَلَدٍ هَذَا ؟ قَالُوا بَلَدٌ حَرَامٌ ، قَالَ : فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ حَرَّمَ بَيْنَكُمْ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ . قَالَ : وَلاَ أَدْرِي قَالَ : أَوْ أَعْرَاضَكُمْ ، أَمْ لاَ . كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا ، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا ، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا أَبَلَّغْتُ ، قَالُوا : بَلَّغَ رَسُولُ اللهِ ، قَالَ : لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ)).(۱)

ترجمہ: اے لوگو! تمہارا پروردگار ایک ہے اور تمہارا باپ ایک ہے تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے ہے تم میں جو شخص تقویٰ اور پرہیز گاری میں جتنا بڑا ہو گا اُتنا ہی وہ رب کے قریب ہو گا کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے، تم میں سے اگر کسی کو عزت دی جائیگی وہ تقویٰ کی بنیاد پر ہے حکم دیا کہ اس اعلان کے سننے والے آگے دوسروں تک پہنچادیں۔

اس حدیث پاک کو قیامت تک دستورِ حیات قراد دیا گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں شام کے علاقے کا بادشاہ اسلام قبول کر کے مکہ آیا، وہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا، اُس کے قریب ایک عام عرب کا مسلمان بھی طواف کر رہا تھا، بادشاہ کے لامبے دامن پر اُس کا پاؤں آگیا جسکی وجہ سے بادشاہ زمین پر گر پڑا جب بادشاہ نے مڑ کر دیکھا کہ عام بدوی ہے اس کو تھپڑ مارا تو بدوی نے اس کی شکایات خلیفہ وقت کو لگادی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ بدوی اُس سے انتقام لے، جب بادشاہ نے سنا تو اس نے کہا کہ ایک بادشاہ ہو اُس سے عام آدمی انتقام لے یہ ناممکن ہے، اگر ایسا ہے تو میں اسلام چھوڑ دوں گا، تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ بیشک اسلام چھوڑ دے مگر بدلہ ضرور لیا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں دونوں برابر ہیں، بادشاہ رات کی تاریکی میں چھپ کر واپس وطن آگیا، لیکن خلیفہ وقت نے اُس کا اسلام سے خارج ہونے کی پرواہ نہیں کی۔(۲)

---

(۱) مسند احمد بن حنبل، باقی مسند الانصار، حدیث رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث:۲۳۵۳۶، ج۵ ص۲۱۱

(۲) سیرت ابن ہشام ج۲، ص۳۲۰

۲۔ اسلام کا تصورِ مساوات:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ﴾(۱)

ترجمہ: "ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلائل اور ہدایت کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں"

ارشادِ ربانی ہے

﴿يَآ اَيُّهَاالنَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ﴾(۲)

ترجمہ: "لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا، اور پھر تمہاری قومیں اور قبیلے بنادیے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، درحقیقت اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی اور پرہیزگار ہے"

مساواتِ انسانی کے اس قرآنی منشور کے بنیادی نکات یہ ہیں۔

۱۔ تمام انسان آدم کی اولاد ہونے کی حیثیت سے فطری طور پر برابر ہیں۔

۲۔ اقوام و قبائل میں اُن کی تقسیم باہمی تعارف اور انفرادی تشخص کے لیے ہے۔

۳۔ عزت و شرافت کا واحد معیار خدا ترسی، پرہیزگاری، فرض شناسی اور بلند کردار ہے۔

احادیث کی روشنی میں مساوات:

سیرۃ النبی ﷺ مساوات کا عملی نمونہ ہیں۔"ایک سفر میں کھانا تیار نہ تھا، تو تمام صحابہ نے مختلف کام اپنے ذمہ لیے تو نبی کریم ﷺ نے لکڑیاں جمع کرنے کا کام اپنے ذمہ لیا تو صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ کام تو ہم خدام خود ہی کرلیں گے، تو حضور پاک ﷺ نے فرمایا ہاں میں جانتا ہوں سچ ہے لیکن مجھے یہ پسند نہیں کہ میں تم سے اپنے آپ کو

---

(۱) سورۃ الحدید:۲۵

(۲) سورۃ الحجرات:۱۳

ممتاز کروں خدا اُس بندے کو پسند نہیں کرتا جو اپنے ہمراہوں میں ممتاز بنتا ہے"۔ [1]

۳۔ بیماروں کی عیادت اور مصیبت زدہ کی امداد:

صرف اس حدیث سے اندازہ کریں کہ انسانی حقوق کی کتنی اہمیت ہے اسلام میں۔ قیامت کے دین اللہ پاک ارشاد فرمائے گا۔

حدیث قدسی:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: " يَا ابْنَ آدَمَ، مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِي قَالَ: أَيْ رَبِّ كَيْفَ أَعُودُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ ؟ فَيَقُولُ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ، أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ عُدْتَهُ وَجَدْتَنِي عِنْدَهُ . وَيَقُولُ: يَا ابْنَ آدَمَ، اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِي، فَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ، وَكَيْفَ أُطْعِمُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ ؟ قَالَ: يَقُولُ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فُلَانًا جَاءَكَ يَسْتَطْعِمُكَ فَلَمْ تُطْعِمْهُ، أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ أَطْعَمْتَهُ وَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي . وَيَقُولُ: يَا ابْنَ آدَمَ، اسْتَسْقَيْتُكَ فَلَمْ تَسْقِنِي، قَالَ: فَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ، وَكَيْفَ أَسْقِيكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ ؟ قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فُلَانًا جَاءَكَ فَاسْتَسْقَاكَ فَلَمْ تَسْقِهِ، أَمَا عَلِمْتَ لَوْ سَقَيْتَهُ وَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي)) [2]

"اے ابن آدم میں بیمار پڑا اور تو نے میری دیکھ بھال نہ کی، اللہ فرمائے گا میں پیاسا تھا تو نے مجھے پانی نہیں دیا، میں بھوکا تھا تو نے مجھے کھانا نہیں دیا، بندہ مؤمن عرض کریگا اے باری تعالیٰ تو تو پاک ہے بیماری سے میں کیسے عیادت کرتا، اللہ فرمائے گا تیرے پڑوس میں میرا بندہ بیمار تھا اگر تو نے اس کی عیادت کرتا گویا تو مجھ خدا کی عیادت کرتا، تیرے پڑوس میں میرا بندہ پیاسا تھا اگر تو اُس کی پیاس کو بجھاتا گویا تو مجھ خدا کی پیاس کو بجھاتا، میرا بندہ تیرے پڑوس پر بھوکا تھا اگر تو اس کو کھانا کھلاتا تو گویا تو مجھ خدا کو کھانا کھلاتا۔"

---

(۱) سیرۃ ابن ہشام، ج ۲ ص ۳۴۶

(۲) صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، والآداب، باب فضل عیادۃ المریض، حدیث: ۶۷۲۱ ج ۸، ص ۱۳

۴۔ میت کے حقوق:

انسان جب دم توڑ کر دنیا سے رخصت ہونے لگتا ہے تو اس وقت بھی اسلام یہ گوارہ نہیں کرتا کہ انسانی ہمدردی ختم ہو جائے۔

حدیث پاک ہے کہ:

"انسان کا اخلاقی فریضہ ہے کہ وہ اپنے مرنے والے بھائی کے جنازے میں شریک ہونے کی سعی کرے، اُس کی آخری رسم بلند اخلاقی سے ادا کی جائے، اور اُس کو دُعا خیر کے ساتھ الوداع کہے"[۱]

۵۔ ظلم وجور سے بچنا:

ظلم وجور جس سے آج بچہ بچہ تنگ ہو رہا ہے، اس کی اسلام نے بڑی زبردست روک تھام کی، اور کہیں، کوئی شبہ نہیں چھوڑا جس سے انسان فریب کھا کر انسان جہنم میں داخل ہو سکے۔

ارشادِ ربانی ہے

﴿وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ﴾ [۲]

ترجمہ: "اور ظالموں کا نہ کوئی دوست ہے اور نہ کوئی مددگار"

﴿مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ﴾ [۳]

ترجمہ: " ظالموں کا کوئی حمایتی نہیں ہو گا اور نہ کوئی سفارشی جس کی بات مانی جائے"

ظلم سے نبی پاک ﷺ نے بھی منع فرمایا۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا، حدیث پاک ہے:

"ظلم کرنے سے ڈرو اور پرہیز کرو، اسلئے کہ ظلم قیامت کے دن تاریکیاں بن کر سامنے آئے گا، اور بخل سے اجتناب کرو، کیونکہ اسی بخل نے پہلی قوموں کو برباد کر ڈالہ، اسی بخل نے ان کو اس کے لئے تیار کیا کہ وہ آپس میں خون ریزی کریں، جو حلال ہیں اُسے حرام قرار دیں۔[۴]

((عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ:« لَتُؤَدُّ نَّ الْحُقُوقَ إِلَى

---

(۱) سیرت ابن ہشام، ج ۲، ص ۳۳۵

(۲) سورۃ الشوریٰ: ۸

(۳) سورۃ الغافر: ۱۸

(۴) احمد بن الحسینی بن علی، البیھقی، الاربعون الصغری، دار الکتاب الغربی - بیروت ۱۴۰۸ھ، حدیث نمبر: ۱۱۵، ص: ۱۶۹

أَهْلِهَا يَوْمَا لْقِيَامَةِ حَتَّيُ قَادَلِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَالشَّاةِالْقَرْنَاءِ.))[۱]

حضرت ابو ھریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن صاحبِ حق کو حق دیا جائے گا، حتی کہ اگر سینگ والی بکری نے بغیر سینگ والی بکری کو مارا ہے تو اُس سے بھی بدلہ لیا جائے گا۔"

نبی کریم ﷺ کا ارشادِ پاک ہے

"جو ظلم کر کہ کسی دوسرے کی زمین بالشت دبائے گا تو زمین کا یہ حصہ (ساتوں طبق) سمیت اُس کی گردن میں لٹکا دیا جائے گا۔"[۲]

نبی کریم ﷺ کا ارشادِ پاک

((اِتَّقِ دَعوَةُ المَظلُومِ فَإِنّه لَيسَ بَينَهَا وَبَينَ اللهِ حِجَابٌ))[۳]

"مظلوم کی بدعا سے بچو، کیونکہ اس کی بدعا اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے۔"

بخاری شریف میں ہے کہ رحمت عالم نے ارشاد فرمایا:

((لَا يَرحَمُ اللهُ مَن لَا يَرحَمُ النَاس))[۴]

ترجمہ: "جو لوگوں کے اوپر رحم نہیں کرتا اللہ اس پر رحم نہیں کرتا"

۶۔ بندوں پر رحم و کرم:

ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((من كان في حاجة أخيه كان الله عز و جل في حاجته ومن فرج عن مسلم كربة فرج الله عز و جل عنه بها كربة من كرب يوم القيامة ومن ستر مسلما ستره الله

---

(۱) ابو عیسی محمد بن عیسی الترمذی، سنن الترمذی، تحقیق أحمد محمد شاکر وآخرون، کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع عن رسول اللہ ﷺ باب ماجاء في شأن الحساب والقصاص، دار احیاء التراث العربي-بیروت س-ن، حدیث نمبر: ۲۴۲۰، ج۴، ص ۱۹۲

(۲) امام ابو عوانۃ یعقوب بن اسحاق، مسند ابی عوانۃ، دار المعرفۃ بیروت ۱۴۱۹ھ - ۱۹۹۸ء، حدیث نمبر: ۵۵۳۸، ج۲، ص ۴۱۷

(۳) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدعاء إلی الشھادتین وشرائع الإسلام، حدیث نمبر: ۱۳۰، ج۱، ص ۱۳۰

(۴) صحیح البخاری، کتاب بدء الوحي، باب قول اللہ تبارک وتعالی: قل ادعوا اللہ، أو ادعوا الرحمن أیاما تدعوافلہ الأسماء الحسنی، حدیث نمبر: ۷۳۷۶، ج۹، ص ۱۴۱

يوم القيامة))[1]

"جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس بندے کی ضرورت پوری کرتا ہے، جو کسی مسلمان کی مصیبت کو دور کرنے کی سعی کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کی مصیبت کو دور کرے گا، جو کسی مسلمان کا عیب چھپائے گا رب العزت اُس کے عیب کی پردہ پوشی فرمائے گا"۔

۷۔ حسد و بغض کی ممانعت:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا تَبَاغَضُوَا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ اِخوَانًا))[2]

"باہم حسد نہ کرو، باہم ایک دوسرے کو دھوکہ نہ دو، باہم ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، نہ آپس میں ایک دوسرے سے محبت کا رشتہ منقطع نہ کرو بلکہ تم آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو"

حدیہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا "تم میں سے کوئی کامل ایمان والا اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔[3]

ان تمام حدیثوں کو غور سے پڑھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ انسانی حقوق کی کتنی اہمیت ہمارے پیارے آقا حضرت ﷺ نے بیان فرمائی ہے۔

۸۔ کمزوروں کی مدد:

اسلام کمزوروں کی بھی حوصلہ افزائی فرماتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اپنے ظالم بھائی کی مدد کرو، صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم تو مظلوم کی مدد کرتے ہیں، ظالم کی مدد کیسے کریں؟

---

(۱) مسند احمد بن حنبل، مسند المکثرین من الصحابۃ، مسند عبد اللہ بن عمر بن الخطاب رضي اللہ عنہما حدیث نمبر: ۵۶۴۶، ج۲، ص۹۱

(۲) موطا امام مالک، کتاب حسن الخلق، باب ماجاء في المهاجرة، حدیث نمبر: ۱۶۱۶، ج۲، ص۹۰۷

(۳) مسند أبي عوانۃ، حدیث نمبر: ۹۱، ج۱، ص۴۱

حضور صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ظالموں کو اُن کے ظلم سے روکو، یہی اُن کی مدد ہے"۔ (۱)

۹۔ پریشان حال کی مدد:

نبی پاک صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

((وَاللَّهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ)) (۲)

ترجمہ: "جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں ہوتا ہے، تو اللہ اُس مدد گار بندے کی مدد میں ہوتا ہے"

۱۰۔ پڑوسیوں کی اہمیت:

اسلام کے اندر پڑوسیوں کی بھی بڑی اہمیت ہے

نبی پاک صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا

((أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:وَاللَّهِ لا يُؤْمِنُ وَاللَّهِ لا يُؤْمِنُ وَاللَّهِ لا يُؤْمِنُ، قَالُوا: وَمَنْ ذَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: الْجَارُ لا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ)) (۳)

"خدا کی قسم وہ مؤمن نہیں، خدا کی قسم وہ مؤمن نہیں، خدا کی قسم وہ مؤمن نہیں، نبی پاک صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے پوچھا گیا یا رسول اللہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کون مؤمن نہیں آپ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا جس کا پڑوسی اُس کی شرارتوں سے محفوظ نہ رہے"

دُنیا میں کون سا مذہب ہے جو پڑوسی کو یہ حق دیتا ہے، جو آنحضرت صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پڑوسیوں کو دیئے، اسلام نے ان بنیادی امور پر زور دیا جن پر خوشگوار زندگی کا دارومدار ہے۔

۱۱۔ مشرک رشتہ داروں کا پاس ولحاظ:

زندگی کا کوئی شعبہ نہیں جہاں اسلام نے انسانی حقوق کا خیال نہ رکھا ہو، شرک و کفر جو اسلام کی نگاہ میں سب سے بڑا جرم ہے، اس جرم کے کرنے والے کو بھی انسانی حقوق سے محروم نہیں کیا گیا۔

((عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ ، قَالَتْ : قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ عَلَى عَهْدِ

---

(۱) صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن وعلی الذکر حدیث نمبر: ۷۰۲۸، ج۸ ص ۷۱

(۲) صحیح بخاري، کتاب بدء الوحي، باب إثم من لا یأمن جارہ بوائقہ، حدیث نمبر: ۶۰۱۶، ج۸ ص ۲۱

(۳) مسند احمد بن حنبل، مسند المکثرین من الصحابۃ، مسند أبي ھریرۃ رضي اللہ عنہ حدیث نمبر: ۷۸۵، ج۲ ص ۲۲۸

قُرَيْشٍ ، إِذْ عَاهَدُوا رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم ، فَاسْتَفْتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم ، فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللهِ : إِنَّ أُمِّي قَدِمَتْ عَلَيَّ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ رَاغِبَةٌ أَفَأَصِلُهَا ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم : نَعَمْ ، صِلِي أُمَّكِ)) (۱)

"حضرت اسماء رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائیں اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں مشرکہ ہے کیا میں اُن سے بھی صلہ ٔ رحمی کروں؟ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں تو اپنی ماں کے ساتھ بھی صلہ ٔ رحمی کر"۔

۱۲۔ صلہ رحمی اور شفقت:

حدیث پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہے

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم ، قَالَ : لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيُوَقِّرْ كَبِيرَنَا ، وَيَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ ، وَيَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ)) (۲)

"وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہ کرے اور بڑوں کی تعظیم و تکریم نہ کرے اسی طرح وہ بھی ہم میں سے نہیں جو بھلی بات کا حکم دینا ترک کر دے اور بری باتوں سے روکنا چھوڑ دے"۔

۱۳۔ کوئی کسی کو نقصان نہ پہنچائے:

اسلام اس بات کی قطعاً اجازت نہیں دیتا کو کوئی کسی کو نقصان پہنچائے۔

حدیث پاک صلی اللہ علیہ وسلم میں ارشاد ہے:

((قَالَ رَسُولُ اللَّهِ –صلى الله عليه وسلم– « مَلْعُونٌ مَنْ ضَارَّ مُؤْمِنًا أَوْ مَكَرَ

---

(۱) صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فضل النفقۃ والصدقۃ علی الأقربین والزوج والأولاد والوالدین ولو کانوا مشرکین، حدیث نمبر: ۲۳۷۲، ج۳ص۸۱

(۲) سنن ترمذی، کتاب البر والصلۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ماجاء فی رحمۃ الصبیان، حدیث نمبر: ۱۹۲۱، ج۴ص ۳۲۲

بِهِ))[۱]

ترجمہ: "اگر کوئی کسی کو بغیر کسی وجہ کے نقصان پہنچائے گا تو اللہ تعالیٰ اُس آدمی کو نقصان پہنچائے گا"۔

ان حدیثوں سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ جو بندہ انسانی حقوق کا خیال نہیں کرے گا وہ عند اللہ مجرم ہے اور وہ رب کی عدالت میں قابل رحم و کرم نہیں ہے۔

۱۴۔ خادموں کے ساتھ سلوک:

خادم اور نوکر کے ساتھ جو تحقیر آموز برتاؤ دنیا میں ہے اس سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا، مگر اسلام نے اس رشتہ کے ساتھ بھی جو تعلیم ارشاد فرمائی وہ بس اسلام کا ہی خاصہ ہے،

نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا

((فَلْيُطْعِمْهُ مِنْ طَعَامِهِ وَلْيُلْبِسْهُ مِنْ لِبَاسِهِ وَلاَ يُكَلِّفُهُ مَا يَغْلِبُهُ فَإِنْ كَلَّفَهُ مَا يَغْلِبُهُ فَلْيُعِنْهُ عَلَيْهِ))[۲]

ترجمہ: "اپنے کھانے میں اُس خادم کو کھانا کھلانا چاہیے، اور اپنے لباس جیسا لباس دینا چاہیے اور اتنی تکلیف نہیں دینی چاہیے جو اس کے لیے عذاب بن جائے اگر کوئی ایسا کام آجائے تو خود اس کی مدد کرنی چاہیے"

حدیث پاک ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

((مَنْ قَذَفَ مَمْلُوكَهُ وَهُوَ بَرِيءٌ مِمَّا قَالَ جَلَدَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْحَدَّ))[۳]

ترجمہ: "کوئی اپنے غلام پر ایسا الزام لگائے، جو اُس نے نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس پر حد قائم کرے گا"

اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر خادم سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو اُسے معاف کر دیا جائے،

---

(۱) ابو داؤد سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، دار الکتاب العربی، بیروت ۱۴۲۰ھ، کتاب الأقضية، باب فِي الْقَضَاءِ، حدیث نمبر: ۳۶۳۷، ج ۳ ص ۳۵۱

(۲) سنن الترمذی، کتاب البر والصلة عن رسول الله صلی الله علیہ وسلم، باب ۲۹ ما جاء في الإحسان إلى الخدم، حدیث نمبر: ۱۹۴۵، ج ۴ ص ۳۳۴

(۳) سنن الترمذی، کتاب البر والصلة عن رسول الله صلی الله علیہ وسلم، باب النهي عن ضرب الخدم و شتمهم، حدیث نمبر: ۱۹۴۷، ج ۳ ص ۳۹۹

کیونکہ خادم بھی آپ کی طرح ایک انسان ہی ہے، جس طرح آقا سے بھول اور نسیان ہو سکتا ہے، اسی طرح خادم سے بھی ہو سکتا ہے، ایسے موقع پر اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ اُس کی غلطیوں کو معاف کر دیا جائے۔

اسلام کا بڑھتا ہوا رُجحان:

شریف ایڈ نام ہے، انکی عمر پانچ سال تھی، پانچ زبانوں میں ان کو عبور حاصل تھا، انھوں نے ایک ہزار افراد کو دائرہ اسلام میں داخل کیا اپنی صلاحیتوں کے ساتھ یہ کینیا کا رہائشی تھا، ۴ ماہ میں انھوں نے قرآن مجید کی تلاوت سیکھ لی تھی۔[(۱)]

سیالکوٹ میں ۱۴ مئی ۲۰۱۶ء جمعہ کو ۳۵ ہندوؤں نے ۱۷ مئی کو ۱۴ اور ۱۹ مئی کو ۸ ہندوؤں نے اسلام قبول کیا، سیالکوٹ کی ایک مقامی مسجد حیدری جسکا نام ہے وہاں پر ان لوگوں نے اسلام قبول کیا۔[(۲)]

کراچی کے اندر مٹلی کی ایک جگہ ہے، جہاں پر ۲۷ ہندوؤں نے اسلام قبول کیا۔[(۳)]

فرانس میں ایک اندازے کے طابق ۷۰ ہزار فرانسیسی شہریوں نے اسلام قبول کیا اس بارے میں مکمل رپورٹ پبلک ٹیلی وژن پر یہ خبر نشر کی گئی۔[(۴)]

سپین کے رہائشی تقریباً جن کی تعداد ۵۰ ہزار کے قریب ہے اُنھوں نے گزشتہ سالوں میں اسلام قبول کیا جن میں اکثریت عورتوں کی تھی۔[(۵)]

اسلام ۲۰۷۰ء کی دھائی تک پوری دُنیا میں سب سے بڑا مذہب ہو گا، اس رپورٹ میں یہ بھی آیا ہے کہ ۲۰۱۰ء تک مسلمانوں کی تعداد میں ۷۳٪ اضافہ ہو گا، اور مسلمان یورپین آبادی کے ۱۰٪ حصہ ہونگے۔[(۶)]

اسلام وہ مذہب ہے جو سب سے زیادہ پھیلنے والا مذہب ہے۔[(۷)]

ہندو نیوز کے اندر نریان لکشمن کی رپورٹ کے مطابق ۲۰۵۰ء تک انڈیا کے مسلمانوں کی آبادی پوری دنیا میں سے زیادہ ہو

---

(1) The news paper Scort Land on Sunday August 8th, 1999

(2) Tribune Express Wednesday 21st February 2018

(3) Tribune Express Wednesday 26th February 2018

(4) Gate stone institute, International policy council, 27th June 201
https://www.gatestoneinstitute.org/2790/Europeaus_connecting_to_Islam

(5) https://www.gatestoneinstitute.org/2790/Europeaus_connecting_to_Islam

(6) report by: Olivia Rudgard, (Religious Affairs correspondent) 1st March 2017

(7) SBS News, 15th September 2016

گی۔[1]

لندن (آئی این پی) برطانیہ میں اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد ایک لاکھ سے تجاوز کر گئی جبکہ ان میں جو مسلمان ہوئے ان میں ۶۶ فیصد عورتیں ہیں، گزشتہ چند برسوں میں ایک لاکھ سے زائد افراد دین حق قبول کر چکے ہیں، ان میں اکثریت سفید فام نوجوان خواتین کی ہے، جبکہ گزشتہ برس ۵۰۰۰ سے زائد برطانوی دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

گزشتہ دس برس کے مقابلے میں برطانیہ میں اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد میں دُگنا اضافہ ہوا ہے، ان میں اکثریت نوجوان سفید فام خواتین کی ہے، جو معاشرے کی بے راہ روی اور مادہ پرستی سے سخت نالاں ہیں، یہ خواتین روحانی سکون کی تلاش میں تھیں جو اُنھیں اسلام میں ملا ہے، برطانیہ میں کثیر المذہبی تنظیم فیتھ میٹرز نے ایک طویل سروے کے بعد کہا کہ برطانیہ میں اسلام تیزی سے فروغ پارہا ہے، اور اسے قبول کرنے والے خواتین و حضرات کے مطابق اسلام پر عمل پیرا رہتے ہوئے برطانیہ میں رہا جا سکتا ہے، کیونکہ معاشرے سے مکمل مطابقت رکھتا ہے۔

واضح رہے کہ سابق برطانوی وزیر اعظم ٹونی بلیئر کی سالی لورین بوتھ نے جب اسلام قبول کیا تو اس کے بعد ہی دین اسلام میں داخل ہونے کا رجحان بڑھا اور برطانوی ذرائع ابلاغ میں اس کا بہت چرچا ہوا تھا۔ تاہم فیتھ میٹرز نے کہا اتنی بڑی لوگوں کی تعداد کا اسلام قبول کرنے کا مقصد یہ نہیں کہ وہ مغربی طرز زندگی کے خلاف ہیں بلکہ عام نارمل افراد دین کی جانب مائل ہو رہے ہیں۔ وہ اسلام کو مغربی معاشرے اور اقدار کے ساتھ ہم آہنگ سمجھتے ہیں۔

سروے کے مطابق گزشتہ ۱۲ ماہ میں ۵۲۰۰ افراد نے اسلام قبول کیا جن میں لندن کے لوگوں کی تعداد ۱۴۰۰ ہے۔[2]

واشنگٹن: امریکہ کے تحقیقی ادارے ہیو ریسرچ سنٹر کی تازہ ترین رپورٹ کے مطابق مسلمانوں کی آبادی میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے، اور دُنیا بھر میں مسلمانوں کی آبادی ایک ارب ۶۰ کروڑ سے زیادہ ہو چکی ہے، جو دنیا کی آبادی کا ۲۳٪ حصہ ہے۔

پاکستان سمیت گیارہ ممالک میں دو تہائی یعنی چھیاسٹھ فیصد آبادی مسلمانوں کی ہے، دُنیا کی کل مسلم آبادی کا ۱۳ فیصد حصہ انڈونیشیاء میں ہے۔ گیارہ فیصد ہندوستان اور پاکستان میں آٹھ فیصد مسلمان بنگلہ دیش میں رہائش پذیر ہیں۔ جبکہ نائجیریا، مصر، ایران، اور ترکی میں پانچ فیصد اور الجیریا اور مراکش میں دُنیا بھر کے مسلمانوں کی دو فیصد آبادی رہائش پذیر ہے، اس طرح مسلمان انچاس ملکوں میں اکثریت میں ہیں۔[3]

---

(1) The Hind News, 3rd April 2015

(۲) روزنامہ نوائے وقت، ۷ جنوری ۲۰۱۸ء http://www.nawaiwaqat.com.pk/07_jan_2018/743722

(۳) ڈان اخبار ۱۹ دسمبر ۲۰۱۲ء http://www.dawnnews.tv/news/43736

واشنگٹن: امریکہ کے ایک معروف تحقیقی ادارے نے پیشگوئی کی ہے کہ ۲۰۶۰ء تک دُنیا میں مسلمانوں کی تعداد مسیحیوں کے برابر ہو جائے گی۔[1]

سابق فرانسیسی صدر فرانسس متراں سے ان کے دور حکومت میں ایک فرانسیسی صحافی نے سوال کیا کہ "فرانس میں اسلام بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے جبکہ مسلمانوں کی آبادی میں بھی اضافہ ہو رہا ہے، اگر یہ سلسلہ اس طرح جاری رہا تو پھر یہ بات خارج از امکان نہیں ہے کہ فرانس اسلامی مملکت بن جائے، آپ اس خطرے کو کس طرح دیکھتے ہیں۔"

فرانسیسی صدر نے کہا کہ "اگر ایسا ہوا تو میں بھی مسلمان بن جاؤں گا۔"

دُنیا کو دکھانے کیلئے فرانسیسی صدر کا جواب یقیناً سیاسی تھا مگر اندرونی طور پر فرانسیسی حکومت ہر وہ اقدام کر رہی ہے کہ جن سے مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی کو روکا جاسکے۔

فرانس میں مسلمانوں کو ہراساں کیا جارہا ہے کہ وہ خود فرانس چھوڑ جانے پر مجبور ہو جائیں، اور فرانس کو مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی سے نجات مل جائے، واضح ہو کہ فرانس میں ۵۰ لاکھ سے زائد مسلمان ہیں جو یورپ کے کسی بھی ملک میں مسلمانوں کی سب سے بڑی آبادی ہے۔

فرانس کی اوسطاً شرح پیدائش ۱.۸ فیصد ہے جبکہ کے فرانس میں مقیم مسلمانوں کی شرح پیدائش تقریباً ۶ فیصد ہے۔

جن میں اکثریت نوجوانوں کی ۲۰ سے ۲۵ سال پر مشتمل ہے۔ فرانس میں مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی سے یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ ۲۰۲۷ء میں ہر پانچواں انسان مسلمان ہو گا، اور آئندہ ۳۹ سالوں میں فرانس اسلامی مملکت بن جائے گا۔

اسی طرح یورپی ملک برطانیہ میں ۳۰ سالوں کے دوران مسلمانوں کی آبادی میں ۳۰ گنا اضافہ ہوا ہے جو بڑھ کر اب تک ۲۵ لاکھ تک پہنچی ہے۔

ایک اندازے کے مطابق برطانیہ میں مساجد کی تعداد ایک ہزار سے زائد ہے، تحقیق کے مطابق اگر مسلمانوں کی تعداد میں اسی رفتار سے اضافہ ہوتا رہا تو ۲۰۲۰ء تک برطانیہ میں مسجدوں کی تعداد گرجاگھروں سے بھی تجاوز کر جائے گی۔

"یورپ کے ایک اور اہم ملک بلجیم میں آبادی کا ۲۵ فیصد مسلمان اور پیدا ہونے والے بچوں میں ۵۰ فیصد مسلمان ہیں" جبکہ جرمن حکومت نے پہلی بار اس حقیقت کا اعتراف کیا تھا کہ جرمنی میں آبادی کی گرتی ہوئی شرح پیدائش اور مسلمانوں کی

---

(1) http://www.urduvoa.com/a/muslims-expected-tarival-christians-for-most-belivers-by-2060-05apr2017/3797968.html

بڑھتی ہوئی شرح پیدائش کو روکنا ناممکن ہے، اگر صورتحال یہی رہی تو ۲۰۵۰ء تک جرمنی میں مسلمانوں کی اکثریت ہو گی۔

مذہب اسلام کینیڈا میں تیزی سے پھیلنے والا مذہب بن چکا ہے، اعداد و شمار کے مطابق ۲۰۰۱ء سے ۲۰۰۶ء تک کینیڈا کی آبادی میں ۱.۶ ملین افراد کا اضافہ ہو جن میں ۱.۲ ملین افراد مسلمان ہیں۔

امریکہ جن کی شرح پیدائش ۱.۶ فیصد ہے، امریکہ میں ۱۹۷۰ء تک صرف ایک لاکھ مسلمان آباد تھے، مگر آج امریکہ میں مسلمانوں کی تعداد بڑھ کر ایک کروڑ کے تجاوز کر چکی ہے۔[۱]

خلاصہ بحث و تجزیہ:

مذکورہ تفصیلات سے معلوم ہوا کہ اسلام اپنے اندر اتنی خصوصیات کو سموئے ہوئے ہے کہ بادشاہ، امیر، غریب سب اس کے اندر رہ کر اپنی زندگی میں سکون محسوس کرتے ہیں۔ اسلام کے اندر ایک چیونٹی اور چڑیا کے حقوق کا بھی خیال رکھا جاتا ہے۔ جب مخالفینِ اسلام، اسلام کی ان خصوصیات کو دیکھتے ہیں تو وہ بھی دینِ اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں۔ جو بھی اسلام کا مطالعہ کرتا ہے اُس کو اسلام کے اندر اپنی جان، مال، عزت کی زیادہ حفاظت نظر آتی ہے۔ جب مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ مسلسل تیزی سے ہوتا ہوا مغرب کے اسلام دُشمنوں کو نظر آتا ہے، تو بعض لوگ آگ بگولہ ہو جاتے ہیں، کیونکہ اسلام دُشمن اپنی تمام تر کاوشیں اسلام کو روکنے میں صرف کرتے ہیں، لیکن پھر بھی اسلام آئے دین عروج کی طرف جارہا ہے جس کی وجہ سے اُن کی دُشمنی میں اور اضافہ ہوتا جارہا ہے۔

---

(۱) Politics بدھ ۲۰ صفر، ۱۴۳۷ھ، ۲ دسمبر ۲۰۱۵ء

فصل دوم

تہذیبی تصادم کا ہوا

تمہید:

اسلاموفوبیا کے پھیلنے کا ایک بڑا سبب اسلامی تہذیب کی غلط تشریح بھی ہے۔ ایک طرف مسلمانوں میں سے بہت سارے لوگ ایسے ہیں جو اسلام کی صرف ان احکامات کو پیش کرتے ہیں جن میں جہاد اور قتال وغیرہ کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ اور ان آیات کی تشریح میں یہ بات یکسر بھول جاتے ہیں کہ اسلام امن وآشتی کا درس دیتا ہے اور وہ نبی جسے خدا تعالی نے مسلمانوں کی طرف بھیجا اس کو رحمت للعالمین کا لقب دیا گیا۔ دوسری طرف مغربی دنیا میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو اسلامی تہذیب وتمدن کی خوبیوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اسے مغربی دنیا کے لیے خطرہ سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اسلامی تعلیمات کا بغور مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام دیگر ادیان سماویہ کی نسبت سب سے زیادہ محبت اور مودت کی بات کرتا ہے اور دہشت گردی اور شدت پسندی کے تمام امور کی یکسر نفی کرتا ہے۔ جس سے تہذیبی تصادم کے نظریہ کی یکسر نفی ہو جاتی ہے۔ بادی النظر میں ایسا لگتا ہے کہ دنیا تک اسلام کا یہ گوشہ پیش نہیں کیا جارہا۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ دنیا تک اسلامی تہذیب کی اصل اور مبنی برحق صورتحال کو بیان کیا جائے تاکہ لوگ اسلام اور اسلامی تہذیب سے خائف ہونے کے بجائے اسلام کی طرف زیادہ سے زیادہ راغب ہوں۔

اسلامی تہذیب کی خوبیاں:

اس بات میں کسی شک کی گنجائش نہیں کہ عصر حاضر کے تہذیبوں میں سے اسلامی تہذیب انسانی فطرت اور ضروریات کے قریب تر ہے لیکن افسوس کے ساتھ مسلمانان عصر اپنی تہذیب کی صحیح تشریح کرنے اور دنیا کے دیگر تہذیبوں کے ساتھ اسکا مقابلہ کرنے میں ناکام نظر آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کو رجعت پسند قرار دیتے ہوئے روشن خیالی کا دشمن خیال کیا جاتا ہے۔[1] چنانچہ یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ اسلاموفوبیا کے پھیلنے کی وجوہات میں سے ایک اہم وجہ بھی یہی کہ ہم اسلامی ثقافت کی کماحقہ نہ تشریح کرپارہے ہیں اور نہ ہی اسکا دفاع۔ ذیل میں چند ان پہلوؤں کا جائزہ لیا جارہا ہے جن کی بنیاد پر اسلامی تہذیب کو دیگر تہذیبوں کا دشمن قرار دے کر تہذیبی تصادم کا ہوا کھڑا کیا جاتا ہے۔

اسلام کے اندر اتنی خصوصیات ہیں کہ جن کی وجہ سے جو بھی اسلام کا مطالعہ کرتا ہے تو اس کو اسلام سے بڑھ کر کوئی مذہب اچھا نہیں لگتا، اہل مغرب میں مخالفین اسلام جب مسلمانوں کا آپس میں پیار و محبت، انسانیت، اخلاقی اقدار کو دیکھتے ہیں تو وہ اپنی تمام تر کاوشیں اسلام کو روکنے میں صرف کرتے ہیں لیکن پھر بھی اسلام آئے روز عروج کی طرف جارہا ہے

---

(۱) ملاحظہ فرمائیے: إشكالية التخلف الحضاري عند المسلمين، محمود كيشانة دار الفرج القاہرہ ص ۵ ۲۰۱۴م

جس کی وجہ سے ان کی دشمنی میں اور اضافہ ہو رہا ہے۔

درج ذیل چند ایک خصوصیات وہ ہیں جن کی بنا پر اسلامی تہذیب کو دوسری تہذیبوں پر فوقیت حاصل ہے:

۱۔ اسلام میں حقوق انسانی کا تصور

۲۔ اسلام کا تصور مساوات

۳۔ بیماروں کی عیادت اور مصیبت زدہ کی امداد

۴۔ میت کے حقوق

۵۔ ظلم وجور سے بچنا

۶۔ بندو پر رحم و کرم

۷۔ حسد و بغض کی ممانت

۸۔ کمزوروں کی مدد

۹۔ پریشان حالوں کی مدد

۱۰۔ پڑوسیوں کی اہمیت

۱۱۔ مشرک رشتہ داروں کا پاس ولحاظ

۱۲۔ صلح رحمی اور شفقت

۱۳۔ کوئی کسی کو نقصان نہ پہنچائے

۱۴۔ خادموں کے ساتھ حسن سلوک

ان خصوصیات کی تفصیل گزشتہ باب میں گزر چکی ہے۔ یہاں اس فصل کی مناسبت سے چند ایک وہ نمایاں اعتراضات کی بات کی جائے گی جن کو بنیاد بنا کر مغربی دنیا میں اسلامی تہذیب کے خلاف پر اپیگنڈا کیا جاتا ہے۔

اسلامی تہذیب کو دقیانوسیت سمجھنا:

مغربی دنیا میں اسلامی تہذیب کو دقیانوسیت سمجھا جاتا ہے کہ یہ تہذیب ۱۴۰۰ سال پرانے پتھر کے دور میں لے جانا چاہتی ہے۔ حالانکہ دین اسلام میں اتنی لچک ہے کہ یہ ہر دور میں قابل عمل ہے۔ اسلام ایک مکمل دین اور ضابطہ حیات ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ((**إن الله يبعث لهذه الأمة على رأس كل مائة سنة من**

يجدد لها دينا))[1] کہ اللہ تبارک وتعالی ہر سو سال بعد دین میں کسی ایسے شخص کو پیدا کرتا ہے جو اسکی تجدید کرتا ہے۔

اس حدیث میں مذکور لفظ تجدید سے ہم یہ نتیجہ اخذ کرسکتے ہیں کہ دین اسلام میں کچھ معاملات ایسے ہیں جو گردش زمن کی وجہ سے متاثر ہو جاتے ہیں اور ان کو دوبارہ اصل کی طرف لانا ضروری ہوتا ہے۔ لیکن اس بات سے کوئی ہرگز یہ گمان نہ کر بیٹھے کہ ان کا تعلق بنیادی اور مستقل نوعیت کے احکام سے ہے۔ ہرگز نہیں کیونکہ دین کے تمام بنیادی امور اللہ تعالی نے مکمل کر دیئے ہیں، جہاں کسی تجدید کی کوئی ضرورت نہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا۔

﴿ **الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا** ﴾[2]

جہاں تک تجدید دین کا تعلق ہے تو اس سے مراد ان باتوں اور دعووں کا رد مقصود ہے جو اسلام کے دشمن عمداً یا کچھ اسلام کے دوست سہواً یا خطاءً کرتے ہیں۔ یہ عموماً اغیار کی طرف سے اس وقت ہوتا ہے جب وہ اسلام کو اپنے لیے خطرہ سمجھنے لگتے ہیں اور اپنوں کی طرف سے اسوقت ہوتا ہے جب وہ دینی معاملات میں غلو یا کسی سے محبت یا نفرت کے بیان میں حد سے گزر جاتے ہیں۔[3] جہاں تک حدیث میں تجدید کا ذکر آیا ہے تو اس سے مراد وہی تجدید جسکا عمل لایا جانا اسلامی تشخص کی بقاء کیلیے بہت ضروری ہے۔ اور اس تجدید میں وہ باتیں شامل ہوتی ہیں جنکا تعلق اسی زمانے سے ہوتا ہے۔[4]

اسلامی حدود و قصاص کے متعلق شبہات:

تہذیبی تصادم کے پس منظر میں اسلامی تہذیب پر اعتراض کرتے ہوئے یہ کہا جاتا ہے کہ "اسلامی سزائیں دقیانوسی اور جامد نوعیت کے ہیں۔ اب تو زمانہ گزر چکا، تہذیبیں گزر چکیں لیکن ان میں کوئی تبدیلی نہیں آئی لہذا یہ نئے دور کا ہم آہنگ کسی صورت نہیں ہو سکتا۔ آج کے جدید ثقافتی اور صنعتی دور میں ان جیسی سزاوں سے چمٹے رہنا سراسر ناانصافی اور ظلم کے سوا کچھ نہیں۔"

---

(۱) سنن أبي داود، ابو داود سلیمان بن الاشعث بن إسحاق بن بشیر ص ۱۰۹، ج ۴، رقم الحدیث ۴۲۹۱

(۲) المائدۃ:۳

(۳) ملاحظہ فرمائیے: تجدید الخطاب الدینی بین التاصیل والتحریف، محمد بن شاکر الشریف مجلۃ البیان ص ۱۳ ۲۰۰۴م

(۴) ایضاً۔ ص ۱۵-۱۶

اس شبہہ کا جواب یہ ہے کہ شرعی احکام کو وقت اور زمانہ کے ساتھ نہیں پرکھا جاتا بلکہ اسکا تعلق حصول غایت یا قابل عمل ہونے یا نہ ہونے سے ہوتا ہے۔ شریعت کا مصدر کوئی خاص جگہ نہیں بلکہ وہ عظیم ہستی ہے جسے باعث ہدایت اور کل عالم کے لیے باعث رحمت بنا کر نازل فرمایا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿وما ارسلناك إلا رحمة للعالمين﴾(۱)

﴿وما ارسلناك إلا كافة للناس بشيرا ونذيراً﴾(۲)

﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا﴾(۳)

دراصل یہ شبہہ اس وقت پیدا ہوا جب کچھ لوگ یہ سمجھنے لگے کہ اسلامی سزائیں بالخصوص حدود وغیرہ میں تبدیل و تغیر ممکن نہیں جبکہ وقت کا تقاضہ یہ ہے کسی بھی سزا کا تعین ضرورت عصر کے تناظر میں متعین کیا جائے۔ اگر غور کیا جائے تو یہ اعتراض بھی باطل لگتا ہے کیونکہ اسلامی سزاوں بالخصوص حدود میں انسانی طبیعت اور مزاج کو مد نظر رکھا گیا ہے نہ کہ معاشرہ اور ماحول کو۔ امن اور مصلحت انسانی کی حفاظت کو یقینی بنانا اس بات کی دلیل ہے کہ اسلامی سزائیں اپنے اندر نہ صرف جامعیت رکھتی ہیں بلکہ ان سزاووں کے مقرر کرنے والی ذات حکیم اور خبیر بھی ہے۔(۴)

اسی طرح یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ "اسلامی سزائیں مزاج کے اعتبار سے ترش اور سخت ہیں اور موجودہ زمانہ کے مزاج سے ہم آہنگ نہیں اور نہ ہی انسانیت یا انسانی حقوق سے"(۵)

یہ شبہہ بھی مختلف وجوہات کی بناء پر قابل تردید ہے مثلاً: یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ سزاءیں اچھے اعمال کا بدلہ نہیں ہوتیں بلکہ یہ برے کاموں کی جزاء ہوتی ہیں۔ اور کسی بھی شخص کو اس وقت تک برائی یا جرم سے روکا نہیں جا سکتا جب تک اس کام کی جزاء یا بدلہ سخت اور ترش نہ ہوں۔ جب کوئی بھی شخص دوسروں کے حقوق کی پاسداری نہ کرے یا اپنے فرائض کی ادائگی میں کوتاہی سے کام لے تو معاشرہ میں فساد پھیلاتا ہے اور اسی فساد کو روکنے کیلیے ضروری ہوتا ہے کہ ان افراد کے ساتھ غیر معمولی طریقہ سے پیش آیا جائے ۔ لیکن سب سے اہم سوال ہمیشہ یہی پیدا ہوتا ہے کہ آخر اس

---

(۱) سورۃ الأنبیاء:۱۰۷

(۲) سورۃ سبأ:۲۷

(۳) سورۃ الأعراف:۱۵۸

(۴) دحض الشبہات التي تثار حول العقوبات الشرعیۃ، د. عبد العزیز الفوزان، مجلۃ البیان، عدد ۱۹۳، ص:۴۵.

(۵) ایضاً ص ۵۵۔

سختی کی حد کیا ہونی چاہئے؟ مثالی طور پر تو ہر سزا کی نوعیت یا شدت جرم کے مطابق ہونی چاہیے۔ جرم جتنا بڑا ہو سزا میں اتنی ہی شدت ہونی چاہیے۔ اور یہی بات شریعت اور قانون سے وابسطہ دونوں لوگ کرتے ہیں۔

جو لوگ شرعی سزاوں پر انگلی اٹھاتے ہیں اسکی اصل وجہ شدت جرم کو جانچنے میں انکا نقطہ نظر شرعی موقف سے مختلف ہونا ہے جہاں وہ اکثر غلطی کرتے ہیں۔ مثلاً شریعت کی نظروں میں قتل، زنا، چوری، ارتداد، شراب نوشی وغیرہ بڑے جرائم میں شمار ہوتا ہے کیونکہ انکے ارتکاب سے انسان کی ذات، عقل، نسل، اور مال کچھ بھی محفوظ نہیں رہتا ۔ چنانچہ اسلام ضروری سمجھتا ہے کہ ان جرائم کا ارتکاب کرنے والوں کو سخت سے سخت سزائیں ملنی چاہیے تا کہ نہ صرف مجرم ایسے کسی جرم سے باز رہے بلکہ معاشرہ بھی اس کو دیکھ کر سبق حاصل کرے۔ اور یہ ایسے جرائم ہیں جنھوں نے ایسے ممالک میں باعزت جینا محال کرر کھا ہے جہاں ایسے جرائم پر سخت سزائیں نہیں دی جاتیں۔

چور کی ہی مثال لیجیے: جو ایسا شخص ہوتا ہے جو چپکے سے کسی گھر میں داخل ہوتا ہے اور وہاں سے چوری کرتا ہے اور اگر کوئی شخص اس کو دیکھ پائے تو وہ اسے گزند پہنچانے سے بھی باز نہیں آتا اور نہ ہی کسی چور کو چادر اور چار دیواری کا پاس ہوتا ہے۔ اسی لیے جن معاشروں میں چوری عام ہوتی ہے اس معاشرے میں لوگ خصوصا عورتیں اور بچے ہمیشہ خوف کا شکار رہتے ہیں۔ کیا ہی بہتر ہوں کہ ایسے شخص کا ہاتھ کاٹ کے اسکو دوسروں کے لیے بھی نشان عبرت بنایا جائے تا کہ کوئی بھی کسی کی چادر اور چار دیواری کی پامالی کا سوچ بھی نہ سکے اور نہ ہی معاشرہ بے چینی اور عدم تحفظ کا شکار ہوں۔

ارتکاب زنا کی سزا ملاحظہ کیجیے، اسلام نے غیر شادی شدہ زانی کیلیے ۱۰۰ کوڑے جبکہ شادی شدہ زانی کے قتل کا حکم دیا۔ آج کی دنیا نے جب طب میں ترقی کی اور اس بات کا ادراک کیا گیا کہ ایڈز اور ایچ آئی وئی جیسی بیماریاں پھیلنی کی سب سے اہم وجہ وہ جنسی تعلق ہے جو ایک عورت کے ایک سے زیادہ مردوں کے ساتھ جنسی تعلق قائم کرنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اس سزا میں شادی شدہ اور غیر شادی شدہ افراد کی سزاوں میں فرق رکھا وگرنہ قرین قیاس تو یہ تھا کہ غیر شادی شدہ کو قتل کیا جاتا اور شادی شدہ کو کوڑے مارے جاتے اس بیناد پر کہ کوئی غیر شادی شدہ شخص کبھی ایسے جرم کا سوچ بھی نہ سکے اور شادی شدہ کو اس لیے کوڑے مارے جاتے کیونکہ وہ جنسی تعلق کا عادی ہو چکا ہوتا ہے لہذا اس تعلق سے انحراف ایک غیر شادی شدہ جوڑے کی نسبت اسکے لیے مشکل ہوتا ہے۔

اسی طرح دوسری سزاوں کو دیکھ لیجیے آپ ہر سزا کے پیچھے کوئی نہ کوئی محرک ضرور دیکھیں گے۔ تاریخی وقائع اور حقائق کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں حدود کا نفاذ بہت محدود پیمانے پر صرف ان لوگوں کے

خلاف ہوتا ہے جن پر جرم ثابت ہوں اور جنکو سزائیں دینا معاشرہ میں امن کے قیام کے لیے ضروری ہوں۔[۱]

یہاں اس بات کو بیان کرنا بھی ضروری ہے کہ اسلام میں حدود یا کسی بھی شرعی سزا دینے کا مطلب کوئی انتقامی کاروائی ہرگز نہیں ہوتا بلکہ اسکا مقصد مجرم کی تربیت اور معاشرہ کا اصلاح ہوتا ہے۔[۲]

اسلامی شریعت کی نرمی ملاحظہ کیجیے کہ اسلام نے ان حالات میں بھی مجرم کو سزا دینے سے روکا جن میں شبہ پایا جائے بلکہ ایسے حالات میں قاضی پر ضروری ہوتا ہے کہ وہ حد اور قصاص جیسی سزائیں دینے سے ارتکاب کریں اور اگر ضروری سمجھیں تعزراتی کوئی دوسری سزا تجویز کرے۔ مشہور کلیہ ہے "تدر الحدود بالشبہات" جسکا معنی یہ ہے کہ شبہ حد کو زائل کرتا ہے۔ اگر آپ صحابہ یا تابعین کا دور دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ حضرات اس کلیہ پر کس قدر عمل کرتے تھے۔

اسلام کسی بھی جرم میں ارتکاب میں صرف یہی نہیں دیکھتا کہ کہ جرم کس سے سرزد ہوا ہے بلکہ یہ بھی دیکھتا ہے کہ ارتکاب جرم میں کون کون شریک ہے۔ جسکی بنیادی وجہ یہی ہے کہ اسلام جرم اور اسکے اسباب کا تدارک چاہتا ہے۔ اسی طرح یہ بات بھی زیر خاطر رکھنی چاہیے کہ علاج ہمیشہ میٹھی میٹھی دوائیوں سے نہیں ہوتا بلکہ بسا اوقات ترش دوائیاں بھی لینی پڑتی ہیں اور اگر بیماری اس سے ٹھیک نہ ہو تو اس عضو فاشل کو جیسا کہ بیان کیا گیا جسم سے الگ کرنے میں ہی عافیت ہوتی ہے۔یہی بات بعینہ شریعت میں پائی جاتی ہے جہاں میٹھی میٹھی باتوں اور مواعظ کا جب اثر نہ ہوں اور مجرم جرم کر بیٹھے پھر کڑوی دوائیوں کا سہارا لیا جاتا ہے۔[۳]

خلاصہ و تجزیہ:

اس بات میں کسی شک کی گنجائش نہیں کہ عاصر حاضر کے تہذیبوں میں سے اسلامی تہذیب انسانی فطرت اور ضروریات کے قریب تر ہے، اس لیے مغرب کو اس بات سے نہیں ڈرنا چاہیے کہ اسلامی تہذیب دنیا کے امن کے لیے خطرہ ہے۔ لیکن افسوس کے ساتھ مسلمانان عصر اپنی تہذیب کی صحیح تشریح کرنے اور دنیا کے دیگر تہذیبوں کے ساتھ اسکا مقابلہ کرنے میں ناکام نظر آتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ اسلام کو رجعت پسند قرار دیتے ہوئے روشن خیالی کا دشمن خیال کیا

---

(۱) دحض الشبهات التي تثار حول العقوبات الشرعية ، د.عبدالعزيز الفوزان ، مجلة البيان ، عدد ۱۹۳ ، ص:۲۵.

(۲) طریق العودة إلى الإسلام، محمد البوطي مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع، دار الفرقان للنشر والتوزيع ص ۷۸.

(۳)دحض الشبهات التي تثار حول العقوبات الشرعية ، د.عبدالعزيز الفوزان ، مجلة البيان ، عدد ۱۹۳ ، ص۱۲.

جاتا ہے جو سراسر غلط ہے۔ چنانچہ یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ اسلاموفوبیا کے پھیلنے کی وجوہات میں سے ایک اہم وجہ بھی یہی کہ ہم اسلامی تہذیب وثقافت کی کماحقہ نہ تشریح کر پا رہے ہیں اور نہ ہی اسکا دفاع۔

فصل سوم

میڈیا کا منفی کردار

میڈیا کا منفی کردار

تمہید:

میڈیا ایک ایسا پلیٹ فارم ہے جو لوگوں کہ یہ صلاحیت دیتا ہے کہ وہ اپنا مواد بنا سکیں، میڈیا نے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رابطے کرنے کے راستوں کو تبدیل کر دیا ہے، میڈیا کے ذریعے لوگ ایک دوسرے کو پیغام رسانی کر سکتے ہیں، بات کر سکتے ہیں، ویڈیوز شیئر کر سکتے ہیں، اور اپنی وہ سوچ جو اپنے دل و دماغ کے اندر سوچ رہے ہیں وہ لوگوں کے ساتھ شیئر کر سکتے ہیں، میڈیا صرف کسی ایک انسان کیلئے فائدہ مند نہیں ہے۔ بلکہ بڑی بڑی کمپنیوں کیلئے، اداروں کیلئے بھی بڑا فائدہ مند ہے، کیونکہ وہ لوگ میڈیا کے ذریعے ایک دوسرے کے ساتھ رابطے کر سکتے ہیں، اور اپنا پیغام دوسرے لوگوں تک پہنچا سکتے ہیں، اگر دیکھا جائے تو سوشل میڈیا لوگوں کی ذہنیت کو تبدیل کر دیتا ہے، میڈیا کے ذریعے ہر وہ نئی بات جسکا معاشرے کے اندر کوئی اختلاف چل رہا ہو یا کسی اچھائی کے بارے میں لوگوں کے درمیان بات چیت ہو رہی ہو تو اس ٹرینڈ کو لوگ ایک دوسرے تک آرام سے پہنچا سکتے ہیں۔

یہ تمام فائدے اپنی جگہ ہیں مگر میڈیا جہاں لوگوں کیلئے فائدہ مند ہے وہاں یہ لوگوں کیلئے نقصان دہ بھی ثابت ہوتی ہے۔ اس کے نقصانات میں کچھ چیزیں یہ ہیں کہ اس میں ہر بات سچی نہیں ہوتی لوگ کسی بھی چیز کو بغیر جانچ پڑتال کے اسکو آگے شیئر کر دیتے ہیں، غیر اخلاقی چیزوں کو شیئر کیا جاتا ہے جو ہمارے بچوں اور لڑکیوں کے لیے بڑی نقصان دہ ثابت ہوتی ہیں، اگر غور کیا جائے تو میڈیا کے جو منفی اثرات ہیں وہ اس کے فائدوں سے زیادہ ہیں۔

تعارف:

میڈیا کا انحصار موبائل فون اور ویب سائیڈز پر ہے، جو عوام کو ایک پلیٹ فارم مہیا کرتا ہے، کہ وہ اپنا مواد بنا سکتے ہیں، انفرادی اور اجتماعی گفتگو کر سکتے ہیں، اپنا مواد بنا کر اسکو اپلوڈ کر سکتے ہیں۔

سوشل میڈیا کی بہت سی اقسام ہیں جسطرح کہ میڈیا پر لوگ اپنا اظہارِ خیال کرتے ہیں، چھوٹی چھوٹی ویڈیوز کو شیئر کرتے ہیں، انٹرنیٹ سے مواد کو اخذ کرتے ہیں فیس بک اور واٹس ایپ کا استعمال کرتے ہیں، عربوں کھربوں لوگ ایسے ہیں جو میڈیا کے ذریعے اپنی معلومات کو ایک دوسرے تک پہنچاتے ہیں میڈیا کے استعمال کو یقینی بناتے ہیں۔

میڈیا کی تعریف:

میڈیا کی تعریف ایسے کی جاتی ہے کہ " بہت ساری مختلف Applications جو انٹرنیٹ کی بنیاد پر ہیں جو کسی نظریاتی اور ٹیکنالوجی کے اوپر بنائی جاتی ہیں، جو کہ اجازت دیتا ہے اس چیز کی کہ آپ کسی مواد کو جنم دے سکتے ہیں اور پھر اس مواد کو ایک دوسرے کے ساتھ شیئر کر سکتے ہیں۔ (۱)

" میڈیا کی عمومی طور پر ایک جو تعریف کیجاتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ ایک سستی اور ہر جگہ مل جانے والی اور اس کی رسائی آسان ہے اس وجہ سے یہ ہر کسی کو یہ اجازت دیتا ہے کہ یہ اپنی کوئی بھی چیز شیئر کر سکتا ہے، یا انفارمیشن کیلئے فوری طور پر رسائی حاصل کرنا ممکن ہے، آپ اپنے ہم فیلڈ بندے کے ساتھ گفتگو کر سکتے ہیں"۔ (۲)

ان تعریفات کی روشنی میں ہم ایک نتیجہ اخذ کرتے ہیں جو کہ درج ذیل میں ہے۔

"ہر وہ الیکٹرونک آلات جن کے اندر انٹرینٹ کی سہولت موجود ہے وہ لوگوں کو آپس میں ملا سکتی ہیں اور لوگ اُن کے ذریعے اظہارِ خیال اور اپنی معلومات کا تبادلہ کر سکتے ہیں"۔

---

(1) Kaplan Andreas M. Heinlein Michael (2010) “users of the world, unite, thechallenges and opportunities of Social Media” Business horizons 53, P61, Accessed 13-06-2015time 5:49pm

(2) Murthy, Dhriad (2013) Twitter: Social communication in the Twitter age. Cambridge: Pality, PP 7-8, ISBN 978-0-7456-65108-8

میڈیا کی اہمیت:

میڈیا بہت تیزی سے پھیل رہا ہے اور اس نے بہت بڑا کردار ادا کیا لوگوں کو ایک دوسرے سے ملانے میں، تقریباً دُنیا کا ہر پانچواں اور چھٹا بندہ جس کے پاس میڈیا کی سہولت موجود ہے، میڈیا کی بہت سی اقسام ہیں لیکن ان میں سے میں چند ایک کا ذکر کرتا ہوں جو بہت اہم رول ادا کرتی ہیں درج ذیل ہیں۔ [1]

Facebook:

ہر مہینے فیس بک پر ایک عرب لوگ اس پر آتے ہیں، اور ۲۷٪ لوگ مہینہ میں فیس بک کا استعمال کرتے ہیں، اور انڈیا کے اندر ایک کروڑ سے زیادہ لوگ اس کو استعمال کرتے ہیں، اور ۵۷٪ لوگ فیس بک پر ہر پانچ گھنٹے میں کچھ نہ کچھ ضرور شیئر کرتے ہیں۔

Twitter:

255 ملین لوگ جو ٹوئیٹر پر ایکٹیو ہیں اور انکی کل تعداد ایک بلین سے بھی زیادہ ہے، ۵ ہزار لاکھ لوگ ایک دن میں ٹوئیٹ کرتے ہیں، جن میں سے ۷۸٪ فیصد لوگ موبائل پر ہیں، 3PI ایسے اکاؤنٹ ہیں جن کو استعمال نہیں کیا جارہا اور ان میں ۴۶٪ لوگ تقریباً دن میں کچھ نہ کچھ ضرور ٹوئیٹ کرتے ہیں۔

Youtube:

ایک بلین لوگ ٹوٹل یوٹیوب کو استعمال کرتے ہیں، اور ۶ بلین گھنٹوں کی ویڈیوز ہر یوٹیوب کے اوپر دیکھی جاتی ہے، ایک سو گھنٹے کی تعداد میں ویڈیوز ہر منٹ میں اپلوڈ ہوتی ہیں، اور ۴۰٪ یوٹیوب کی ویڈیوز موبائل سے آتی ہیں، تقریباً ایک بلین ویڈیوز ایک دن میں دیکھی جاتی ہیں۔

Google+:

+Google کے تقریباً ۱.۶ بلین لوگ یوزر ہیں، ایک بندہ ایک مہینہ میں جو کم از کم استعمال کرتا ہے گوگل + کو وہ تقریباً ۷ منٹ لگاتا ہے، اس پر اور ۲۲٪ لوگ ایسے ہیں جو ایک مہینے میں اس کا وزٹ ضرور کرتے ہیں۔

میڈیا کی جو ایپس ہیں اُنھوں نے ہماری زندگی کو بدل دیا ہے، ہم ایک دوسرے سے ہزاروں کلومیٹر دور رہ کر بھی رابطے میں ہیں، میڈیا کی ایپس میں یوٹیوب، فیس بک، ٹوئیٹر یہ ایسی ایپس ہیں کہ انھوں نے لوگوں کا دور رہنے کے باوجود بھی آپس میں جوڑے رہنا بہت آسان بنا دیا ہے، ہم آسانی کے ساتھ اپنے پرانے دوستوں کو ڈھونڈ سکتے ہیں اور ان کے پرانے احوال جان سکتے ہیں، میڈیا نہ صرف ہماری انفرادی زندگی میں اہمیت رکھتا ہے، بلکہ اس نے اجتماعی طور پر سب کو فائدہ دیا ہے، میڈیا پر آپ جس طرح کی معلومات تلاش کرنا چاہیں آپ کو ضرور ملیں گی، یہ تمام فائدے اپنی جگہ لیکن

(1) Harsh Admera (2014) Social Media 2014 Statistics Retrieved from http://blog.digitalinsights.in/social_media_users_2014_stats_numbers/05205287.html Date 14-06-2015 time 08:37

میڈیا ہمیں فائدے سے زیادہ نقصان دے رہا ہے، جہاں پر یہ ہمیں ایک دوسرے کے قریب کر رہا ہے، وہاں ہم ایک دوسرے سے دور بھی ہو رہے ہیں، میڈیا ہمارے کلچر اور مذہب کے اندر بھی بہت سے تبدیلیاں لے کے آ رہا ہے، میں میڈیا کے کچھ منفی کردار کو واضح کرنے کی کوشش کرونگا۔

سچائی کا نہ ہونا:

قرآنی تعلیمات کے مطابق سچائی انبیاءؑ اور نیک لوگوں کی نشانی ہے، اور قرآن مجید میں ہمیں سچ بولنے کی تلقین کی گئی ہے اور جھوٹے کے اوپر لعنت کی گئی ہے۔

اب میں انبیاءؑ اور نیک لوگوں میں چند ایک کو ذکر کرتا ہوں، جن کی سچائی کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا﴾ (۱)

ترجمہ: "اور کتاب میں ابراہیم کا ذکر کر، بے شک وہ سچا نبی تھا"

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِسْمَاعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا﴾ (۲)

ترجمہ: "اور کتاب میں اسماعیل کا بھی ذکر کر، بے شک وہ وعدہ کا سچا اور بھیجا ہوا پیغمبر تھا"

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا﴾ (۳)

ترجمہ: "اور کتاب میں ادریس کا ذکر ہے، بے شک وہ سچا نبی تھا"

ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ

﴿يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا﴾ (۴)

ترجمہ: "اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور ٹھیک بات کیا کرو"

امام مجاہد سَدِیْدًا کی تشریح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

امام مجاہد فرماتے ہیں کہ "سَدِیْدًا" سے مراد وہ بیان ہے کہ جس کے اندر سچائی ہی سچائی ہو جھوٹ کا شائبہ نہ ہو اس کو سَدِیْدًا کہتے ہیں۔ (۵)

---

(۱) سورۃ مریم:۴۱

(۲) سورۃ مریم:۵۴

(۳) سورۃ مریم:۵۶

(۴) سورۃ الاحزاب:۷۰

(۵) اسماعیل حقی بن مصطفیٰ، روح البیان، دار الفکر، بیروت س-ن، ۱۹۲/۷

((إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ ، وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ ، إِنَّهُ يُقَالُ لِلصَّادِقِ : صَدَقَ وَبَرَّ ، وَيُقَالُ لِلْكَاذِبِ : كَذَبَ وَفَجَرَ ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ صِدِيقًا أَوْ يَكْذِبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ كَذَّابًا))[1]

ترجمہ "رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیشک سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے ایک آدمی سچ بولتا ہے یہاں تک کہ اسے صدیق لکھ دیا جاتا ہے۔ اور بیشک جھوٹ بُرائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی جہنم کی طرف لے جاتی ہے ایک آدمی جھوٹ بولتا ہے یہاں تک کہ اُسے جھوٹا بولا جاتا ہے۔"

میڈیا کسی گلی محلے میں ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کے اوپر پھیلی ہوئی ہے جیسے فیس بک ہے، ٹویٹر ہے، حالیہ تحقیق کے مطابق کہا گیا ہے، کہ تقریباً ایک بلین لوگ میڈیا کے اوپر ایک دوسرے کے ساتھ رابطے میں ہیں۔ یہ ایسے لوگ ہیں جن کی سوچیں جن کے مفادات ایک جیسے بھی ہو سکتے ہیں، اور مختلف بھی ہو سکتے ہیں، کوئی فرق نہیں پڑتا کہ تجربہ کار ہیں، تعلیم یافتہ ہیں کہ نہیں سچے ہیں کے جھوٹے ہیں، بلکہ میڈیا کے اوپر ہر عام وخاص شخص آسکتا ہے، مختصر یہ کہ کوئی اخلاقیات نہیں ہر آدمی اپنی فیس بک پر جھوٹی افواہوں کو شیئر کر سکتا ہے، کسی آئٹم کی جھوٹی تشہیر کی جاسکتی ہے، اس سے کچھ جاہل لوگ اس بیماری کا شکار ہو جاتے ہیں اور اس طرح ان لوگوں کا لاکھوں روپیہ خرچ ہو جاتا ہے مگر ان کو رسوائی کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

دوسری طرف سے دیکھا جائے تو کتنے کیسز تو نقلی شادی کے ہوتے ہیں، لوگ اپنے آپ کو بہت جوان کر کے شو کرتے ہیں، اپنے آپ کو امیر بنا کر شو کرتے ہیں، اس لیے میڈیا کو کچھ ایسی چیزیں سامنے لے کر آنی چائیں جن میں کچھ نہ کچھ انسانیت کا احترام نظر آئے۔

تحقیق کے بغیر شیئر کر دینا:

اسلامی تعلیمات کے مطابق کوئی بھی چیز ہو اسکو تحقیق کیے بغیر آگے پھیلا دینا منع ہے کیونکہ اسطرح انسان پریشانی کا شکار ہو جاتا ہے، لوگوں کی آپس میں لڑائی ہو جاتی ہے، قرآن مجید میں جابجا آیا ہے کہ جب آپ کے پاس کوئی

---

(۱) صحیح مسلم، کتاب البر والعلۃ اوالاداب، باب الکذب وحسن الصدق وفضلہ، حدیث نمبر: ۲۸۰۳، ج۸ ص۲۹

بات آئے تو اس کی تحقیق کرو۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍفَتَبَیَّنُوا اَنْ تُصِیْبُوْاقَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ﴾ (۱)

ترجمہ: "اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اس کی تحقیق کیا کرو کہیں کسی قوم پر بے خبری سے نہ جا پڑو پھر اپنے کیے پر پشیمان ہونے لگو"

امام فخر الدین رازی ارشاد فرماتے ہیں

"وجوب الاحتراز عن الاعتماد على اقوالهم ، فانهم يريدون اتقاء الفتنة بينكم" (۲)

ترجمہ: "ان بیانات سے بچنا ضروری ہے کیونکہ گنہگار لوگ تمہارے درمیان فتنہ پھیلانا چاہتے ہیں۔"

نبی پاک ﷺ کا فرمان:

((قال رسول الله –صلى الله عليه وسلم– كَفَى بِالْمَرءِ كَذِبًا أَن يّحدِثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ)) (۳)

ترجمہ: "آدمی کے جھوٹا ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ سنی سنائی بات آگے کر دے"

ارشادِ باری تعالیٰ ہے

﴿وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّذِی الْقُرْبٰى﴾ (۴)

ترجمہ: "اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا "

---

(۱) سورۃ الحجرات:٦

(۲) ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن الحسن بن الحسین التیمی الرازی الملقب بفخر الدین الرازی، مفاتیح الغیب، التفسیر الکبیر، دار احیاء التراث العربی، بیروت، الطبعۃ الثانیۃ، ۱۴۲۰ھ، ۲۸/۹۸

(۳) صحیح مسلم، المقدمۃ، باب النھی عن الحدیث بکل ما سمع، حدیث نمبر:۸، ج۱ ص۷

(۴) سورۃ البقرۃ:۸۳

حدیث پاک:

((أَيُّهَا النَّاسُ ، أَفْشُوا السَّلاَمَ ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ ، وَصَلُّوا وَالنَّاسُ نِيَامٌ ، وَادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلاَمٍ.)) [1]

ترجمہ: "اے لوگو! سلام پھیلاؤ اور کھانا کھلاؤ راتوں کو نماز پڑھو، جب لوگ سو رہے ہوں تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے"

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ میڈیا کے نقصانات بھی ہیں اور فائدے بھی ہیں کیونکہ لوگ میڈیا کا مثبت استعمال اسطریقے سے کرتے ہیں کہ وہ اس پر احادیث کو شیئر کرتے ہیں اچھی اچھی معلومات کو شیئر کرتے ہیں۔ مگر اکثر نوجوان جان بوجھ کر مسلمان عورتوں کو Highlight کرتے ہیں جن کی وجہ سے اسلام کی توہین کی جاتی ہے۔ چند غیر اخلاقی باتیں جن کو ذکر کرنا ضروری ہے درج ذیل ہیں۔

۱۔ میڈیا سے مسلمان عورتوں کی تصاویر لی جاتی ہیں، پھر اُن کو ایسی ویب سائٹس پر لگایا جاتا ہے جن کو دیکھنا نامناسب ہے۔

۲۔ پھر وہ تصاویر جو انٹرنیٹ پر ہوتی ہیں اُنکو پیسوں کی آمدن کا ذریعہ بنایا جاتا ہے، اور ایک مسلمان سوچ بھی نہیں سکتا کہ اُس کی ماں بہن کی تصاویر کدھر کدھر استعمال ہو رہی ہیں۔

۳۔ جسم کے ایسے خاص اعضاء جن کو غلط طریقے کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے جو آنکھوں کے لیے گناہ کا سبب بنتے ہیں،

۴۔ اگر کسی کی کوئی تصویر غلطی سے اپلوڈ ہو جائے تو پھر اُس کو روکنا ناممکن ہے۔

غیر اخلاقی ویب سائٹس:

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات دیتا ہے، اسلامی تعلیمات کے مطابق اخلاقیات کو بہت ترجیح دی گئی ہے، مگر افسوس کے ساتھ آج کے میڈیا کی وجہ سے تمام تر اخلاقیات ختم ہوتی جا رہی ہیں، قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں شرم و حیا کا حکم دیا ہے۔

---

(۱) سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمۃ باب اطعام الطعام، حدیث ۳۲۵۱، ج ۲ ص ۱۰۸۳

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ﴾(۱)

ترجمہ: " بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمانداروں میں بدکاری کا چرچا ہو ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔"

ایک دوسری جگہ پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اپنی مؤمن عورتوں کو حکم دو کہ اپنی نظر کو جھکائے رکھو تاکہ برائی کا خطرہ ہی نہ پیدا ہو

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ-ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ-وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾

"اے مؤمن عورتوں تم اپنے لباس کو لمبا رکھو اور اپنے آپ کو حجاب میں رکھو تاکہ تم اپنے لباس سے پہچانی جاؤ کہ تم ایمان والی ہو"(۲)

آجکل انٹرنیٹ پر جو بھی کچھ شیئر ہو رہا ہے، اُن میں سے اکثر چیزیں ایسی ہیں، جن کو بغیر تحقیق کے شیئر کیا جاتا ہے، حالانکہ کتنی دفعہ یہ بات واضح ہوئی ہے کہ اکثر ویڈیوز نقلی شیئر کی جاتی ہیں، مگر پھر بھی لوگ ان کو آگے شیئر کرتے رہتے ہیں میڈیا ایک ایسا ہتھیار ہے جو لوگوں کی ذہنیت کو تبدیل کر دیتا ہے۔

احادیث اور قرانی تعلیمات کے مطابق ان چیزوں سے بچنا چاہیے۔

غیر ذمہ داری کا ثبوت:

خاندان ہمارے مذہب اسلام کے اندر ایک بنیادی مرکز ہے، جس کے اندر شوہر اور بیوی کا رشتہ، والدین اور بچوں کا رشتہ، اور رشتے داروں کا رشتہ یہ ایسے رشتے ہیں جو بہت اہمیت رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے بعد جن کا سب سے زیادہ احسان ہے ہمارے اوپر وہ ہمارے والدین ہیں، وہ ہمیں کھانا کپڑے اور ہمارے سر پر چھت مہیا کرتے ہیں اور ایک ماں اپنی نیند قربان کر دیتی ہے اپنی خوشیاں قربان کر دیتی ہے اپنی اولاد کیلئے اور ایک باپ دن رات مزدوری کرتا ہے، اپنی

---

(۱) سورۃ النور:۱۹

(۲) الاحزاب:۵۹

اولاد کیلئے، اسی طرح ہمارے رشتے دار بھی ایک دوسرے سے پیار کرتے ہیں، چچا بھتیجوں سے ماموں بھانجوں سے پیار کرتا ہے، اس سے بڑھ کر یہ لوگ ہمیں مشکل وقت میں کام آتے ہیں، اسی وجہ سے ان لوگوں کے بارے میں قرآن اور احادیث میں بڑی وضاحت آئی ہے۔ جو کہ درج ذیل میں بیان کیا جارہا ہے۔

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا﴾(۱)

ترجمہ: "اور تیرا رب فیصلہ کر چکا ہے اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو، اور اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اف بھی نہ کہو اور نہ انہیں جھڑکو اور ان سے ادب سے بات کرو"

ڈاکٹر وھبہ الزحیلی "الاحسان" کے بارے میں فرماتے ہیں۔

"معاشرتهما بالمعروف ، التواضع لهما، و امتثال امرهما ، والدعاء بالمغفرة بعد مماتهما وصلة أهل ودهما"(۲)

امام طبری مجاہد سے روایت ہے۔

"ولا تقل لهما اف حين ترى الاذاى وتميط عنهما الخلاءوالبول،كما كان يميطانه عنك صغيرا ولاتؤذهما"(۳)

ترجمہ: "اُنھیں اُف تک نہ کہو جب تم اُن کو تکلیف میں دیکھو، اور اُن سے بول و براز صاف کرو جسطرح وہ بچپن میں تمھارے بول و براز صاف کرتے تھے اور تمہیں تکلیف نہیں دیتے تھے"

حضرت لقمانؑ کی اپنی اولاد کہ نصیحت:

(اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ)(۴)

---

(۱) سورۃ الاسراء:۲۳

(۲) وھبہ بن مصطفیٰ الزحیلی، التفسیر المنیر فی العقیدۃ االشریعہ والمنہج، دارالفکر، دمشق، الطبعۃ الثالثۃ ۱۴۱۸ھ، ج ۱ص ۲۱۰

(۳) محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب العاملی ابو جعفر الطبری، (المتوفی ۳۱۰ھ) طبری، جامع البیان، عن تاءویل آی القرآن، دار ھجر، ۱۴۲۲ھ، ج ۱۷، ص ۲۱۵

(۴) سورۃ القمان:۱۴

ترجمہ:" اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کرے، میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے "

﴿وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى﴾ (۱)

ترجمہ:" اور رشتہ دار کو اس کا حق دے دو"

﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِه شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِى الْقُرْبٰى﴾ (۲)

ترجمہ:"اور اللہ کی بندگی کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ کرو، اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور رشتہ داروں کے ساتھ بھی (نیکی کرو) "

حدیث پاک ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نبی پاک ﷺ کی حدیث روایت کرتے ہیں۔

" وہ تعلق جوڑنے والا نہیں جو تعلق کے بدلے تعلق جوڑے بلکہ تعلق جوڑنے والا وہ ہے جس سے قطع تعلقی کیجائے وہ آپ سے تعلق جوڑے "(۳)

ہماری نوجوان نسل کا ایک دوسرے کیطرح بننے کی خواہش کرنا:

ہماری نوجوان نسل آجکل میڈیا کے اوپر کسی بھی "ایکٹر" کو دیکھ کر اُس جیسا بننے کی کوشش کرتی ہے، اسلام اس چیز سے منع نہیں کرتا، کہ آپ کسی جیسا بننے کی خواہش نہ کریں بلکہ اسلام کی تعلیمات یہ ہیں کہ آپ جس کی طرح بننا چاہتے ہیں کیا وہ اسلام کا پابند ہے؟ کیا وہ دینِ اسلام کے احکام کی پیروی کرتا ہے؟ اگر پیروی کرتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں، اگر نہیں کرتا تو پھر اس کو اپنا رول ماڈل بنانا غلط ہے۔

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو بھی ارشاد فرمایا کے اے نبی پاک ﷺ آپ اپنا اٹھنا بیٹھنا اپنے صحابہ کے ساتھ رکھیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَه﴾ (۴)

ترجمہ:"تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اسی کی رضامندی چاہتے ہیں"

---

(۱) سورۃ بنی اسرائیل:۲۶

(۲) سورۃ النساء:۳۶

(۳) الجامع الصحیح المختصر، کتاب الادب، باب لیس الواصل بالمکافی، حدیث نمبر:۵۶۴۵، ج۵ ص۲۲۳۳

(۴) سورۃ الکھف:۲۸

امام آلوسی[1] روایت کرتے ہیں۔

"محبة الصالحين والفقراء الصادقين عيش اهل الجنة يتقلب معهم جليسهم من الرضا الى اليقين ومن اليقين الى الرضاء"[2]

ترجمہ: "امام آلوسی فرماتے ہیں جو صالحین اور سچے فقراء کی محبت جنتی لوگوں کی زندگی ہے جن کے لیے ہم نشین رضا اور یقین سے رضا کی طرف بدلتے ہیں۔"

حضرت لقمانؑ نے اپنی اولاد کو نصیحت کی تھی۔

"يا بني جالس العلماء ، وراحمهم بركبتيك ، فان الله يحي القلوب بنور الحكمة"[3]

ترجمہ: "اے میرے بیٹے علماء کا ہم نشین ہو جا اور اُن کا احترام کر بیشک اللہ تعالیٰ دلوں کو حکمت کے نور کے ساتھ بھر دیتا ہے"

حدیث پاک ہے:

((إِنَّمَا مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالْجَلِيسِ السَّوْءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيرِ فَحَامِلُ الْمِسْكِ إِمَّا أَنْ يُحْذِيَكَ وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً وَنَافِخُ الْكِيرِ إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ رِيحًا خَبِيثَةً..))[4]

ترجمہ: " نیک اور بد کی مجلس کی مثال کستوری اٹھانے والے اور لوہار کی بھٹی کی طرح ہے کستوری اٹھانے والا یا تو آپ کو کستوری عطا کرے گا یا تو آپ اس سے کستوری خرید لیں گے۔ یا آپ اس سے اچھی خوشبو پالیں گے اور لوہار کی بھٹی یا تو آپ کے کپڑے جلادے گی یا آپ اس سے

---

(۱) پورا نام شہاب الدین سید محمود بن عبداللہ بن محمود الحسینی الوسی بغدادی ہے، ۱۸۰۲ میں بغداد میں پیدا ہوئے اور ۱۸۵۴ میں وفات پائی، قران مجید کی تفسیر روح المعانی فی تفسیر القران العظیم والسبع المثانی کی وجہ سے شہرت بنی۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو، (مقدمہ تفسیر روح المعانی، ج۱، ص۸)

(۲) الآلوسی، شھاب الدین محمود ابن عبداللہ الحسینی، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم واسبع المثانی، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، سنۃ الطبع ۱۴۱۵ھ، ج۸ص۲۸۹

(۳) موطاء الامام مالک، ۱۰۰۲/۲

(۴) صحیح البخاري، کتاب البیوع، باب السھولۃ، والسماحۃ، فی الشراد والبیع ومن طلب وق فلیطلبہ فی عفاف، حدیث، ۱۹۹۵، ج۲ص۷۴۹

بد بو پائیں گے۔

"یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ میڈیا ایک بہت بڑا کردار ادا کر سکتا ہے، اس طرح کہ یہ میڈیا پر مذہبی سکالرز کی تشہیر کر کے ان کو زیادہ سے زیادہ highlight کر کے تا کہ نوجوان ان لوگوں سے متاثر ہو کر ان جیسا بننے کی کوشش کریں، مگر افسوس کہ بجائے ان لوگوں کو سامنے لانے کے میڈیا ایکٹرز، سنگرز اور اُن لوگوں کو سامنے کر رہا ہے جو اسلامی تعلیمات کے خلاف ہو کر کام کرتے ہیں، اور ہمارے نوجوان اُن لوگوں سے متاثر ہو رہے ہیں، اس سے ہمیں جو بڑا نقصان ہے وہ یہ ہے کہ ہماری نوجوان لڑکیاں اور لڑکے مغربی کلچر کو اپنانے میں خوشی محسوس کرتے ہیں اور اسلامی کلچرز سے دور ہو رہے ہیں، آج کل ہماری اکیڈمیاں، اسکولز اپنے اندر پروگرام کرواتے ہیں جن میں ایکٹرز کو بلاتے ہیں تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ جمع ہو جائیں، یہ سب میڈیا کی وجہ سے ہے، ان چیزوں کی وجہ سے ہمارے ماحول پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے، یہاں تک کہ ہماری بچیاں سکولوں اور یونیورسٹیوں کے اندر جینز پہن کر جاتی ہیں، اسطرح یہ بات ہمارے لیے بڑی شرمناک ہے، خاص طور پر ہماری آنے والی نسل کے لیے بہت زیادہ نقصان دہ ہے کیونکہ وہ لوگ اسلام سے بہت دور ہو جائیں گے۔

آمنے سامنے ملاقات:

لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ نیٹ ورک ہمارے رشتوں میں بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ہم فیس بک کے اوپر اپنے پرانے رشتوں کو بھی تلاش کر لیتے ہیں مگر یہ ساری باتیں اپنی جگہ ان کے باوجود اس کے نقصانات زیادہ ہیں، جو کہ درج ذیل میں بیان کیے جاتے ہیں۔ محققین کی تحقیق کے مطابق ایک بات سامنے آتی ہے کہ میڈیا کی وجہ سے لوگ آپس میں اپنے بہن بھائیوں اور رشتے داروں کے ساتھ مل بیٹھ کر جو معاملات طے کرتے ہیں، ان سے بہت دور ہو گئے ہیں، اور محققین نے یہ تجزیہ بھی پیش کیا ہے کہ آپس میں مل بیٹھنا اور بات چیت کرنا یہ رشتوں کے لیے نہایت ضروری ہے، میڈیا پر جو معاملات حل کیے جاتے ہیں ان سے ڈھائی گنا زیادہ بہتر ہے کہ انسان جو آپس میں فیس ٹو فیس بیٹھ کر معاملات حل کرتے ہیں۔ یہ ساری چیزیں تو آج کی ہیں مگر ہمیں اللہ کے نبی ﷺ نے ۱۴۰۰ سال پہلے آپس میں مل بیٹھنے کی اہمیت سے بارے میں آگاہ کیا تھا، اور اس کی اہمیت کے بارے میں بتا دیا تھا۔ آج میڈیا کے ذریعے لوگ پاکستان میں رہنے والے یو کے والوں کے تو بہت قریب ہیں مگر ان کو اپنے پاس رہنے والے کی فکر نہیں ہوتی کہ اس کا حال کیا ہے، لوگ انگلینڈ میں تو لوگوں کے قریب ہیں مگر وہ اپنے بہن بھائیوں سے بہت دور ہیں۔ بلمشافہ ملاقات کے بے شمار فائدے ہیں، آمنے سامنے ملاقات سے انسان غریب کی حوصلہ افزائی کر سکتا ہے، پڑھے لکھے لوگوں سے ملنے کی وجہ سے لوگوں کے اندر شعور پیدا ہوتا ہے، چھوٹے اپنے بڑوں کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں، لیکن آج ہم میڈیا کی وجہ سے ان تمام

اخلاقیات سے قدرے دور ہیں۔

دلوں کا سخت ہو جانا:

میڈیا کی وجہ سے آج کل ہمارے دل سخت ہو چکے ہیں، کیونکہ اکثر میڈیا پر لوگوں کا قتل ہونا دکھائی دیتا ہے، ایک دوسرے کے اوپر ظلم وستم ہونا، بڑے بڑے ایکٹرز جو لڑائی کر کے بھاری رقم وصول کرتے ہیں، ان کی لڑائی دکھائی جاتی ہے، اکثر پھانسی لگنا لوگوں کا دکھایا جاتا ہے، جب یہ تمام چیزیں ہمارے جوان صبح وشام دیکھتے ہیں تو ان کے دل سخت ہو جاتے ہیں۔

دلوں میں سختی کے بارے میں قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے

﴿وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُوْنَ﴾(۱)

ترجمہ:" اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں ان سے پہلے کتاب (آسمانی) ملی تھی پھر ان پر مدت لمبی ہو گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے، اور ان میں سے بہت سے نافرمان ہیں"

حدیث پاک ہے:

((إِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلاَ وَهِيَ الْقَلْبُ))(۲)

ترجمہ:"بیشک جسم میں ایک ٹکڑا ہے جب وہ صحیح ہوتا ہے تب سارا جسم صحیح ہوتا ہے جب وہ خراب ہو تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے اور خبر دار وہ ٹکڑا دل ہے۔"

لوگوں پر الزام تراشی کرنا:

اسلامی تعلیمات کے مطابق لوگوں پر الزام لگانا گناہ ہے، کیونکہ اس سے مخلوق اور خالق دونوں کی حق تلفی ہوتی ہے، ہم اس کا ثبوت قرآن اور حدیث سے پیش کرتے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ

---

(۱) سورۃ الحدید:۱۶

(۲) صحیح البخاري، کتاب الایمان، باب فصل من استبرأ لدينه، حدیث ۲۸، ج۱، ص ۵۲

عَذَابٌ عَظِيْمٌ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾[1]

ترجمہ: "جو لوگ پاک دامنوں بے خبر ایمان والیوں پر تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے جس دن ان پر ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے جو کچھ وہ کیا کرتے تھے"

اسلامی تعلیمات کے مطابق ہمیں یہ حکم دیا جاتا ہے کہ ہم کسی کی اگر برائی دیکھ بھی لیں تو اس کے اوپر پردہ ڈالیں۔

حدیث پاک ہے:

((مَن سَتَرَ عَورَةَ أَخِيهِ المُسلِم ، سَتَرَ اللهُ عَورَتَهُ يومَ القِيَامَةِ ، وَمَن كَشَفَ عَورَةَ أَخِيهِ المُسلِم ، كَشَفَ اللهُ عَورَتَهُحَتّٰى يفضحه بِهَا فِي بَيتِه))[2]

ترجمہ: "جس نے اپنے بھائی کی پردہ پوشی کی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی کرے گا اور جس نے اپنے مسلمان بھائی کا پردہ چاک کیا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسکا پردہ چاک کر دے گا"

حدیث پاک ہے:

((مَنْ سَتَرَ عَوْرَةَ مُؤْمِنٍ فَكَأَنَّمَا اسْتَحْيَا مَوْءُودَةً مِنْ قَبْرِهَا))[3]

ترجمہ: " جو اپنے مؤمن بھائی کی پردہ پوشی کرتا ہے گویا اس نے مدفون انسان کو زندگی عطا کی"

میڈیا کی وجہ سے لوگوں کی عزتِ نفس کا پامال کرنا عام ہو گیا ہے، کیونکہ لوگ ایک کلک کے ذریعے پوری دنیا کے اندر بغیر تحقیق شدہ بات کو کسی سے منسوب کر کہ پھیلا دیتے ہیں، جبکہ اسلامی تعلیمات اس کے برعکس ہیں۔

مغربی میڈیا میں مسلمانوں کو بدنام کرنے کی کوششیں:

ذیل کی سطور میں یہ جاننے کی کوشش کی جائے گی کہ کس طرح مغربی میڈیا مسلمانوں کو بدنام کرنے کی کوشش میں لگا ہے۔

---

(۱) سورۃ النور: ۲۳-۲۴

(۲) سنن ابن ماجۃ، کتاب الحدود، باب الستر علی المؤمن ودفع الحدود بالشبھات، حدیث ۲۵۴۶، ج۲، ص ۸۵۰

(۳) مسند الامام احمد بن حنبل، مؤسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۴۲۹ھ، ۲۰۰۱ص، حدیث ۱۷/۶۱ ج ۲۸ص ۱۷۳۹۵

پہلی مثال: برطانوی جریدہ "The Sun" نے مسلمان احتجاج کرنے والوں کی تصویریں خنزیر نما بنا کر نشر کیا۔

دوسری مثال: امریکی جریدہ لائف میں ایک مسلمان کو کوکا کولا کے فریج کی طرف منہ کر نماز پڑھتے ہوئے دکھایا گیا جہاں ساتھ یہ لکھا گیا کہ یہ شخص اپنی روحانی پیاس کو بجھانے کے لیے ریفریجریٹر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہا ہے۔

تیسری مثال: فیشن ہاؤس فرانس نے ایسا لباس مشتہر کروایا جن پر قرآنی آیات کے طرز پر عبارتیں لکھی گئی تھیں۔ اعتراض اٹھانے پر یہ وضاحت دی گئی کہ ان عبارتوں کا تعلق قرآن سے نہیں بلکہ مدحیہ کلام سے ہے۔

چوتھی مثال: ٹیلی ویژن پر چلنے والے بہت سارے بچوں کے پروگرامات ایسے ہیں جہاں ایک مسلمان شخص کو قاتل کے روپ میں دکھایا جاتا ہے۔[1]

پانچویں مثال: ویبسٹر آن لائن ڈکشنری[2] میں عربی کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا گیا ہے: بھگوڑا، باغی، لڑاکو، بھکاری، بیوقوف اور امن خراب کرنے والا۔[3]

چھٹی مثال: یہ انیسویں صدی عیسوی کی بات ہے جب مغربی مصورین اور نقش نگار مسلمانوں کی ایسی تصویریں ب ناتے جہاں وہ ہاتھوں میں بے نیام تلواریں اٹھائے پھرتے نظر آتے۔[4]

خلاصۂ بحث و تجزیہ:

اسلاموفوبیا پھیلانے میں میڈیا کا بڑا کردار ہے۔ آج کل میڈیا کا منفی استعمال اُس کے مثبت استعمال سے زیادہ ہے۔ میڈیا کے اوپر اسلام کے خلاف اگر چھوٹی سی بات بھی ملے تو اُسکو بڑھا چڑھا کر پھیلایا جاتا ہے۔ مگر اگر اسلام کی

---

(۱) ملاحظہ فرمائیے: الخوف من الإسلام جمال نور الدين الإدريسي مجلة القرآن الكريم / وعلومہ سوڈان ص ۱۷۳ ۲۰۱۰

(۲) ویب سٹر دنیا کے معروف آن لائن معجمات میں سے معجمہ ہے جسکا مرکزی آفس امریکہ میں ہے۔ اسکو انسائکلوپیڈیا آف بریٹانیکا کا ایک شاخ بھی سمجھا جاتا ہے۔

(۳) ملاحظہ فرمائیے: معجمہ ویب سٹر ص ۴۰ ط ۳

(۴) الإسلام کبدیل مراد ہومان مکتبہ العبیکان ص ۹ ط ۲ ۱۴۱۸ ھجری

لاکھوں اچھائیاں بھی میڈیا پر واضح ہو جائیں تو اُن کو دبا دیا جاتا ہے۔ اسلاموفوبیا کے تدارک میں ہمارے لئے میڈیا کا مثبت استعمال کرنا ازحد ضروری ہے۔

اسلام کو میڈیا کی وجہ سے بجائے فائدہ کے نقصانات زیادہ مل رہے ہیں، میڈیا کی وجہ سے ایک طرف تو لوگ اسلام کی معلومات کو تو حاصل کر لیتے ہیں، لیکن دوسری طرف اسلام سے دور ہونے والوں کی تعداد نظر آتی ہے۔ اسلام نے جو ہمیں تعلیم دی ہے کہ آپس میں ہمدردی، اخوت، بھائی چارہ، پڑوسیوں کے حقوق وہ آج کل میڈیا کی وجہ سے تقریباً ختم ہوتے ہوئے نظر آرہے ہیں، کیونکہ ہمارے نوجوان فیس بک، واٹس ایپ استعمال کرنے کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں، دوسروں کے دکھ درد میں شریک ہونے سے۔ اور میڈیا کی وجہ سے اسلام کو جو زیادہ نقصان ہے وہ یہ ہے کہ میڈیا اسلام کا غلط تصور دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے، اور اسلام کی اچھائیوں کو پیش کرنے میں عار محسوس کرتا ہے، میڈیا اسلام کو ماننے لڑکیوں کی غلط تصاویر دُنیا کے سامنے پیش کرتا ہے، اس پر طرح طرح کے سٹائل بنا کر ان کو پیش کرتا ہے، اگر دوسری طرف مسلمان کی کوئی بچی حجاب پر پابندی کرتی ہے تو اس کو پیش نہیں کیا جاتا۔

میڈیا کی وجہ سے جو لوگ اسلام دُشمن ہیں اُن کو بہت زیادہ فائدہ پہنچا ہے، کیونکہ وہ میڈیا کی وجہ سے مسلمانوں کی غلط اور جھوٹی تصاویر لو لوگوں کے سامنے پیش کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں، اور لوگوں کو اسلام سے دور کرنے میں وہ میڈیا سے کافی فائدہ حاصل کرتے ہیں۔

باب سوم

اسلاموفوبیا کے اثرات

فصل اوّل: مسلمانوں کے خلاف مذہبی و نسلی تعصب کا فروغ

فصل دوم: دہشت گردی کا فروغ

فصل سوئم: اسلام اور پیغمبر اسلام سے استہزاء و تنفر

فصل اول

مسلمانوں کے خلاف مذہبی و نسلی تعصب کا فروغ

تمہید:

ابلیس نے اپنے آپ کو برتری کی بنیاد قرار دیا تھا جسے اس کے مغربی شاگردوں نے ایک تحریک کی صورت دی، اس صورت گری میں قوموں کی غارت گری پنہاں ہے، نسلی تعصب جاہلیت کی اہم خصوصیت تھی جسے اسلام نے ختم کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نسل پرستانہ تصور و عمل کے خلاف ایک تحریک بن کر ابھرے۔ یہ درست ہے کہ نسل پرستی آج بھی زندہ حقیقت کے طور پر ہمیشہ سے موجود ہے اور اسلام اس کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے ۔ اہل مغرب میں جو اسلام دشمن ہیں ان کی دُشمنی اسلام سے صرف اسی وجہ سے ہے کہ اسلام نے اُن کے تمام عزائم کو خاک آلود کر دیا اُن کے افکار، اور اُن کے ظلم و ستم جو عوام الناس پر کیے جاتے تھے اُن کو خاک آلود کیا، اس وجہ سے اب اہل مغرب اسلام اور مسلمانوں سے تعصب میں بہت آگے ہیں، اُن کے اندر مسلمانوں سے نسلی تعصب کی آگ بھڑک رہی ہے، وہ مسلمانوں اور اسلام کے خلاف طرح طرح کی زہر افشائیاں پھیلا رہے ہیں۔

مغرب میں بڑھتا ہوا نسلی تعصب جس کی وجہ سے ہمارے مسلمان جو وہاں پر آباد ہیں، اُن کو کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

شدت پسندی کی تعریف:

"جب کوئی آدمی یا گروہ اپنے خیالات میں اس قدر پختہ ہوتا ہے کہ وہ اس کے مقابلے میں کسی دوسرے کی خیالات کو خاطر میں نہیں لاتا تو اس کی یہ حرکات شدت پسندی کہلاتی ہیں"(۱)

تعصب کی تعریف:

تعصب کی لغوی تعریف یوں بیان کی گئی ہے۔

پٹی باندھنا، تعصب سے کام لینا، تعصب علیہ کا مقابلہ کرنا اور عصبیت دکھلانا، العصبیۃ دھڑے بندی تعصب کی وجہ ظلم میں قوم کی مدد کرنے والا۔

اور اصطلاحی تعریف یوں بیان کی گئی ہے۔ العصب، دلیل ظاہر ہونے کے باوجود بھی حق قبول نہ کرنا۔(۲)

مذہبی تعصب کی تعریف:

جان سولومن مذہبی تعصب کی تعریف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

"Those ideologies and social processes which discriminate against others on the basis of their putatively different racial membership"(3)

"مذہبی تعصب مختلف گروہوں کو نسلی امتیاز کا نشانہ بناتا ہے، اُن کی تحقیر کرتا ہے یا توہین آمیز سلوک کرتا ہے یا توہین آمیز تبصرہ کرتا ہے"

کیش مور مذہبی تعصب کی تعریف میں لکھتا ہے:

> تعصب اور امتیاز عام طور پر کسی گروہ کے بارے میں عمومی نظریہ یا خاص غیر متبدل قسم پر مبنی ہوتا ہے، اور کسی گروہ کے بارے میں جھوٹی تعمیم کرنا، یا بہت ہی سادہ کیفیت میں جانچنا ہے، جیسے یہ کہنا کہ چھوٹے قد کے لوگ جارح ہوتے ہیں، یا عورتیں کمزور اور منفصل ہوتی ہیں، یہ تقسیم درست نہیں ہے کیونکہ کوئی ایک فرد یا چند افراد ایسے ہوسکتے ہیں، لیکن سب کو ایک لاٹھی سے ہانکنا درست نہیں ہے، اور یہ (Stereotyping) کہلاتا ہے، لیکن اب نسل پرستی کا استعمال زیادہ ہوگیا

---

(۱) المنجد، مکتبہ قدوسیہ اردو بازار، لاہور، ص:۵۶۰(عصب)

(۲) ایضاً

(3) soloman t. theories of race and ethnic relations; Cambridge university press Cambridge. 1986

ہے۔[۱]

بعض ماہرین کے مطابق:

"اسلامو فوبیا مسلمانوں اور عربوں کے خلاف مذہبی تعصب کا نام ہے" مذہبی تعصب زیادہ تر ڈنمارک، جرمنی، ہنگری، سوئزرلینڈ، سویڈن، ایسٹونیا، یونان اور اٹلی میں پایا جاتا ہے۔[۲]

مغربی اور یورپی دُنیا میں مسلمانوں کے لیے 'Others' یعنی دوسروں کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔

یورپ اور مغرب اسلام اور مسلمانوں کو دُشمن کے طور پر پہلے ہی پیش کرتے آرہے ہیں، قرونِ وسطیٰ سے مسلمانوں کو مغرب میں غیروں کے طور پر دیکھا گیا ہے۔

بالخصوص ترقی، قوم، فرد اور سکولرائزیشن کی بنیاد پر مغرب ایک مستقل میلان طبع کی نشاندہی کرتا ہے، جس کے زیر اثر اسلام کو غیر مہذب رویے سے جوڑا جاتا ہے، اور مسلمانوں کی اقدار و شناخت کو لاحق خطرے کی شکل میں داخلی دُشمن کے طور پر دیکھا جاتا ہے، اس کے ساتھ مغربی تہذیب کے ساتھ برسرِپیکار خارجی دُشمن بھی سمجھا جاتا ہے۔[۳]

مذہبی تعصب دیگر ممالک میں:

مذہبی تعصب بھارت میں:

بھارت میں بھی مسلم مخالف لہر زوروں پر ہے، جہاں آئے روز مسلمان نوجوانوں کو اسلام پسندی کی بنیاد پر گرفتار کر کے ظلم وستم کا نشانہ بنایا جارہا ہے، اس طرح مسلم شناخت کی بنیاد پر مسلمانوں کو بہت سے حادثات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

۲۵ اگست ۲۰۱۵ کو بنگلور میں ایک شاکر نامی لڑکے کو مبینہ طور پر بجرنگ دل کے کارکنوں نے کھمبے سے باندھ کر بے رحمی سے پیٹا اور اس کے کپڑے تار تار کردیئے، اسی طرح سے مئی ۲۰۱۵ کو ممبئی میں ایم بی اے گریجویٹ ذیشان کو ایک کمپنی نے یہ کہہ کر نوکری سے فارغ کر دیا کہ "ہم صرف غیر مسلم امیدواروں کو ملازمت پر رکھتے ہیں"[۴]

راشٹریہ سوامی سیوک سنگھ (آر ایس ایس)، بجرنگ دل، بی جے پی، اور دیگر بھگوا زعفرانی تنظیموں اور تحریکوں

---

(۱) اسلام اور نسلی امتیاز، ڈاکٹر خالد علوی، دعوٰی اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، پوسٹ بکس ۱۴۸۵ اسلام آباد، خیر ان خٹک، ۲۰۰۶، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی پریس اسلام آباد۔

(۲) نیوز ویک ۱۵ مئی ۲۰۱۵ء

(۳) نیوز ویک ۱۵ مئی ۲۰۱۵ء

(4) www.commongroundnews.org retrivd on 10-12-2018, 10:30 PM

کے قائدین اور سیاسی زعماء کے زہر آلود نظریات اور بیانات سے بھارت میں ہر مسلمان پریشان ہے۔

زعفرانی تحریکات ہندو اکثریت کو بار بار اس چیز کی طرف توجہ دلاتی ہے کہ:

"مسلمان بھارت میں اپنی آبادی میں اضافے کے ذریعے اسے مسلم ملک بنانے کی سازش میں لگے ہوئے ہیں اور چند برسوں میں بھارت ایک مسلم ملک بن جائے گا"۔ اب اس سلسلے میں اب کھلے بندوں کو یہ پیغام دیا جارہا ہے کہ بھارت میں اقلیتیں کسی بھی جائز مطالبے کی حقدار نہیں رہیں۔ (۱)

۱۳ تا ۲۹ اکتوبر ۲۰۱۵ کو آر ایس ایس کے قومی سطح کے اجلاس نئی دہلی میں جس مسئلے کو مرکزی حیثیت دی گئی وہ مسلمانوں کی ملک میں بڑھتی ہوئی آبادی تھی، اجلاس کے اختتام پر ایک قرارداد میں دو باتوں کا اظہار کیا گیا ایک یہ کہ: "بھارتی مذاہب ہندو مت، بدھ مت اور جین مت کے ماننے والوں میں کافی حد تک کمی واقع ہوئی ہے" دوسری یہ کہ: "مسلمانوں کی آبادی میں بے حد اضافہ ہورہا ہے" اور آخر میں یہ پیغام دیا گیا کہ: "اسلام اور مسلمان بیرونی مذہب ہیں کیونکہ یہ بھارت ماتا کو نہیں مانتے" (۲)

فرانس میں نسلی تعصب:

فرانس میں مسلمانوں کے ساتھ نسلی تعصب اپنی انتہا کو پہنچ چکا ہے۔

چار مسلمان طالبات کا اخراج نقاب اوڑھنے کی وجہ سے:

نتوا (فرانس) چار مسلمان طالبات کو روایتی نقاب اوڑھنے پر فرانس کے سکول سے نکال دیا گیا ہے، نکالی جانے والی طالبات میں دو بہنیں مراکش کی تھیں، جنکا نام اور عمر یہ ہے، گیارہ سالہ فاطمہ اور تیرہ سالہ فوزیہ، اور ترکی نژاد چودہ سالہ عائشہ اور فاطمہ ہیں، ۵ نومبر سے اُنہیں عارضی طور پر سکول آنے سے روکا گیا تھا، اب انہیں سکول سے مکمل طور پر خارج کر دیا گیا ہے، وکلاء نے کہا کہ "وہ فیصلہ کے خلاف احتجاج کریں گے" (۳)

پیرس میں نسلی تعصب:

پیرس کے ایک سرکاری سکول سے ۸ مسلمان بچیوں کو سکارف اوڑھنے کے جرم میں نکال دیا گیا، کیونکہ فرانسیسی حکومت نے ستمبر میں سکارف کو مذہبی نشان قرار دے کر اس پر پابندی لگا دی تھی، اسی اثنا میں فرانسیسی حکومت نے

(۱) اسلاموفوبیا: محرکات، اثرات اور تدارک، عرفان وحید ماہنامہ، رفیق منزل، دہلی اکتوبر ۲۰۱۵، ص: ۲۳

(۲) ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، ۲۰۱۶، ص: ۸۵

(۳) ناظم الدین فاروقی، مسلمانوں کی آبادی میں اضافے کی حقیقت، سہ روزہ دعوت نئی دہلی، ۱۰ ااکتوبر ۲۰۱۵ء

مسلمان بچیوں کو سکارف کی بجائے "ہیر بنیڈ" استعمال کرنے کے معاہدے پر دستخط کیے ہیں، اور بعد انہیں سکولوں میں آنے کی اجازت دی گئی، لیکن خارج ہونے والی آٹھ بچیوں نے سر پر سکارف نہ اوڑھنے کے حکم کو ماننے سے انکار کر دیا جس پر اُنہیں سکول سے نکال دیا گیا۔ (۱)

فرانس کے نانسی شہر کی سول کورٹ نے حکومتِ فرانس کو حکم دیا" کہ مراکشی مہاجر مسلم طلبہ سلوی آیت احمد کو جسے سر پر دوپٹہ ڈالنے کی وجہ سے امتحان میں بیٹھنے سے روک دیا گیا تھا دس ہزار ڈالر جرمانہ ادا کرے۔ (۲)

فرانس سے ملنے والے اطلاعات کے مطابق فرانس کی حکومت نے امیگریشن کے نئے قوانین نافذ کیے ہیں اور اُن کا مقصد فرانسیسی معاشرے پر اسلام کے بڑھتے ہوئے اثرات کو ختم کرنا ہے۔ فرانسیسی حکومت ایسے اقدامات کر رہی ہے کہ مسلمان فرانس میں رہنے کے بجائے وہاں سے ہجرت کریں۔ نئے امیگریشن قوانین اسی سلسلہ کی کڑی ہیں۔ امیگریشن کیلئے مسلمان خواتین سے ایسی تصاویر طلب کی جا رہی ہیں جن سے نہ صرف اُن کا چہرہ، بلکہ جسم کے دوسرے حصے بھی نمایاں ہوں۔ جبکہ ازدواجی تعلقات سے متعلق سوالنامے بھی پُر کروائے جا رہے ہیں۔ (۳)

امریکہ میں نسلی تعصب:

گزشتہ برسوں سے مغربی ممالک اور خاص طور پر امریکہ میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف زبردست مہم چلائی جا رہی ہے۔ مسلمانوں کے خلاف تشدد آمیز کاروائیاں عروج پر چلی گئی ہیں۔ ان پر تشدد کاروائیوں کی بنیادی وجہ ذرائع ابلاغ اور فلموں میں مسلمانوں کی مسلسل کردار کشی ہے، ہر ہفتہ ٹی وی کے ایک چینل پر یا کسی دکھائی جانے والی فلم یا شو میں اسلام کا تمسخر اڑایا جاتا ہے، یا پھر مسلمانوں کو بھانڈ یا دہشت گرد قرار دیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ میڈیا پر دہشتگردوں کو پیش کر کے مسلمانوں کے خلاف لوگوں کے جذبات کو بھڑکایا جاتا ہے، اس کے علاوہ اسلام اور مسلمانوں کو امریکہ کی سلامتی اور قومی مفادات کیلئے ایک بہت بڑا خطرہ قرار دیا جاتا ہے، اس کی تازہ مثال ۳ اکتوبر کو پیش کی گئی سی بی ایس "ایوننگ نیوز" کا ایک پروگرام " امریکہ پر ایک نظر ہے" اس پروگرام پر سی بی ایس کے ایک نامہ نگار انتھونی میسن کی ایک رپورٹ پیش کی گئی۔ جس میں اسلامی تنظیموں اور مسلمانوں کی توہین کی گئی، اس پر دہشت گردی کی حمایت کرنے کا الزام لگایا۔ جبکہ نامہ نگار نے اس ثبوت کی حمایت میں کوئی ثبوت پیش نہیں کیا۔

---

(۱) ماہنامہ "المذاہب" لاہور اکتوبر ۱۹۹۵

(۲) "نوائے وقت" یکم دسمبر ۱۹۹۴ء

(۳) ماہنامہ "الشریعہ" گوجرانوالہ دسمبر ۱۹۹۵ء

انتھونی میسن نے اپنی رپورٹ میں یہ الزام لگایا کہ مسلمان جو فنڈ اکھٹا کرتے ہیں فلاحی کاموں کیلئے وہ فلسطین میں حماس کی فوجی کاروائیوں کیلئے استعمال کیا جاتا ہے، اس طرح مسلمانوں کے خلاف جذبات کو ہوا دی گئی۔

یہ تمام الزامات اسرائیلی انٹیلی جنس کے خام خیالی پر مبنی ہیں۔ کیونکہ ان الزامات کے سلسلے میں کسی بھی مسلم تنظیم کے ذمہ داروں کا انٹرویو نہیں لیا گیا، اس جانبدارانہ اشتعال انگیز رپورٹ کا مقصد یہ ہے کہ امریکہ کی شمالی ٹیکساس کی اسلامی ایسو یشن کی مسجد کو دہشت گردی کی سرگرمیوں کا مرکز قرار دے کر مسجد کو وہاں سے ختم کرنا مقصد تھا۔[۱]

امریکہ کے ایک با اثر اخبار "نیویارک ٹائمز" نے اپنی ایک اشاعت کے پہلے صفحے پر ہیڈ لائن سٹوری میں مسلمانوں کے خلاف امریکیوں کے انتقامی جرائم کا تذکرہ کیا ہے۔ خبر میں کہا گیا ہے کہ اوکلاہوبم دھماکے کے بعد مسلمانوں کی کم از کم پانچ مساجد کو جلایا گیا۔[۲]

یوما کی مسجد کو نذر آتش کرنا:

یوما کی مسجد جو تقریباً تین سال سے زیرِ تعمیر تھی، مسلمان اس مسجد کا بڑی شدت سے انتظار کر رہے تھے کیونکہ وہاں وہ اپنے رب کی عبادت کو خوبصورت انداز میں ادا کرتے، اس مسجد کے ساتھ ۳۰۰ مسلمانوں کی آبادی ملحق تھی۔

یکم ستمبر ۱۹۹۴ء کو اطلاع ملی کی یوما کی مسجد کو آگ لگی ہوئی ہے۔ جس کی اطلاع فوراً فائر بر گیڈ کو دی گئی، ۱۱ بج کر ۴۰ منٹ پر آگ بجھانے والی گاڑی پہنچی تب تک آگ کے شعلوں نے مسجد کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا، پوری مسجد چند منٹوں میں جل کر شہید ہو گئی، اسلام دُشمن جنھوں نے پہلے ہی مسلمانوں کی دُشمن اور تعصب کی آگ کو بھڑکایا ہے اپنے اندر اُنھوں نے اس واقعے کا کوئی نوٹس نہیں لیا، افسوسناک پہلو یہ ہے کہ کیلفورنیا کے گورنر اس واقعے کی مذمت پر بالکل خاموش رہے حالانکہ یہ واقعہ ان کے دفتر سے ۵۰ میل پر واقع ہے، انھوں نے مسلمانوں سے ہمدردی کے چند الفاظ نہ کہے۔[۳]

لندن میں نسلی تعصب:

لندن میں ایک مسلمان لڑکا جس کی عمر ۱۵ سال ہے وہ لندن کے جارج گرین سکول میں تعلیم حاصل کر رہا تھا، وہاں سے اس بچے کو صرف اس لیے نکالا کے اُس نے داڑھی کٹوانے سے انکار کیا۔

---

(۱) "بیدار ڈائجسٹ" ستمبر ۱۹۹۵ص:۳۹

(۲) "بیدار ڈائجسٹ" لاہور، اکتوبر ۱۹۹۵ء ص:۳۸

(۳) ہفت روزہ "تکبیر" کراچی، ۱۰ نومبر ۱۹۹۴ء ص:۱۷

بعد ازاں اُس بچے کے والدین نے اور لوگوں نے بہت احتجاج کیا اُن کے احتجاج پر بچے کو دوبارہ کلاس میں تو نہیں آنے دیا لیکن سکول میں داخلہ دے دیا بچے کو اس کے بعد ایک کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا اس پر ظلم و ستم ہوا۔

قابل ذکر امر یہ ہے کہ مذکورہ سکول لندن کے اس علاقے میں ہے، جہاں کی ۵۰ فیصد آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے، مسلم علاقے کے اسکول سے ایک طالب علم کو داڑھی کاٹنے پر مجبور کرنا یقیناً مسلمانوں کے دینی شعائر کی توہین ہے اور اُن کے خلاف ایک نفرت انگیز تعصب پر مبنی رویہ ہے۔ (۱)

بریڈ فورڈ میں تعصب:

نامعلوم شر پسندوں نے بریڈ فورڈ کے قصبہ بائلی میں مسلمانوں کی چالیس سے زائد قبروں کے تقدس کو مجروح کیا، اُن کے کتبے اُتارے، جبکہ بعض قبروں کو نقصان پہنچایا، اس پر وہاں کے مسلمانوں کو غصہ آیا اور اُنھوں نے احتجاج کیا کہ ان لوگوں کو گرفتار کیا جائے، جنہوں نے ہماری قبروں کی بے حرمتی کی۔

ویسٹ پارک شائر پولیس کے مطابق تقریباً ۴ قبروں کو جزوی طور پر نقصان پہنچایا گیا، اس واقعہ پر مسلمانوں کا خیال ہے کہ اس کے پیچھے شر پسندوں اور انتہا پسندوں کا ہاتھ ہے۔ (۲)

مغربی اور یورپی ممالک میں نہ صرف اسلام اور پیغمبرِ اسلام، بلکہ مساجد، اسلامی مرکز، اس نفرت کا نشانہ بن رہے ہیں، بلکہ روزمرہ کاموں، سفر اور دفاتر میں مسلم خواتین کے ساتھ ہتک آمیز سلوک جیسے واقعات بھی بڑھ رہے ہیں۔

۲۰۱۳ء کی رپورٹ کے مطابق ایک ۲۱ سالہ حاملہ خاتون کی مثال پیش کی گئی، جب اس پر حملہ کیا گیا تو اُس وقت وہ حجاب پہنے ہوئی تھی، دو مردوں نے اُس کا سکارف چھین لیا، پھر اس کے بال کٹوائے، اس کے بعد اُس کے پیٹ پر لاتیں ماریں جس کی وجہ سے اُس کا حمل ضائع ہو گیا۔ (۳)

لندن میں ۲۰۱۶ ہی میں ایک شرمناک واقع پیش آیا جس میں ایک با حجاب مسلم لڑکی کو بھری ٹرین میں نسلی تعصب کی بنیاد پر حملے کا نشانہ بنایا گیا۔ (۴)

یورپ میں فرانس وہ ملک ہے جہاں سب سے زیادہ مسلمان ۶۰ لاکھ آباد ہیں، مارین لوپون وہاں مسلمان مخالف

---

(۱) ہفت ورزہ "ختم نبوت" ۷ مئی ۱۹۹۳ء ص: ۲۴

(۲) روزنامہ "جنگ" لاہور، ۲۸ جولائی ۱۹۹۵ء

(۳) جریدہ "نیوزویک" ۱۰ مئی ۲۰۱۵ء

(۴) "ڈیلی گراف" لندن، ۷ ستمبر ۲۰۱۵ء islamophobia in Britain

قدامت پسند جماعت نے فرنٹ نیشل کی سربراہ نے ۲۰۱۰ء میں بیان دیا کہ "جب مسلمان گلیوں اور سڑکوں پر عبادت کرتے ہیں تو مجھے ایسا لگتا ہے کہ نازی جرمن دوبارہ فرانس پر قبضہ کریں گے۔[۱]

وہ حکومت سے حجاب اور مسلم مہاجرین کی آمد پر پابندی کا مسلسل مطالبہ کرتی آرہی ہیں۔

اسلام مخالف یورپی حکمرانوں میں ہالینڈ کا خیر تو یلارس بہت مشہور ہے، اور پارٹی فار فریڈم کا سربراہ بھی ہے، جس کا لائحہ عمل ہے کہ "اب وہ وقت آپہنچا ہے جب یورپی معاشروں کو مسلمانوں سے پاک کر دیا جائے، اور ہمیں چاہیے کہ مسلمانوں پر اپنی سرحدیں بند کر دیں"[۲]

گلیڈ سٹون برطانیہ کا سابق وزیر دفاع اور وزیر خارجہ اور وزیر اعظم برطانیہ نے کہا کہ " قرآن پاک کو مسلمانوں سے ختم کر دو، جب تک یہ قرآن ان کے دل و دماغ میں اور اُن کے سینوں میں محفوظ رہے گا، اُس وقت تک یورپ اسلامی ممالک میں اپنا تسلط قائم نہیں کر سکتا، اگر قائم کرے تو اوہ اُسے برقرار رکھنے میں زیادہ تر کامیاب نہیں ہو سکتا، حتیٰ کہ خود یورپ کا اپنا وجود بھی اسلام کی طرف سے محفوظ یا مامون نہیں رہ سکتا۔"[۳]

سربوں نے جن مسلمان لوگوں کو مارا وہ لوگ جنگی قیدی نہیں تھے، بلکہ شہروں، گھروں اور دیہاتوں سے پکڑے ہوئے سول قیدی تھے، ان مظلوم قیدیوں کو سرب باشندے ہر چیز سے مارتے جو اُن کے پاس موجود تھی، بعض لوگ ان کو چاقوؤں سے قتل کرتے، بعض لوگ قینچیوں سے ان کو قتل کرتے، بعض لوگ ہتھوڑوں سے ان کو قتل کرتے، ان کے اعضاء کاٹ دیے جاتے، بعض رسیوں اور کپڑوں سے گلہ دبا دیتے الغرض جسکے پاس جو بھی چیز تھی اُس سے اُسی کا استعمال کیا یہاں تک کہ وہ لوگ مسلمانوں کو مارنے میں سبقت لینے کے لیے ایک دوسرے سے لڑ پڑے۔[۴]

فرانس اور یورپی عیسائیوں نے مل کر ایک لائحہ عمل بنایا، جس کا مقصد اسلام کو ختم کرنا اور مسلمانوں کو یورپی تسلط میں لانا تھا۔ اس پالیسی ساز کا لائحہ عمل آج بھی محفوظ ہے اس کی شقیں مختصر طور پر یہ ہیں۔

۱) مسلمانوں کے درمیان اختلاف و تفرقہ پیدا کرو

۲) تفرقہ پیدا ہو جائے تو اُسے مزید گہرا کرو۔

---

(۱) ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، نومبر ۲۰۱۴

(۲) سید عاصم محمود، دُنیا، مغرب میں بڑھتا ہوا اسلاموفوبیا، لاہور، ص ۹

(۳) رواداری اور مغرب، محمد صدیق شاہ بخاری، ۲۰۰۰ء C-7، مارتھر سٹریٹ ۹، لوئر مال عقب میاں مارکیٹ، اردو بازار، لاہور، ص: ۲۹۲

(۴) مجلہ "الدعوۃ" اگست ۹۶ء ص: ۵۳

۳) مسلمانوں کے ممالک میں نیک صالح حکمرانوں کے قیام کو ناممکن العمل بناؤ

۴) مسلمانوں کے ممالک میں کرپشن کو ہوا دو انتظامیہ میں رشوت اور اقرباء نوازی کی رسم ڈالو۔

۵) عورتوں کے ذریعہ اہل کاروں کو داغدار کرو

۶) مسلمانوں میں جذبہِ جہاد کو کمزور کرو

۷) عرب ممالک میں پھوٹ ڈالنے کی پالیسی میں عمل کرو(۱)

"لاہور سنڈے ٹائمز کے مطابق عمران کی محبوبہ کرسٹائن بیکر کو جرمنی میں بچوں کے دی پروگرام سے ہٹایا گیا، جرمنوں کا شاید یہ خدشہ ہے کہ سٹائن خود مشرف بہ اسلام ہونے کی وجہ سے اس پروگرام کی وجہ سے پوری نئی نسل کو مسلمان بنا دے گی"(۲)

"مغربی جرمنی میں آباد ہونے والے مسلمانوں کی زیادہ تر تعداد غریب ترکوں کی ہے، جب انھوں نے مختلف شہروں میں مساجد تعمیر کرنے کا آغاز کیا تو انھیں دھمکیاں ملنے لگیں" (۳)

"کولون جرمنی سے شہر ہائیڈل برگ کے نواحی قصبے میں مسلمانوں کی ایک مسجد کو آگ لگا دی گئی، پولیس رپورٹ کے مطابق نامعلوم افراد نے مسجد میں داخل ہونے والے راستے میں آتش گیر مادہ رکھا جس سے آگ بھڑک اُٹھی، آگ سے صرف مالی نقصان ہوا، مسجد جل کر خاکستر ہو گئی، ابھی تک ملزموں کا کوئی پتا نہ چل سکا، زیادہ امکان اس بات کا ہے کہ اس واقعے کے پیچھے سایہ لوگ موجود ہیں"۔ (۴)

جرمن صحافی اور نامہ نگار (دشمن کمیونزم) کی جگہ یعنی (دُشمنِ اسلام) کی تصویر کے نقش و نگار پیش کرنے کو سب سے اہم فریضہ تصور کرتے ہیں، ان کی نظروں میں اسلام ایک جامد اور قدیم مذہب ہے، جس کا آج دُنیا میں کوئی مقام نہیں ہے، مسلمان وحشی ہیں"(۵)

جرمنی کے سروے میں یونیورسٹی کے طالب علموں سے پوچھا گیا کہ "اسلام سے آپ کیا مراد لیتے ہیں" معلوم ہوا کہ جرمن عوام میں اکثریت کے نزدیک یہ جنونیوں اور وحشیوں کا مذہب ہے، توسیع پسندانہ، دقیانوسی، جنونی انقلاب

---

(۱) "قومی ڈائجسٹ" فروری ۱۹۹۵ء ص: ۸۲

(۲) "روزنامہ پاکستان" لاہور ۱۴ جون ۱۹۹۵

(۳) "اردو ڈائجسٹ" مئی ۹۴ء، ص: ۵۳

(۴) "نوائے وقت" یکم مارچ ۱۹۹۶ء

(۵) اسلام میں مذہبی رواداری، سید صباح الدین، عبدالرحمن دارالمصنفین، شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ (یوپی)، س ن، ص ۴۳

اور ظالمانہ ہے، تشدد اور عوام رواداری کا پرچار کرتا ہے، خواتین سے امتیازی سلوک کرتا ہے۔[1]

مسلمانوں کے ساتھ تعصّب کی مثالیں:

لندن (مانیٹرنگ ڈیسک) بدترین مذہبی تعصب اور امتیازی سلوک سے پریشان یورپی مسلمان توقع کر رہے تھے کہ یورپ کی اعلیٰ ترین عدالتوں میں ان کو انصاف ملے گا، لیکن آپ اس بات کو جان کر حیران رہ جائیں گے کہ خود کو اعلیٰ ترین انصاف کا چیمپئن قرار دینے والا یورپ ملک جس کی عدالتوں نے ہی انصاف کا خوں کر دیا۔

یورپی عدالت نے سکارف پہننے پر دو مسلم خواتین جو ملازمت سے برخاست کی گئی تھیں اُن کی درخواست رد کرتے ہوئے کمپنیوں کو کھلی چھٹی دے دی کہ وہ حجاب پر پابندی عائد کر سکتی ہیں۔ اور حجاب پہننے والی خواتین کو ملازمت سے نکال سکتی ہیں۔ واضح رہے کہ یورپ میں رہنے والی صرف مسلمان عورتیں ہی حجاب نہیں پہنتی بلکہ دیگر مذاہب کے ماننے والے بھی اپنے مذہبی لباس پر اصرار کرتے ہیں۔ عدالتی فیصلے کے مطابق نہ صرف حجاب پر پابندی عائد کی جاسکتی ہے بلکہ سکھوں کی پگڑی، اور یہودیوں کی مخصوص طرز کی ٹوپی پر بھی پابندی عائد کی جاسکتی ہے۔ اگرچہ قانون کی حد تک یہ پابندی تمام مذاہب کے لیے ہے مگر تاریخ شاہد ہے کہ اہل مغرب کو دیگر کسی مذہب کی علامت سے کوئی اختلاف نہیں مگر صرف حجاب ہی ہے جو ان کے دلوں میں کانٹا بن کر کھٹکتا ہے۔[2]

ترک صدر رجب طیب اردگان نے "واشنگٹن کے قریب" عثمانیہ مساجد کی طرز پر تعمیر کیے گئے ایک اسلامک سینٹر کا افتتاح کیا ہے۔ ترک صدر نے ہفتے کے روز واشنگٹن کے قریب ۱۱ کروڑ کی لاگت سے تعمیر کی گئی مسجد اور اسلامک سینٹر کا افتتاحکرتے ہوئے فرمایا کہ: "مسلمان تعصب کا شکار ہیں، بدقسمتی سے ہم مسلمان دُنیا میں تعصب کی مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں، مسلمانوں کے خلاف تعصب میں اضافہ ہو رہا ہے"[3]

واشنگٹن (اے پی پی) صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے برسرِ اقتدار آنے کے بعد امریکہ میں مسلمانوں کے خلاف تعصب پر مبنی جرائم میں ایک ہزار فیصد تک اضافہ ہو گیا۔ امریکہ میں مقیم مسلمانوں کی تنظیم کونسل آن امریکن ریلیشنز کی طرف سے جاری رپورٹ کے مطابق امریکہ بھر سے جمع کئے گئے اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۲۰۱۷ کے پہلے ۳ماہ کے دوران سرکاری اداروں کے اہلکاروں کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف درج کرائے گئے مقدمات میں ۲۳ فیصد اضافہ

---

(۱) ایضاً

(۲) روزنامہ پاکستان چیف ایڈیٹر: مجیب الرحمٰن شامی، ۱۵مارچ ۲۰۱۷ (۱۲-۱۹)

(۳) سماجی میڈیا، اپریل ۲۰۱٦،۳(اردگان/samajimedia.com/2016/04/03)

ہوا، رپورٹ کے مطابق جنوری تا مارچ ۲۰۱۷ ایسے مقدمات کی تعداد ۱۹۳ رہی گزشتہ سال اس مدت کے دوران جب بارک اوباما صدر تھے یہ تعداد محض ۷ اریکارڈ کی گئی۔ (۱)

اسلام آباد (مانیٹرنگ ڈیسک) پنش اے مسلم ڈے، یعنی مسلمانوں کو سزا دینے کا دن، یہ پوسٹ گزشتہ دنوں سوشل میڈیا پر وائرل ہوئی، اس پوسٹ کے مطابق ۳ اپریل ۲۰۱۸ء کو یہ دن منایا گیا، یہ پمفلٹ برطانیہ جیسے ترقی یافتہ ملک میں تقسیم کیے گئے ہیں جس سے وہاں آباد مسلمانوں میں خوف وہراس پایا جاتا ہے، اس میں لکھا گیا ہے کہ "اگر آپ کسی مسلمان کو گالی دیں گے تو ۱۰ پوائنٹ ملیں گے، اور اگر کسی مسلمان خاتون کا اسکارف اُتاریں گے تو آپ کو ۲۰ پوائنٹ ملیں گے، اگر کسی مسلمان کے چہرے پر تیزاب ڈالیں گے تو آپ کو ۵۰ پوائنٹ ملیں گے، اور اگر کسی مسلمان کو اذیت دے کر زخمی کریں گے تو آپ کو ۱۰۰ پوائنٹ ملیں گے، اگر کسی مسلمان کو الیکٹرک شارٹ یا کسی راڈ وغیرہ سے ماریں گے تو آپ کو ۲۵۰ پوائنٹ ملیں گے، اگر آپ کسی مسلمان کو بندوق یا چھری وغیرہ یا کسی اور طریقہ سے قتل کریں گے تو آپ کو ۵۰۰ پوائنٹ دیئے جائیں گے، اور اگر آپ مسلمانوں کی عبادت گاہ مسجد کو آگ لگائیں گے یا کسی بم سے سے اُڑائیں گے تو آپ کو ۱۰۰۰ پوائنٹ ملے گا، ایک انتہائی شرمناک بات کے خدانخواستہ اگر کوئی خدا کے گھر مکہ کو نقصان پہنچائے گا تو اس کو ۲۵۰۰ پوائنٹ ملیں گے۔ (۲)

آپ ان واقعات سے خود اندازہ کر لیں کہ تعصب ان واقعات کے مشاہدے کے بعد اور کیا تعصب ہو گا۔ آئے روز مسلمانوں کو گالی، تنگ نظری سے دیکھا جاتا ہے، اُن کے خلاف طرح طرح کی سازشیں کی جاتی ہیں یہ صرف اور صرف اسلام دُشمنی ہے۔

شدت پسندی اور تعصب کے واقعات مغرب میں

عباس مرزا مسجد:

ارمینیہ میں ایک مسجد جسکی تعمیر انیسویں صدی کے آغاز میں کی گئی تھی دورانِ تسلط روس نے ارمینیہ میں واقع یروان میں عباس مرزا مسجد کو اسلحہ خانہ کے طور پر استعمال کیا گیا اور اُس کے بعد روسی فوج نے اس کو رہائش گاہ کے طور پر استعمال کر دیا۔ (۳)

---

(۱) روزنامہ نوائے وقت، ۲۷ اپریل ۲۰۱۷ء

(۲) روزنامہ پاکستان، نوائے وقت، چیف ایڈیٹر مجیب الرحمٰن شامی، ۲۰ مارچ ۲۰۱۸ء

(3) https://www.revolvy.com/page/Abbas-Mirza-Mosque%2C-Yerevan

اکبر آبادی مسجد:

اکبر آبادی مسجد جو شاہ جہاں کی زوجہ نے تیار کروائی تھی، ۱۶۵۰ء میں جب کہ انگریزوں نے اسکو ۱۸۵۷ء میں مسمار کر دیا تھا، اس مسجد کی تعمیر میں دو سال لگے تھے۔(۱)

Arhudita Mosque:

1594ء میں یہ مسجد بوسنیا آرزو گینیا میں تعمیر کی گئی تھی جس کو ۷ مئی ۱۹۹۳ء کو سرب فوجوں نے دھماکہ کر کے شہید کر دیا۔(۲)

بابری مسجد:

انڈیا فیض آباد ضلع میں بابری مسجد کی تعمیر ۲۹-۱۵۲۸ میں انڈیا کے حکمران بابر کے حکم پر کی گئی تھی، اسی کے نام پر بابری مسجد رکھا گیا، اس مسجد پر ۱۹ویں صدی میں ہندو مسلمان تصادم ہونا شروع ہوئے اور یوں ۶ دسمبر ۱۹۹۲ء کو ہندوؤں کی انتہا پسند تنظیموں نے بابری مسجد کو شہید کر دیا جس سے انڈیا میں فسادات شروع ہو گئے اور ایک اندازے کے مطابق اس معاملے پر ۲۰۰۰ افراد لقمہ اجل بن گئے۔(۳)

خلاصہ بحث و تجزیہ:

گزشتہ بحث سے معلوم ہوا کہ اسلام مخالف لوگ جتنی نفرت دینِ اسلام سے کر رہے ہیں اتنی کسی اور مذہب سے نہیں کی جاتی۔ اسلام مخالف ہر وقت دینِ اسلام کو جڑ سے ختم کرنے کی کوشش میں دن رات اپنے اسی کام میں لگے ہوئے ہیں۔ جسکی وجہ سے وہ مسلمانوں کو اذیت دے کر بس اُن کو اسلام سے دور کر رہے ہیں کہ وہ دینِ اسلام کو چھوڑ دیں اور باقی جو لوگ اسلام سے متاثر ہو کر دائرۂ اسلام میں داخل ہونا چاہتے ہیں وہ دینِ اسلام میں داخل نہ ہوں۔

اُن کا اسلام اور مسلمانوں پر الزام تراشی کرنا، مسلمانوں کی بے عزتی کرنا، اسلام کی توہین کرنا، ان کے دل اور آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتا ہے، مگر باوجود اس کے وہ جتنا بھی تعصب اسلام اور مسلمانوں سے کرتے ہیں اتنا ہی لوگ زیادہ مسلمان ہوتے جا رہے ہیں۔

---

(1) https://timesofindia.indiatimes.com/topic/Akbarabadi-mosque
(2) https://www.theguardian.com/world/2019/aug/11/norway-mosque-attack-suspect-may-have-been-inspired-by-christchurch-and-el-paso-shootings
(3) https://www.indiatoday.in/india/story/babri-masjid-litigant-iqbal-ansari-attacked-in-his-house-1595026-2019-09-03

فصل دوم

دہشت گردی کا فروغ

دہشت گردی کا فروغ

تمہید:

ہر طرف خون کی لہریں بہہ رہی ہیں، شہر شہر بم دھماکے ہو رہے ہیں، ملک جل رہا ہے، نہ مساجد محفوظ، نہ ہی مدارس، اور نہ ہی ہمارے مسلمان بھائی، نہ بازار، نہ ہوٹل، اور نہ ہی عبادت گاہوں کا تحفظ ہے، اور نہ ہی دیگر مقامات کو۔ یہاں تک کہ اگر ایک انسان نماز کیلیئے جاتا ہے تو واپس نہیں آتا، ملازمت پر جانے والا ہمارا بھائی شام کو گھر نہیں لوٹتا، چوک میں چلنے والا اور گاڑی میں سفر کرنے والا خوف میں ڈوبا ہوا یہ سوچتا ہے کہ سفر آخرت کی جانب جارہا ہے۔ یہ جو کچھ ہو رہا ہے کیا درست ہے؟ اگر غور کیا جائے تو یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ وہ لوگ جو ہمیں امن و سلامتی کو تباہ کرنے کا الزام دیتے ہیں، جب اُن لوگوں کو دیکھا جائے تو وہی لوگ سب سے زیادہ دہشت گردی کو فروغ دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ستم بالائے ستم یہ ہے کہ ہمیں مارا بھی جارہا ہے اور ہمیں الزام بھی دیا جاتا ہے کہ، سب سے زیادہ دہشت گرد مسلمان ہیں۔ لیکن جب مطالعہ کیا جاتا ہے تو روز روشن کی طرح یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ امن کے خیر خواہ سفید فام لوگ ہی زیادہ اسلام دُشمن ہیں، اور وُہی دہشت گردی کو فروغ دے رہے ہیں۔

دہشت گردی کا فروغ

دہشت گردی کی لغوی اور اصطلاحی تعریف:

لغوی تعریف:

دہشت گردی فارسی زبان کا لفظ ہے، جو لفظ "دہشت" سے نکلا ہے، جس کا معنی خوف و ہراس پھیلانا ہے، اس کا فاعل دہشت گرد کہلاتا ہے اور یہ لفظ اردو زبان میں بھی ان ہی معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ (۱)

عربی زبان میں اس کے لیے "الرھبۃ" "الرھبی" اور "الرھبا" کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں جن میں ڈر اور خوف کی معنی پائے جاتے ہیں، اسطرح "ارھاب" کے معنی دہشت و خوف اور عربی لفظ "ارھابی" کی معنی دہشت گرد کے ہیں۔ (۲)

المنجد میں دہشت گردی کی تعریف یوں لکھی گئی ہے:

"من یلجاء الی الارھاب لاقامۃ السلطه" (۳)

"جو بالادستی قائم کرنے کیلئے دہشت کا سہارا لیتا ہے"

اسطرح قرآن مجید میں رھبہ، رھب اور رعب کے الفاظ کئی جگہ پر استعمال ہوتے ہیں۔

سورۃ الحشر میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے

﴿لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ﴾ (۴)

"ان منافقوں کے دلوں میں اللہ کے خوف سے زیادہ تمہاری دہشت ہے، یہ اس لیے کہ وہ سوج بوجھ نہیں رکھتے"۔

---

(۱) فیروز الغات، مادہ دہشت ص:۲۰۱، لاہور فیروز سنز، س ن، ص ۳۱۶

(۲) المنجد لویس معلوف، مترجم ابوالفضل ابوالحفیظ بلیلاوی، مادہ (رھب) مکتبہ قدوسیہ، اردو بازار لاہور، خزینۃ الادب، ۲۰۰۹ء، ص ۶۲۶

(۳) المنجد، لوئس معلوف، ص:۶۲۶

(۴) سورۃ الحشر: ۱۳

انگریزی زبان میں خوف اور دہشت کیلئے Terror کا لفظ استعمال کی جاتا ہے، اور جبکہ اس کا فاعل Terrorist کہلاتا ہے، دہشت پھیلانے یا خوفزدہ کرنے کا عمل Terrorism یعنی دہشت گردی کہلاتا ہے۔[1]

اصطلاحی تعریف:

دورِ حاضر میں عالمی سیاسی حالات میں کی جانے والی دہشت گردی کی اصطلاح نوزائیدہ ہے اور اس کی کوئی ایک متفقہ تعریف متعین نہیں، اس کے متفقہ تعین میں جو مشکلات درپیش ہیں ان پر روشنی ڈالتے ہوئے لبنانی مفکر اور سابق سفارتکار ڈاکٹر سمیع زیدان بیان کرتے ہیں۔

"There is no general consensus on the definition of terrorism, the difficulty of defining lies in the risk of it entails of taking position , the political value of the term currently prevail over its legal one. Lefts to its political meaning, terrorism easily falls prey to change that suits the invest of particular stats of particular trims. The Taliban and Osama bin Laden were once called freedom fighters and backed by CIA. Now they are on top of the international terrorist list. Today united nation views pales tininess as freedom fighters, yet Israel regards them as Terrorists" [2]

ڈاکٹر سمیع زیدان کی یہ رائے آج کے معروضی حالات کی بڑی ترجمانی کرتی ہے کہ آج کا حریت پسند بعض اوقات کل کا دہشت گرد بن جاتا ہے اور کبھی ایک قوم کا محب وطن شہری دوسری قوم کی نظر میں دہشت گرد کہلاتا ہے، اور یہی سیاسی وجوہات دہشت گردی کی متفقہ قانونی تعریف کے تعین کی راہ میں بڑی رکاوٹ ہیں، بہر حال دورِ حاضر میں دہشت گردی اصطلاح کا سہرا اہل مغرب کے سر جاتا ہے۔

انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا میں دہشت گردی کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے :

"Terrorism, the systematic use of terror or unpredictable violence against Government, Public or Individuals to attain Political objectives" [3]

"دہشت گردی کی سیاسی مقصد کے حصول کیلئے حکومت، عوام یا کسی فرد کے خلاف باقاعدہ و منظم طور پر خوف و ہراس پھیلانا یا ناقابلِ تصدیق تشدد کے استعمال کا نام ہے"

اقوامِ متحدہ نے دہشت گردی کی تعریف یہ کی ہے:

"کسی مخصوص فرد، افراد یا گروہ کی جانب سے سیاسی مقصد کے تحت کیے جانے والے مجرمانہ افعال جو عام لوگوں کو دہشت

---

(1) Webster's new world college Dictionary, Third Edition, Word "Terror" Page 1382, Boston Houghton, Mifflin Harcourt Publishing Company 2005.
(2) The world book of Britannica, 15th Ed, P521, Benton Foundation Encyclopedia Britannica Inc. May 2010
(3) www.wikipedia.org, word history of terrorism

زدہ کرنے کا باعث بنیں وہ دہشت گردی ہے، چاہے اس کے جائز ہونے میں کوئی سیاسی، فلسفیانہ، نظریاتی، نسلی، گروہی، مذہبی یا کسی بھی قسم کا فلسفہ کار فرما ہونا جائز ہے"[(۱)]

جن دہشت گرد اور یہودی تنظیموں نے مسلمانوں اور اسلام کے خلاف فساد، انارکی، دہشت گردی اور ظلم کا بازار گرم کر دیا

ان میں درج ذیل تنظیمیں یہ ہیں

۱۔ ارگوان روائے لیوی تنظیم

۲۔ جیوش ڈیفنس لیگ (جے۔ڈی۔ایل) تنظیم

۳۔ کاچ تنظیم

۴ کاہانی چائی تنظیم

۵۔ ایل ایچ آئی تنظیم

۱۔ ارگوان روائے لیوی تنظیم:

دہشت گردی کے فروغ میں ایک تنظیم "ارگوان روائے لیوی" بھی ہے اس کے بانی کا نام ارگوان تھا جو پولینڈ میں پیدا ہوا، اپنے والدین کے ساتھ ہجرت کر کے وہ ۱۸۹۱ء میں امریکہ آگیا تھا، نیویارک میں چار سال کا عرصہ گزارنے کے بعد جارجیا میں جابسا، ۱۹۱۷ء میں اس نے مذکورہ تنظیم کی بنیاد رکھی، جارجیا کی اکثریت یہودیوں پر مشتمل تھی، امریکہ کی سرزمین سے نکل کر اس تنظیم نے مسلمانوں کو اپنی دہشت گردیوں کا نشانہ بنایا۔

ارگوان بذاتِ خود عراق گیا اور وہاں اس نے ایک جعلی مسلمان (اسحاق موصلی) کے نام سے زندگی گزارنے لگا، وہ تیرہ سال وہاں مقیم رہا اور اس کے فدائیوں نے اس دورانیہ میں درجنوں اہم اور معصوم مسلمان لیڈروں کو جو اسرائیل کے قیام کے خلاف بروئے کار تھے قتل کر دیا، ۱۹۴۳ء میں یہ بے نقاب ہوا اور اسی سال مارا گیا، ارگون کے اہم ترین چیلوں میں مناحم بیگن بھی شامل تھا جس کو مسلم دُشمنی کے پس منظر میں عالم اسلام کی طرف سے "یہودیوں کا قصاب" کا خطاب دیا، مناحم بیگن بعد میں اسرائیل کا وزیر اعظم بنا، اس کی وزارتِ عظمیٰ کے دوران مسلمانوں پر اپنے ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھائے گئے جن کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔

ہلاکو اور چنگیز خان کی ہلاکتیں اس کے آگے ماند پڑ گئیں ہیں، اسکی وزارتِ عظمیٰ کے دوران "صابرہ اور

(1) Sami Zaidan, Dr. Desperately seeking definition, vol 36, p 492, cornel International law journal 2001.

شیطلہ "[1] کیمپوں کی گھناؤنی مثالیں دُنیا کے سامنے آئیں۔ مگر عالم یورپ نے اس کے ان ظلم و ستم پر پردہ ڈال کر اس کو امن کا نوبل انعام بھی دیا۔

۱۹۴۸ء کی جنگ کے دوران جب اسرائیل پہلی مرتبہ عرب ممالک کے خلاف ایک جارح ملک کے شکل میں سامنے آیا تو ارگون کی تنظیم "ارگون زوائے لیوی" کے وابستگان کی اکثریت نے مرکزی کردار ادا کیا، آج اسرائیل کی دائیں بازوں کی تنظیمیں (جنھیں عرف عام میں دہشتگرد کہا جاتا ہے) کے اکثر سینئر افراد ماضی میں اسی ارگون کی تنظیم کے رکن رہے ہیں۔[2]

جیوش ڈیفنس لیگ (جے۔ڈی۔ایل) تنظیم:

اسرائیل کی مخالفت کرنے والوں کو صفحہ ہستی سے مٹاع دینے کی شدید خواہش رکھنے والا ایک "ربی کاہانی مائر" کا نام ہے۔

"ربی کاہانی" کٹر یہودی خاندان ہے، جو سونے کا کاروبار کرتا ہے، نیویارک میں پیدا ہوا، اور مشرقِ وسطیٰ کے مسلمانوں کا شدید دُشمن تھا، اسکا منشور تھا اسلام اور مسلمانوں کو دُنیا سے منفی کر دیا جائے، اس ربی کاہانی کو امریکہ اور نیویارک میں یہودیوں کا مذہبی سکالر جانا جاتا تھا۔

اس نے نیویارک کے علاقے میں ایک "جیوش ڈیفنس لیگ" قائم کی۔

شروع شروع میں (جے ڈی ایل) کے جو مقاصد بیان کئے گئے، ان میں ایک نمایاں مقصد یہ ہے کہ امریکہ میں آباد یہودیوں کو ذاتی دفاع کی ٹریننگ دی جائے گی، رفتہ رفتہ جے۔ڈی۔ایل کی چھتری تلے اس کے ارکان نے امریکہ میں آباد مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کر دیا، انہوں نے یہودی کارخانوں اور تجارتی فیکٹریوں سے مسلمان ورکروں کو نکال دیا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ امریکہ میں جے۔ڈی۔ایل نے آباد مسلمانوں کی لیے ایک دہشت اور خوف و ہراس کی شکل اختیار کرلی، اندر خانے سے اسے امریکہ کی سرپرستی بھی حاصل تھی، جب اس کی دہشت گردیاں حد سے تجاوز کر گئیں، تو تب اس کو امریکہ سے نکال دیا گیا۔

جان ہومز اور ٹام برک ایسے غیر جانبدار مغربی محققین کا کہنا ہے امریکی حکومت نے جے۔ڈی۔ایل کے وہ کیمپ ڈھونڈ لیے

---

(۱) صابرہ اور شیطلہ امریکہ میں جگھیں ہیں۔ ۱۹۴۳ میں جرمنوں اور امریکہ میں جنگ لڑی گئی، ۱۴ فروری ۱۹۴۳ کو جرمنوں نے ان کو ٹینکوں کی برمار کر کے امریکہ کے ہاتھوں سے ان کیمپوں لے لیا۔

https://hassannisar.pk/special-story/tareekhiwaqiat-26967.html

(۲) رواداری اور مغرب، محمد صدیق شاہ بخاری ص:۹۸-۹۹

تھے جہاں نوجوان یہودیوں کو دہشتگردی اور قتل وغارت گری کی تربیت دی جاتی تھی، مگر اس خبر کو دانستہ ہوا تک نہ لگنے دی۔ [1]

کاچ تنظیم:

کاچ تنظیم کی بنیاد ۱۹۷۰ء میں رکھی گئی، اسرائیل کے دارالحکومت میں اس کا اولین مقصد یہ تھا کہ جہاں اسرائیل میں بچے کھچے فلسطینی رہ گئے تھے اُن کو نکالنا قوتِ زور پر "کاہانی مائر" ایک شعلہ بیان مقرر بھی تھا، اس نے اپنی زہر فشاں تقریروں کی بدولت اسرائیلی انتہا پسند نوجوانوں میں مسلمانوں کے خلاف ایک آگ سی لگادی، چنانچہ اسرائیل کے اندر اس کے نوجوانوں نے فلسطینی گھرانوں غزہ کی پٹی پر آباد غریب مسلمانوں کے اندر دہشت گردیاں شروع کر دیں، اس کو ایک سو بارہ دفعہ جیل میں ڈالا گیا مگر پھر بھی وہ باز نہ آیا۔

۱۹۸۰ء میں یہ اسرائیلی پارلیمنٹ کا رکن منتخب ہوا اب اس نے مسلمانوں پر ظلم و ستم شروع کر دیے، ۱۹۹۰ء مصر کے ایک نوجوان نے جو نیویارک میں کاروں کی ورکشاپ میں کام کرتا تھا، اُس نے کاہانی مائر کو قتل کر دیا۔ [2]

کاہانی چائی تنظیم:

کاہانی مائر کے قتل کے بعد اسکے بڑے بیٹے "بنیامن" نے ایک جماعت کی بنیاد رکھی جس کا نام "کاہانی چائی" ہے، جو اپنے باپ سے بھی دو ہاتھ آگے تھا، باپ کے ان گنت مریدین اس کے گرد جمع ہوئے اور انھوں نے مسلمانوں کے خلاف مہم کو گرم کرنا شروع کیا یہ سارے لہگ بنیامن کے پاس جمع ہو کر مسلمانوں کے خلاف درس لیتے تھے۔ ان نوجوانوں میں ایک نوجوان "گولڈ سٹائن" بھی تھا، وہ بروکلین کے ایک علاقے میں اپنے آرتھوڈیکس یہودی والدین کے ساتھ رہائش پذیر تھا، اس نے نیویارک کے مہنگے کالج سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی، ڈاکٹر بننے کے بعد نیویارک سے تل ابیب منتقل ہو گیا، اور اپنے لیڈر کاہانی کے کہنے کے مطابق مسلمانوں کے خلاف اپنے دل میں نفرت پالتا رہا۔

1994ء کو وسط میں مسلمانوں کے خلاف یہ نفرت ابل پڑی اور یہ سنگدل اور دہشت گرد یہودی مسجد الخلیل (بیروت) میں نماز ادا کرتے ہوئے مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے اس نے ایک جدید ترین بندوق سے اللہ کے حضور جھکنے والوں پر گولیاں برسائیں، اس حملے میں گولڈ سٹائن نے ۲۹ مسلمانوں کو شہید کیا اور ۱۲۵ کو شدید زخمی کر دیا، اس حملے کے بعد اس نے اپنے آپ کو ختم کر دیا، مگر افسوس کہ امریکہ کے کسی اخبار یا میڈیا نے گولڈ سٹائن کو دہشت گرد کے طور پر یاد

---

(۱) رواداری اور مغرب، ص:۱۰۰

(۲) رواداری اور مغرب، ص:۱۰۱

نہ کیا بلکہ اسے "انتہا پسند" ایک نرم اصطلاح سے یاد کیا۔ اس کے بعد بنیامن کو مسلمانوں کے حملے سے بچا کر ایک جگہ محفوظ کر دیا گیا۔ (۱)

ایل۔ایچ۔آئی تنظیم:

دہشت گرد یہودی تنظیموں میں ایک تنظیم ایل۔ایچ۔آئی بھی ہے، اس تنظیم نے اپنے پنجے برطانیہ میں گاڑے ہوئے ہیں، ایل، ایچ، آئی کا پورا نام "لوہامی ہیروت ازرائیل" ہے یہ عبرانی زبان کے الفاظ کا مجموعہ ہے جس کا مطلب ہے کہ اسرائیل کے غیور بیٹے جو طاقت کا استعمال جانتے ہیں، اس کے بانی کا نام ابراہام سٹرن تھا، سٹرن کی نسبت سے اس تنظیم کو "سٹرن جیوش لیگ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اس گینگ نے ۱۹۹۸ء میں عربوں کے خلاف بھرپور حصہ لیا۔ ایل ۔ایچ۔ آئی کے منشور میں لکھا گیا ہے کہ ہمارے اولین دُشمن مسلمان ہیں اور اس کے افراد نے مسلمانوں کو اپنی طاقت میں لپیٹ رکھا تھا۔

امریکہ میں مسجد پر دہشت گردوں کے حملے:

امریکی اور یورپی ذرائع اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بڑے منظم طریقے سے کام کر رہے ہیں، اور مسلمانوں کو صرف اور صرف دہشت گردوں کی علامت ثابت کرنے میں مصروف ہیں، ذرائع ابلاغ کے پروپگنڈہ کے باعث مسلمانوں کی دو مساجد میں حملے کرائے گئے، ان کو آگ لگائی جا چکی ہے، یوماسٹی کیلی فورنیا کی مسجد کو جلا کر راکھ کر دیا، اس میں ۱۰ لاکھ ڈالر خرچ ہوئے تھے، اس واقعے کے دو ماہ بعد مسجد اخوۃ کو آگ لگا دی، مقامی پولیس نے اس ضمن میں کوئی کاروائی نہیں کی۔ (۲)

امریکہ پٹاخہ چلانے اور اللہ اکبر کے نعرے لگانے والے کو دہشت گرد قرار دیتا ہے، اگر دہشت گردی کی تاریخ معلوم کی جائے تو دہشتگردی کے ۹۹ فیصد واقعات کا تعلق امریکہ سے ہے۔

گوئٹہ مالا کے بارے میں ۱۳ مئی کو اخبار میں جو خبر شائع ہوئی ہے اس کے مطابق گوئٹہ مالا کے ایک لاکھ ۱۰ ہزار افراد کے قتل میں امریکی سی آئی اے ملوث تھی، امریکی انتظامیہ کی طرف سے الزامات گوئٹہ مالا کی فوج پر لگائے جا رہے تھے، جب رپورٹ سامنے آئی تو سی۔ آئی۔ آے ملوث پائی گئی۔ (۳)

---

(۱) از محترم تنویر قیصر شاہد صاحب، بحوالہ روزنامہ "نوائے وقت" ۲۴، ۲۳ جنوری ۱۹۹۶ء

(۲) بحوالہ ہفت روزہ "زندگی" لاہور، ۹ فروری ۱۹۹۵ء، ص: ۳۵-۳۶

(۳) "بیدار ڈائجسٹ" لاہور، جون ۱۹۹۵ء ص: ۳۶

امریکہ کی دہشت گرد تنظیمیں:

امریکہ کی انتہا پسند اور بنیاد پرستی کی سات اقسام ہیں۔

1.ARYAN NATOINS:

یہ سفید نسل پرست لوگ ہیں، اور ان کا سرغنہ ایک عیسائی پادری ہے۔

2.SURVIVALIUTS:

یہ لوگ امریکہ کی متوقع اقتصادی اور سیاسی تباہی کے انتظار میں خوارک پانی اور اسلحہ جمع کر رہے ہیں، انھوں نے امریکہ کے جنگلوں میں اپنی کمین گاہیں قائم کر رکھی ہیں۔

3.PATRIOTS :

یہ گروپ امریکہ کی مرکزی حکومت کے خلاف ہے، ان کے خیال میں امریکی حکومت ریاستی، مقامی، اور انفرادی حقوق غصب کر رہی ہے، اس لیے یہ عوام کو حکومت سے مسلح تصادم کیلئے تیار کر رہی ہے۔

4.MALITIAS:

یہ تنظیمیں عوام کو خصوصی ٹریننگ مہیا کر کے حکومت سے ٹکراؤ کیلئے تیار کر رہی ہیں، اس کے پاس اسلحہ کے وسیع ذخائر موجود ہیں، ان کے خیال میں امریکہ دستور خطرے میں موجود ہے، جس کی مسلح حفاظت ضروری ہے۔

5.CHRISTIAN IDENTITY:

یہ تنظیمیں عیسائی مذہب کے نام پر دہشت گردی کو ضروری خیال کرتی ہیں، ان کے نظریات کے مطابق شمالی یورپ کے عیسائی اور اُنکی نسلیں بائبل کے چنیدہ لوگ ہیں، اور یہودی شیطان کی ذریت ہیں اس لیے مغرب کو شیطان اور اُسکی ذریت سے بچانا ضروری ہے۔

6.ROSSE COMITATUS:

ان لوگوں کے خیال میں امریکہ کا اقتصادی نظام یہودیوں کے کنٹرول میں ہے اور اسے آزاد کروانے کیلئے مسلح بغاوت کی ضرورت ہے۔

7.WISE USE:

یہ لوگ "کان کنی" اور "لکڑی کی تجارت" کی کمپنیوں کے غنڈے ہیں، ان کے خیال میں امریکہ کی حکومت نے ان پر ناجائز پابندیاں لگا رکھی ہیں، جس کے تدارک کیلئے دہشت گردی ضروری ہے۔

جہاں تک عوام کا تعلق ہے تو ۶۴ فیصد امریکن عوام ان تنظیموں کے حق میں ہیں، تو لہذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ امریکن عوام کی اکثریت بنیاد پرستی اور دہشت گردی کی حامی ہے، چنانچہ امریکہ کو نمبر ۱ دہشت گرد ملک قرار دینا

چاہیے۔

الجزائر فرانس میں دہشت گردی کے واقعات کا ظہور:

"یکم نومبر ۱۹۹۳ء کو فوج کی بھاری نفری جو کہ ۷ ٹرکوں اور ۲ نیسان گاڑیوں پر آئے تو انھوں نے ایک گاؤں اولادِ موسیٰ کو گھیرے میں لیا، اس میں دو نوجوانوں ریای طاہر اور ریای منور کو باہر نکالا جن کی عمریں ۲۶ سال اور ۲۷ سال تھیں، اور ان کو گاؤں کے وسط میں لے جا کر گولیوں سے چھلنی کیا گیا، ایک اور وحشیانہ کاروائی کے مطابق فوجیوں نے پانچ بچوں کے باپ منصور حجاج کو گھر سے باہر نکال کے گولیوں سے اُڑا دیا"۔

"احمد بن عربیہ جس کی عمر ۵۰ سال تھی جس کے ساتھ یہ واقع پیش آیا۔ وہ بس کے انتظار میں کھڑا تھا، اچانک فوج کی ایک گاڑی وہاں آئی اور اُس کو گرفتار کر لیا، اُس کا واحد جرم یہ تھا کہ اُس نے چہرے پر داڑھی رکھی ہوئی تھی جو اُس کے قتل کا جواز بنی، اُس کی گرفتاری کے تین دن بعد آبادی سے ۵ کلومیٹر دور سے اُس کی نعش ملی، جس پر تشدد کے آثار تھے، اُس کے ناخن اُکھاڑے گئے تھے، اور چہرے کو جھلسایا گیا تھا۔[1]

خلاصہ بحث و تجزیہ:

آج کل جو دہشت گردی کا لیبل مسلمانوں کو لگایا جاتا ہے یہ محض ایک الزام ہے، اسلام دشمنی ہے۔ اسلام امن و سلامتی کا درس جگہ جگہ دیتا ہے تاکہ لوگ خوف وہراس سے محفوظ ہو جائیں مگر دہشت گردی کا سہرا مغرب کے سر جاتا ہے کیونکہ اُن کی مختلف تنظیمیں ایسی ہیں جو دہشت گردی کو فروغ دیتی ہیں اور وہ اپنے آپ کو امن پسند کہلوا کر مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دیتے ہیں۔

اسلام وہ مذہب ہے جس کے اندر ایک پرندے کی حرمت کا بھی خیال رکھا جاتا ہے۔ اسلام ہمیں بار بار بتاتا ہے کہ جس نے ایک انسان کو قتل کیا گویا اُس نے پوری انسانیت کو قتل کیا۔ جس مذہب کے اندر ایک جانور، چیونٹی کو مارنے سے روکا گیا ہے اُس میں انسان کو قتل کرنا بعید از عقل ہے۔ جو اسلامی گروہ جنگی کارروائیوں یا جنگی گروہوں کی شکل میں دنیا میں سامنے آتے ہیں، وہ بنیادی طور پر ظلم و استحصال کے خلاف ردعمل ہوتا ہے جس میں بہت سی غلط فہمیاں بھی شامل ہو جاتی ہیں۔ افہام و تفہیم سے مسائل کا حل نکالنا چاہیے۔

---

(۱) ہفت روزہ "حرمت" ۲۴ نومبر ۱۹۹۴ء ص:۱۷

فصل سوم

اسلام اور پیغمبر اسلام سے استہزاء و تنفر

تمہید:

صلیبی جنگیں یورپ والوں نے دو سال تک جاری رکھیں، انھوں نے صلیبی جنگوں میں ہر طرح کی منصوبہ بندی کر کے جان اور مال کی قربانیاں دے کر اسلام کو تباہ و برباد اور نیست و نابود کرنا چاہا، مگر انہیں سوائے ناکامی اور نامرادی کے کچھ حاصل نہ ہوا، ان ناکامیوں اور نامرادیوں کے بعد ان کے اربابِ فکر و دانش حکومت میں سیاست میں قابلِ قدر شخصیات سر جوڑ کر بیٹھ گئیں، تاکہ وہ جنگوں کے علاوہ وہ دوسرے ذرائع سوچیں جن کے ذریعے اسلام کو تباہ و برباد کرنا ممکن ہو۔

اس غور و خوص اور مسلسل بحث و مباحثہ کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ ہم حکمتِ عملی کر کے مسلمانوں کے اندر سے قرآن پاک، سیرتِ رسول ﷺ اور مسلمانوں کے اندر جو اتحاد ہے اس کو ختم کرتے ہیں اس طریقے سے جب مسلمانوں کے پاس نہ کوئی ایسی چیز ہو گی جس سے وہ رہنمائی حاصل کریں گے اور نہ ہی کوئی راہنما موجود ہو گا جس کی زندگی کو وہ ماڈل بنا کر کامیاب ہو سکیں گے اور نہ ہی ان کے پاس اظہارِ یکجہتی کی طاقت ہو گی، اس طریقے سے ہم مسلمانوں اور اسلام کو برباد کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

اسلام سے تنفر:

مخالفین اسلام ہمیشہ سے اسلام سے نفرت کا زہر اپنے دل و دماغ میں رکھتے ہیں کیونکہ اسلام نے اپنے عدل و انصاف اور خوبصورت مبنی نظام کی وجہ سے اپنے چاہنے والوں کی تعداد میں اضافہ کیا ہے جسکی وجہ سے اب دُشمنانِ اسلام دن رات کی ان تھک کوششوں کی اسلام کے خلاف لوگوں کے دل و دماغ کو گرما رہے ہیں۔

دشمنان اسلام اس بات کو اچھی طرح سمجھ چکے ہیں کہ لوگوں کو اپنے تسلط میں لانے کیلئے اور اپنے رعب و دبدبہ کو لوگوں پر برقرار رکھنے کیلئے پوری دنیا کو اپنے مفادات کی منڈی بنانا اور اسے اپنے ہی مفادات اور مقاصد کیلئے استعمال کرتے رہنے کے راستے میں اسلام اہم ترین رکاوٹ ہے، وہ یقین کی حد تک اس بات کو جانتے ہیں کہ ان کے استعمار راستے میں جو دیوار حائل ہے وہ صرف اور صرف اسلام ہے۔

لارنس براؤن:

لارنس براؤن لکھتا ہے کہ " اسلام ہی وہ آہنی دیوار ہے جو کہ ہم یورپ والوں کے استعمار کے راستے میں بری

طرح حائل ہے"[۱]

گلیڈ اسٹون:

گلیڈ اسٹون برطانیہ کا بااثر وزیر اعظم رہ چکا ہے، گلیڈ اسٹون کہتا ہے کہ

"جب تک یہ قرآن مسلمانوں کے دلوں یا دماغوں میں حکمران رہے گا اس وقت تک یورپ اسلامی مشرق کو نہ تو اپنے قبضے میں لا سکتا ہے اور اگر اُسے اپنے قبضے یا تسلط میں لے بھی آئے تو وہ اپنے تسلط کو زیادہ دیر تک قبضے میں نہیں رکھ سکتا"[۲]

روسیوں کا عقیدہ بھی یورپ والوں کی طرح ہے کہ کمیونزم کے راستے میں اسلام ایک حائل آہنی دیوار ہے، ازبکستان کی اشتراکی پارٹی اپنا ایک روزنامہ "کیزبل ازبکستان" شائع کرتی ہے۔

اس روزنامہ میں وہ لکھتا ہے کہ:

"اسلام کو نیست و نابود کیے بغیر کمیونزم کیلئے ازبکستان میں ہی نہیں بلکہ عالمِ اسلام میں کہیں بھی جڑیں پکڑنا ناممکن ہے" [۳]

لارنس براؤن:

لارنس براؤن اسلام کے اس خطرے کے حوالے سے یوں رقمطراز ہے:

"ہمارے قائدین ہماری عوام کو کسی طرح خطرات سے ڈرایا کرتے تھے، لیکن جب ہم نے ذرا گہرائی میں اتر کے دیکھا تو پتہ چلا کہ وہ سارے خطرات اوہام و وساوس کے علاوہ کچھ نہ تھا، یہ قائدین ہمیں جمہوریت، زرد جاپانیت، اور سرخ اشتراکیت کے حوالے سے ڈرایا کرتے تھے، لیکن جب ہم نے اپنے طور تحقیق و تفتیش کی تو پتہ چلا کہ یہ سب جھوٹ ہے، کیونکہ یہودی تو ہمارے دوست ہیں، کمیونسٹ بھی ہمارے سچے حلیف ہیں، البتہ جاپانیوں کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ کسی حد تک کسی بھی وقت ہمارے دُشمن بن سکتے ہیں، لیکن خود جاپان ہی کے قرب و جوار میں ایسی طاقتیں موجود ہیں

---

(۱) پیدائش: ۱۶ دسمبر ۱۹۴۰ لاس اینجلس، کیلفورنیا، موت وفات ۲۱ فروری اس کا نام ڈاکٹر لارنس براؤن تھا وہ ایک کیتھولک عیسائی گھرانے میں پیدا ہوا تھا، ہوش سنبھالنے کے بعد ایک دن بھی عیسائی نہیں رہا۔ ڈاکٹر لارنس براؤن امریکہ کا بہترین ہارٹ سپیشلسٹ تھا، پورے براعظم ایشیاء میں اس کے برابر کا ڈاکٹر کوئی نہ تھا، وہ ملحد ہو گیا تھا۔
التبشیر والاستعمار مصطفیٰ خالدی۔ عمر فروخ، ۱۹۷۳ء، ص: ۱۸۳

(۲) مجلۃ المنار عمارہ: ۰۹-۱۱-۱۹۶۲

(۳) اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یورپی سازشیں علامہ جلال العالم، دار البلاغ، پبلشرز، لاہور پاکستان، ص ۱۲۷

کہ جو جاپان سے مقابلہ کر سکتی ہیں۔

لیکن ان تمام موہوم خطرات کے بر عکس جو چیز ہمارے لیے خطرہ ہے وہ صرف اسلام ہے، اسلام ہی صرف حقیقی معنی میں ہمارے لیے ہماری تہذیب وثقافت کیلئے حقیقی طور پر خطرہ ہے، کیونکہ تنہا اسی کے اندر آگے بڑھنے اور پھیلنے ، دوسری تہذیبوں اور ثقافتوں، دوسری اقوام اور ان کی عوام کے قلوب واذہان کو مسخر کرنے اور انھیں اپنے زیر سایہ لانے کے بدرجہ اتم استعداد وصلاحیت پائی جاتی ہے وہ اپنی ذات میں بے مثال اور اپنے اثرات کے حوالے سے تسخیر کن ہے"[۱]

گارڈنر:

گارڈنر ایک بہت بڑا مستشرق ہے وہ اس موضوع پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے رقمطراز ہے:

"وہ استعداد وصلاحیت وقوت جو کہ اسلام کے اندر مضمر ہے اسی کے اندر یورپ کیلئے حقیقی واصلی خطرہ پوشیدہ ہے"[۲]

یہ چند ایک اسلام دُشمنوں کے نظریات بیان کیے ہیں جن سے اُن کے دل و دماغ کے اندر جو اسلام دشمنی اور نفرت کا زہر اگل رہا ہے اُس کا اندازہ لگانا ہمارے لیے آسان ہے۔

اسلام کو تباہ وبرباد کرنے کی سازشیں:

مسلمانوں کو تباہ وبرباد کرنے کا نصب العین اسلام دُشمنوں کیلئے ہمیشہ مرکزی اہمیت کا حامل رہا ہے، مگر ان کے طریقہ کار اس کی مخالفت میں بدلتے رہے، اسلام دشمن اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو اس وقت تک تباہ وبرباد نہیں کر سکتے جب تک وہ اسلام کو نیست ونابود کرنے میں کامیاب نہ ہو جائیں، لہذا اب اسلام دشمنوں نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ وہ کسی نا کسی طرح اسلام کو ختم کریں، ان کی اس سوچ پر چند ایک مفکرین کے اقوال آپ کی خدمت میں پیش کیے جائیں گے۔

ایک یورپی مفکر کہتا ہے:

"اب مسیحیت اور موسویت دونوں ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر محمدیت ﷺ کا قلع قمع کرنے کیلئے پوری طرح مسلح ہو کر میدان عمل میں کود چکی ہیں، اور اپنے اس مشترکہ دُشمن کو تباہ وبرباد کرنے کیلئے ہر ممکن تدابیر وسیلے سے کام لے رہی ہیں۔[۳]

---

(۱) التبشیر ولاستعمار، ص:۱۴۸

(۲) الاسلام علی مفترق الطرق، محمد اسد، مترجم عمر فروخ، دار العلم الملایین، س ن، ص:۳۹

(۳) الاسلام علی مفترق الطرق، ص ۲۱۵

گارڈنر:

گارڈنر اس حوالہ سے یوں لکھتا ہے کہ

"صیلبی جنگوں کا اصل مقصد صرف بیت المقدس کو آزاد کرانا نہ تھا بلکہ اُن کا اصل مقصد تو اسلام کو تباہ و برباد کرنا تھا۔"[1]

فلپ فواندسی:

فلپ فواندسی یہ فرانسیسی مستشرق اسلام کو تباہ و برباد کرنے کے حوالے سے یوں رقمطراز ہے:

"فرانس کیلئے واجب ہے کہ اس جدید دنیا میں اسلام کا بھرپور طریقے سے مقابلہ کرے، اسلام دُشمنی کی پالیسی پر اُسے ڈٹا رہنا چاہیے بلکہ اُسے آگے بڑھنا چاہیے، اور نہیں تو کم سے کم فروغِ اسلامی کو روکنے کیلئے تو اُسے اپنا بھرپور کردار ادا کرنا چاہیے۔

کیموں:

فرانس کا یہ دوسرا مستشرق اپنی کتاب "بیولوجیکل اسلام" میں یوں رقمطراز ہے:

"دینِ محمد ﷺ ایک ایسا جزام ہے (نعوذ باللہ من ذالک) جو بڑی شدت کے ساتھ عالم انسانیت میں اپنی جڑیں جما کر حسدِ انسانیت کے جملہ اعضاء کو تباہ و برباد کر رہا ہے، اسلام ایک خوفناک مرض ہے اور پورے جسدِ انسانیت کیلئے ایک فالج کی طرح ہے، یہ ایک ایسی دیوانگی ہے جو انسان کو گوشہ نشین بنا کر اسے کاہلی غفلت اور سُستی کا عادی بنا دیتی ہے، پہلی بات یہ کہ یہ دیوانگی مسلمان کا پیچھا چھوڑتی ہی نہیں اگر چھوڑتی ہے تو اُسے غفلت و کاہلی سے بیدار کرنے کیلئے نہیں بلکہ اس لیے چھوڑتی ہے تاکہ وہ بے گناہ انسانوں کا خون بہائے، شراب نوشی کرے اور ہر طرح کے فتنہ و فساد کو برپا کرنے کیلئے مصروف رہے۔

محمد ﷺ کی قبر (نعوذ باللہ من ذالک) ایک ایسا پاور سٹیشن ہے جہاں سے مسلمانوں کے قلوب واذہان اور دیوانگی کی لہریں پیدا کی جاتی ہیں، اس قبر کو دیکھ کر مسلمانوں کو مرگی اور عقلی مدہوشی اور حواس باختگی کے ایسے دورے پڑتے ہیں جو ختم ہونے کا نام تک نہیں لیتے، جب مسلمان اس کی زیارت کر کے واپس آتے ہیں تو اُن کی اصل طبیعتیں بالکل مسخ ہو جاتی ہیں وہ صیح معنوں میں ایسے درندے بن چکے ہوتے ہیں کہ جنہیں خنزیر شراب اور موسیقی سے نفرت وعداوت کے ماسوا کسی دوسری چیز کی کوئی فکر نہیں ہوتی، پس اسلام سارے کا سارا سنگدلی اور لذت کشی میں ڈوب جانے کے سوا کچھ نہیں

---

(۱) التبشیر والاستعمار ص ۱۱۵

ہے"[۱]

کارڈبنال بور:

جب یہود نے دوبارہ بیت المقدس پر قبضہ کیا تو کارڈبنال بور نے اپنے بیان میں فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے:

"عیسائیوں کے لیے واجب ہے کہ وہ یہود کا ساتھ دے ہر حوالے سے تا کہ اس طرح ارضِ مقدس کو مکمل طور پر اور ہمیشہ کیلئے آزاد کرایا جاسکے اور اس کے ساتھ ساتھ اسلام کا بھی خاتمہ کیا جاسکے۔"[۲]

اسلامی حکومت کا خاتمہ:

عالم اسلامی کے اندر سے اسلامی حکومت کا خاتمہ کرنا پورے یورپ کا نصب العین بن چکا تھا، یورپ کے اندر اسلام کی نفرت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، ان کی رگوں میں اسلام کے خلاف اُن کا خون کھولتا تھا، اُس وقت دولتِ عثمانیہ اسلام کی نمائندگی کر رہی تھی مگر اہل مغرب دُشمنِ اسلام اُسی کو بھی ختم کرنے میں اپنا دن رات گزارتے تھے، جبکہ وہ دولتِ عثمانیہ بھی کافی طور پر اسلام سے منحرف ہوگئی تھی لیکن اس کے باوجود پورے کا پورا اس کے خلاف حسد، بغض اور کینہ کے جذبات سے بھرا ہوا تھا کیونکہ یہ کمزور سی خلافت بھی اسلامی اُمت کے اتحاد اور وحدت کی علامت تھی۔ اور اہل یورپ کو اس کمزور خلافت کا آئندہ آنے میں طاقتور ہونے کا خطرہ تھا اس لیے اُنھوں نے اپنے دن رات اس کو ختم کرنے میں صرف کیئے جب برطانوی، یونانی، اور فرانسیسی افواج دولتِ عثمانیہ کی سرزمین می داخل ہوئیں تو اُنھوں نے دارالخلافت استنبول پر اپنا قبضہ جمالیا، پھر ایک کانفرنس منعقد ہوئی اس میں ترکی کی سرزمین سے حلیف فوجوں کا انخلاء کیلئے صلح کی شرائط پر اتفاق ہوا اور فریقین نے دستخط کر دیئے۔

آپ اب ذار دیکھیں کے اُن حلیفوں نے ترکوں پر کن شرائط کی بنیاد پر اپنا معاہدہ صلح جبراًو قہراًمسلط کیا۔
اس کے درج ذیل نکات آپ کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

۱۔ ترکوں پر واجب ہے کہ وہ اپنی موجودہ خلافت کو ختم کردیں، اور موجودہ خلیفہ کو ملک بدری پر مجبور کر دیں اور خلیفہ کی تمام منقولہ اور غیر منقولہ ہر طرح کی جائیداد کو ضبط کرلیں۔

۲۔ ہر اس جدوجہد یا تحریک کو بزورِ شمشیر ترک کر دیں جو کہ ترکیہ میں موجودہ خلافت کو برپا رکھنے کیلئے برپا رہا آئندہ ترکیہ کے اندر نظامِ خلافت قائم کرنے کیلئے برپا کی جائے۔

---

(۱) اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یورپی سازشیں، علامہ حلال العالم، دارالابلاغ پبلیشرز، لاہور، پاکستان، ص:۱۱۹

(۲) ایضاً

۳۔ ترکیہ پر واجب ہے کہ وہ اسلام سے اپنے ہر طرح کے تعلقات کا خاتمہ کر دے، عربی زبان ائز اسلام کو اپنے دیس سے نکال دے۔

۴۔ احکامِ اسلامیہ کی اساس پر تیار شدہ دستور کو منسوخ کر دے اور اس کی جگہ ایسا دستور رائج کرے جو مغربی دستوروں کے نمونے پر غیر شرعی ہو۔(۱)

جب حلیف افواج نے ترکی کو آزاد کیا اور استنبول سے اپنا محاصرہ ختم کر دیا تو اُس کے بعد یورپ والوں نے اس بات کو ناپسند کیا کہ ترکی کو خود مختاری دینے پر ہم کبھی راضی نہیں ہوتے، کیونکہ ترک کبھی بھی مسلمانوں کو اکھٹا کر کے ہم یورپ والوں کے اوپر حملے کر سکتا تھا اُس وقت برطانیہ میں لارڈ کرزن وزارتِ خارجہ کا انچارج تھا، اُس نے جب اسلام دُشمنوں کی اس بڑھتی ہوئی نفرت کے شُعلے دیکھے تو اُس نے غم و غصہ میں آکر یہ الفاظ بولے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ:

"ہم نے مسلم ترکیہ کو اب ہمیشہ کیلئے ختم کر دیا ہے، آج کے بعد ہم نے مسلم ترکیہ کی کوئی ایک ٹانگ بھی مجسم و سالم نہیں چھوڑی جس کی قوت اور طاقت پر وہ اپنا اسلامی تشخص قائم کر سکتے ہیں، مسلم ترکیہ کی قوت و طاقت اور شان و شوکت کا راز دو چیزوں میں پوشیدہ تھا، ہم نے ان دونوں چیزوں کو ختم کر دیا ہے، اور وہ دو چیزیں ہیں، "اسلام اور خلافت"" اس بیان کو سن کر ارکانِ پارلیمنٹ نے زبردست تالیاں بجائیں، اور جتنی بھی مخالفت تھی وہ ختم کر دی، اور مخالفت کی جگہ ہر طرف موافقت اور منظور منظور کی صدائیں سُنائی دینے لگی۔(۲)

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر اسلام دُشمنوں کو وہ کمزور سی دولتِ عثمانیہ کی خلافت جس کے اندر پورے کا پورا اسلام موجود نہیں تھا اگر وہ منظور نہیں تھی اُس کو وہ اپنے لئے خطرے کا سبب سمجھتے تھے اُس کو ختم کرنے کیلئے اُنھوں نے اگر اتنا زور و جتن کیے تو اسلام دُشمن آج کی اسلامی حکومت کو کیسے برداشت کر سکتے ہیں، جن کے اندر پورے کا پورا اسلام موجود ہے، جن کے اندر تمام قوانین شریعتِ محمدی ﷺ کے نافذ ہیں وہ کبھی بھی اس اسلامی حکومت کو برداشت نہیں کرینگے۔ نفرت کی آگ اسلام کے خلاف آج کی نہیں روزِ اول سے ہی بھری ہوئی ہے۔

قرآن پاک کو ختم کرنے کا منصوبہ:

یورپی اربابِ فکر و دانش کے نزدیک اسلام اور مسلمانوں کی قوت و طاقت کا جو منبع ہے جو قرآن پاک ہے، اور

---

(۱) حلول الارض والشعب، محمد شحده مصطفیٰ الوحوش، مکتبہ سکندریہ، الطبعۃ الاولی، ۱۹۹۲ء، ص ۱۲۵

(۲) الاسلام علیٰ مفترق الطرق: ص:۳۹

یورپی دانشوروں کا یہ خیالِ راسخ ہے کہ جب تک یہ قرآن ان مسلمانوں کے اندر سے ختم نہیں ہوتا تو اُس وقت تک یہ مسلمان کبھی بھی ہمارے غلام نہیں بن سکتے، اس لیے وہ اپنے دن ورات قرآن پاک کو ختم کرنے میں گزارتے ہیں۔

آپ کے سامنے میں یورپی منکرین کے چند اقوال پیش کرتا ہوں جن سے آپ جائزہ لیں کہ وہ اسلام اور مسلمانوں اور قرآن سے کتنی نفرت کرتے ہیں۔

گلیڈسٹون:

اس کا کہنا ہے کہ جب تک یہ قرآن مسلمانوں کے اندر رہیگا اُس وقت تک یورپ کیلئے بالخصوص اسلامی مشرق پر قبضہ اور تسلط برقرار رکھنا ناممکن ہے، حتیٰ کہ جب تک یہ قرآن مسلمانوں کے ذہنوں اور دلوں کا حکمران رہیگا اُس وقت تک یورپ خود مسلمانوں سے اپنے وجود اور اپنے امن وسلامتی کے حوالے سے بھی اپنے آپ کو محفوظ نہیں رکھ سکتا۔[۱]

مبشر ولیم جیفورڈ بالکراف:

یہ اس موضوع پر اپنا اظہارِ خیال کو کچھ یوں پیش کرتا ہے کہ

"اگر قرآن پاک کے صفحہ ہستی اور مکہ مکرمہ اور مدنیہ منورہ عالم عرف سے ناپید کر دیئے جائیں تو تب ہی یہ دعوٰی کرنا ممکن ہو سکے گا کہ عرب آہستہ آہستہ مغربی تہذیب وثقافت کو قبول کر لیں گے اور اسی صورت میں تمام عرب اور دوسرے مسلمان بھی آہستہ آہستہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور اُنکی نبوت ورسالت اور اُن کی کتاب سے دور ہٹ سکیں گے"[۲]

فرانسیسی گورنر:

فرانسیسی گورنر نے اپنے احساس وجذبات کو اس طرح بیان کیا کہ:

"اگر ہم یورپ والے اسلامی ممالک پر قابض ہو کہ اپنا تسلط اور غلبہ کو دوام دینا چاہتے ہیں تو ہمارے لئے واجب ہے کہ ہم مسلمانوں کے دلوں اور دماغوں سے قرآن پاک کو نکال کر باہر کریں، اور عربوں کے حوالے سے ہمارے لئے واجب ہے کہ ہم اُن سے عربی زبان چھین لیں بلکہ اگر ممکن ہو تو اُن کی زبانیں ہی کاٹ لیں، جو عربی زبان کے الفاظ اور اسالیب کو دُہراتی رہتی ہیں۔"[۳]

ان مختلف نظریات کی روشنی میں آپ خود اندازہ کر لیں کہ اہل مغرب کی اسلام سے نفرت کا اندازہ اور کیا ہو

---

(۱) الاسلام علیٰ مفترق الطرق: ص:۳۹

(۲) التبشیر والاستعمار۔ ص ۲۳۰

(۳) التبشیر والاستعمار۔ ص ۲۳۰

سکتا ہے۔

قرآن مجید کی بے حرمتی

فلوریڈا چرچ میں قرآن پاک کی بیحرمتی:

فلوریڈا چرچ میں قرآن پاک کی بیحرمتی پاسٹر وین سیپ نے ٹیری جونز کی زیر نگرانی کی۔ ستمبر ۲۰۰۱ء کی سالانہ تقریب میں قرآن مجید کے نسخہ جات کو نذر آتش کیا گیا جو کہ ۱۰ منٹ تک ناظرین نے یہ منظر دیکھا۔ اس دوران Jadwga Schtz جو کہ ٹیری جونز کا حمایتی ہے نے یورپ میں اسلام کے فروغ پر غصہ کا اظہار کرتے ہوئے یہ الفاظ کہے:

"These people for me, are like monsters" "یہ لوگ میرے لیے ایک بلا کی طرح ہیں"

مزید کہا:

"I hate these people" "میں ان لوگوں سے نفرت کرتی ہوں"

جبکہ ٹیری جونز نے اس موضوع پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ:

"This is a once in a lifetime experience" "زندگی میں مجھے ایسا تجربہ پہلی مرتبہ ہوا ہے"[۱]

امریکی فوجیوں کی افغانستان میں قرآن کی بیحرمتی

افغانستان میں امریکی فوجیوں نے قرآن مجید کے ۱۰۰ کے قریب نسخوں کو نذرِ آتش کر دیا اس واقعہ میں غم و غصہ کا اظہار کیا گیا اور اس نتیجہ میں ۳۰ افراد جان بحق ہو گئے۔[۲]

انڈیا میں قرآن پاک کی بے حرمتی

سوموٹ ڈسٹرکٹ ہمچل میں نامعلوم بدماشوں لفنگوں کی قرآن پاک کی بیحرمیتی پر مسلمانوں نے ایک بہت بڑی ریلی نکالی، یہ واقعہ ۳دسمبر کو پیش آیا، جس پر مسجد کے مولوی صاحب فوری طور پر وقعہ کی رپورٹ کی اس پر مسلمانوں کی جانب سے بڑی ریلی نکالی گئی اور مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے۔[۳]

مسلمانوں کی وحدت اور ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنا:

مسلمانوں کی وحدت اور اتحاد کو توڑنے کیلئے اسلام دُشمن ہر طرح کی کوششیں کرتے آئے ہیں، مسلمانوں کی

---

(1) Tribune, The Express, Dt. 21st March 2011
(2) The Telegraph: by barney Henderson 27th Aug. 2012
(3) The Saisat Daily: December 9, 2017

وحدت کو توڑنے کیلئے اُن کے نظریات کا خلاصہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

لارنس براؤن:

لارنس براؤن کہتا ہے کہ: "اگر مسلمان کسی ایک عرب مملکت کی صورت میں متحد ہو گئے تو اس طرح پوری دُنیا کیلئے لعنت یا خطرہ بن جانے کا امکان بہت زیادہ ہے، لیکن اگر وہ منتشر یا پراگندہ ہو کر رہیں گے تو دنیا میں نہ تو انکا کوئی وزن ہو گا نہ ہی وہ اپنا تاثر قائم کر سکیں گے۔ [۱]

وہ اپنے بیان کو یوں ختم کرتا ہے کہ: " ہمارے لیے واجب ہے کہ ہم مسلمانوں کو منتشر رکھیں تاکہ وہ اپنی کوششوں اور تدابیر کا جاری نہ رکھ سکیں، اور وہ اس طرح ہر طرح کی قوت واثر و تاثیر کے بغیر ناکام و نامراد زندگی گزارنے میں مشغول رہیں۔" [۲]

ٹائن بی:

یہ مشہور مؤرخ تاریخ اپنی کتاب "الاسلام والمغرب والمستقبل" کے صفحہ ۳۷ پر مسلمانوں کے متحد اور بیدار ہو جانے کے موضوع پر یوں اظہارِ خیال کرتا ہے:

"بیشک اسلامی اتحاد اور وحدت آج سوئی ہے، لیکن ہمیں اس امر کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے کہ سویا ہوا انسان بیدار بھی ہو جایا کرتے ہیں" [۳]

یورپی وزرائے خارجہ کی ایک اہم کانفرنس:

امتِ اسلامیہ کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کیلئے یورپی وزرائے خارجہ انے اپنی اہم کانفرنس میں لوگوں کو بلا کر اُن سے اظہارِ خیال کیا اور یورپی عزائم اور منصوبہ بندیوں کی بہترین نمائندگی کی گئی۔

۱۹۰۷ میں یورپی ممالک نے ایک کانفرنس کی۔ اس کانفرنس کی صدارت برطانیہ کے وزیر خارجہ نے کی اس میں یورپ کے چوٹی کے ارباب وفکر اور دانشوروں نے شرکت کی، اس کانفرنس کے افتتاحی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے برطانیہ کے وزرائے خارجہ نے کہا کہ: "بے شک یورپی تہذیب و ثقافت اور فکر و فلسفہ کا زوال و فنا اور اختلال انگریزی کے عوامل کو خطرہ در پیش ہے، لہذا ہماری اہم ترین ڈیوٹی جس کی بہتر ادائیگی اور اس ادائیگی کے متعلق اسالیب و وسائل پر غور وخوض

(۱) الاسلام علی مفترق الطرق، ص:۳۱۰

(۲) ایضاً

(۳) اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یورپی سازشیں۔ ص:۱۳۷

کرنے کیلئے ہم سب یہاں اکٹھے ہوئے ہیں اور وہ ہے کہ ہم اپنی تہذیب و ثقافت کو زوال و فنا کے خطرہ سے کس طرح بچا سکتے ہیں۔"

اس کانفرنس نے مسلسل ایک ماہ تک بحث و مباحثہ کو جاری رکھا، اس طویل کانفرنس نے اپنی تمام طولانی بحثوں کو ایک نقطہ میں سمو دیا اور وہ یہ تھا کہ یورپی یا مغربی تہذیب و ثقافت کیلئے سب سے بڑا خطرہ صرف اور صرف مسلمان ہیں، لہذا اس خطرہ کا سد باب کرنے کیلئے جو قرارداد پاس کی گئی وہ یہ تھی کہ:

"ایک ایسا پروگرام یا منصوبہ وضع کیا جانا چاہیئے اور اس میں ہم سب کی عملی و فکری کوششوں کو کھپا دیا جانا چاہیئے، ہمیں مشرقِ وسطی کے مسلمانوں یا ریاستوں کو کبھی ایک مرکز پر متفق یا متحد نہیں ہونے دینا چاہیے کیونکہ اس طرح کا متحد مشرقِ وسطی یورپ کیلئے بمعہ اس کی تہذیب و ثقافت ایک مستقل خطرہ بنا رہے گا"[۱]

اس قرارداد کے نتیجے میں اُن لوگوں نے ایک دوسرے سے تعاون کا عہد کیا، اس اتحاد تحائف کی نہ صرف بنیادیں رکھی گئیں بلکہ اُنہیں گہرے سے گہرا اور پختہ سے پختہ تر کرنے کا ارادہ کیا گیا۔

مسلمانوں کے اندر دین کے حوالے سے مشکوک و شبہات پیدا کرنا:

اس مقصد کے پیشِ نظر دین اسلام کے خلاف یورپ نے جو محاذ کھول رکھا ہے ان میں سے ایک گروہ ایسا ہے جو مسلمانوں کے اندر دین کے حوالے سے شک و شبہات پیدا کر کے اُنھیں دینِ اسلام سے دور کرنے میں مصروف ہے، ان اسلام دُشمنوں نے مختلف قسم کے ادارے قائم کئے ہیں ان اداروں کا مقصد عامۃ المسلمین کے قلوب و اذہان میں اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے بارے میں شک و شبہ پیدا کرنا اور نبی پاک ﷺ کی محبت کے پاکیزہ چشموں کو گرانے کی کوشش کرنا ہے اور قرآن پاک کے بارے میں مسلمانوں کے اندر نفرت پیدا کر کے ان مسلمانوں کہ ان چیزوں سے دور کرنا۔

اس حوالے سے چند ایک یورپی مفکرین کے اقتباسات پیشِ خدمت ہیں:

العاملین المسلمین بین المسلمین کی رپورٹ کا مرتب اس حوالے سے اپنی رائے اور نقطہ نظر کی وضاحت کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہے کہ: "مسلمانوں کا دعوٰی ہے کہ اسلام میں سب کچھ موجود ہے جو کہ عالم بشریت کی ہر اجتماعی و انفرادی ضرورت و حاجت کو پورا کرنے کیلئے اپنے اندر دوامی استعداد و صلاحیت رکھتا ہے، لہذا مسیحی کارکنوں کا فرض ہے کہ ہم اسلام کے خلاف تمام ممکنہ فکری و روحانی طریقوں کو بروئے کار لا کر مسلمانوں کے اندر اسلام کے بارے میں پائے جانے والے اس ایمان و یقین کو پارہ پارہ کرنے کی کوششیں کریں، اس پالیسی کو عالمِ اسلام میں جاری کرنے اور پھر اسے

---

(۱) اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یورپی سازشیں: ص:۱۲۹-۱۳۸

جاری رکھنے کیلئے ایسے مبشرین کی کتابیں اور دوسرا لٹریچر شائع کرتے رہنا جس سے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات اور رسول ﷺ کی رسالت وسیرت اور قرآن پاک کی محفوظیت اور حافظیت کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا ہوں"[1]

مسیحی مبشرین ہی نہیں بلکہ یورپ اور مغرب کے نام نہاد ادارے بھی اسلام کے خلاف نفرت وعداوت میں مسیحی مشنری جذبے سے مالا مال ہیں، اس حوالے سے آپ یہ سُن کر حیران رہ جائیں گے کہ یونیسکو نے اپنے زیر اہتمام عالمِ بشتریت کے مانی یا اس کی تاریخ کے موضوع پر کئی جلدوں پر مشتمل ایک انسائیکلو پیڈیا شائع کیا۔ اس انسائیکلو پیڈیا کی تیسری جلد کی دسویں فصل میں ایک مقالہ نگار اسلام کے بارے میں جو گوہر افشانی کر چکا ہے، وہ پیشِ خدمت ہے:

۱۔ اسلام کی تشکیل وترکیب میں یہودیت، مسیحیت اور عرب بت پرستی نے مرکزی کردار انجام دیا ہے اور ان اجزاء وعناصر کے باہمی اشتراک سے اسلام ایک عجیب وغریب کا ملغوبہ بن گیا ہے۔

۲۔ قرآن پاک ایک ایسی کتاب ہے جو فصاحت وبلاغت سے بلکل خالی ہے۔

۳۔ احادیث کو نبی پاک ﷺ کے وصال کے صدیوں بعد ادھر اُدھر سے اکھٹا کر کے آپ ﷺ کے نام سے منسوب کر کے انھیں عالمِ اسلام میں پھیلایا گیا۔

۴۔ فقہاء اسلام نے جو فقہ تیار کی ہے اس کی تیاری میں انھوں نے رومیوں، مجوسیوں، یونانیوں، اہل تورات و انجیل اور اہل کنیہ کے ضوابط ودساتیر اور رسوم ورواجات سے دل کھول کر فائدہ اٹھایا ہے۔

۵۔ اسلامی معاشرے کی عورت کی قطعاً کوئی قدر وقیمت نہیں ہے۔

۶۔ اسلام نے ذمیوں پر جزیہ اور خراج عائد کر کے اُن پر ناقابلِ برداشت بوجھ ڈالا ہے۔[2]

پیغمبر اسلام سے استہزاء

۲۰۰۶ء میں اس دنیا میں حضور ﷺ کے طنزیہ کارٹون مختلف اخباروں میں نشر کئے گئے۔ جس کی وجہ سے دنیا کے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے اور مسلمانوں نے رد عمل دیا۔ لیکن دنیا کی میڈیا نے مسلمانوں کے پر امن اکثریتی احتجاج کو نظر انداز کر کے چند مسلمانوں کا پر تشدد احتجاج دکھایا۔ اور مسلمانوں کے اس کارٹون کی اشاعت کو بند کرنے کا مطالبہ اظہار رائے کی آزادی پر قدغن قرار دیا گیا۔ جبکہ صرف دو سال بعد اِسی طرح کی خبر کو مغربی میڈیا نے نئے انداز میں بیان کیا۔ ۲۱ جولائی ۲۰۰۸ء میں نیویارک نے صدارتی امیدوار باراک اوبامہ اور اس کی بیوی کے ایسے کارٹون نشر کئے

(۱) التبشر ولاستعمار: ص:۱۹۱

(۲) مجلۃ التمدن الاسلامی جلد ۳۳، شمارہ ۷، جولائی ۱۹۷۷ء، ص:۵۰۸

جس میں ان کو مسلمان دہشتگرد بنا کر دکھایا گیا۔ اس کارٹو میں باراک اوبامہ کو پگڑی، چپل اور لمبے جوتے میں ملبوس دکھایا گیا۔ نیویارکر کے قارئین نے اس اشاعت کو بند کرنے کی دھمکی دی اور اوبامہ کے چاہنے والوں نے اس کے خلاف سخت احتجاج کیا، اسی دوران بہت سے صحافیوں اور کالم نگاروں نے اسے تنقید کا نشانہ بنایا، یہاں تک کہ John Nccain نے بھر پور کوشش کر کے عوامی احتجاج سے اشاعتی ادارے کو یہ باور کرایا کہ یہ کام بالکل نامناسب ہے۔ ۲۰۰۸ میں اوبامہ کے کارٹون کے خلاف احتجاج کو کسی میڈیا فورم نے اظہار رائے کی آزادی کے خلاف نہیں قرار دیا۔ دو ایک طرح کے واقعات کو میڈیا نے مختلف انداز میں کیوں لیا اس کی وجہ واضع ہے کہ پہلے واقعہ میں اسلام فوبیا کا عنصر میڈیا پر غالب ہے۔ (۱)

خلاصہ بحث و تجزیہ:

اسلام مخالفین نے جب دیکھا کہ مسلم امۃ میں رامتاخہ دن بدن بڑھ رہا ہے تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ ہم مسلمانوں کو کسی اور حربے کے ساتھ شکست نہیں دے سکتے، تو انہوں نے مسلمانوں کے دلوں میں قرآن، حدیث، سیرتِ رسول ﷺ کے بارے میں نفرت پیدا کرنا شروع کی اُن کے امتی کو پارہ پارہ کرنا شروع کیا تاکہ لوگ مسلمان نہ ہوں اپنے مذہب پر ہی قائم رہیں۔

ان عبارات سے خود اندازہ لگائیں کہ یہ لوگ اسلام کے بارے میں کس قدر جہالت وعداوت سے مالا مال ہیں، کس قدر یہ لوگ اسلام سے نفرت کر رہے ہیں، اسلام کا نام تک مٹانے کیلئے یہ لوگ اپنی صبح و شام مصروت ہیں، ان کے تمام تر مقاصد صرف اور صرف اسلام کو مٹانے کیلئے مصروفِ کن ہیں۔

اسلام دُشمنانِ اسلام کیلئے ایک ایسا بھوت بن چکا ہے، جس کو تباہ و برباد کئے بغیر وہ اپنی قوت کو یکجا نہیں کر سکتے اُن کے نزدیک اگر اس اس خوفناک بھوت کا قلع قمع نہ کیا جائے تو یہ بھوت انھیں نگل جائے گا۔

---

(1) Flemingrose"Why I published those cartoons" washinton post (Feb 19, 2006)

باب چہارم

اسلاموفوبیا کا تدارک اور مسلم دانشوروں کا کردار

فصل اول: صحیح اسلامی فکر اور اس کی ترویج واشاعت

فصل دوم: میڈیا کا مثبت کردار

فصل سوم: علم و تحقیق کا فروغ دینا

فصل چہارم: مسلم مفکرین کے پلیٹ فارم کا قیام

فصل اول

صحیح اسلامی فکر اور اس کی ترویج و اشاعت

ا۔ صحیح اسلامی فکر

تمہید:

انسانی معاشرہ ایک گلدستہ کی طرح ہے جس طرح گلدستہ میں مختلف رنگ کے پھول اُس کی خوبصورتی کا باعث ہوتے ہیں، بالکل اسی طرح انسانی معاشرہ بھی مختلف الخیال، مختلف المذاہب اور مختلف النسل کے افراد سے مل کر ترتیب پاتا ہے اور اس کا یہی تنوع اس کی خوبصورتی کا باعث ہوتا ہے، جبکہ میانہ روی، رواداری، تحمل مزاجی، ایک دوسرے کو برداشت کرنا، معاف کرنا، اور انصاف کرنا، یہ وہ خوبیاں ہیں جن کی وجہ سے معاشرے میں امن وچین کا دور دورہ ہوتا ہے، جن معاشروں میں ان خوبیوں کی کمی ہوتی ہے وہاں بے چینی، شدت پسندی، جارحانہ پن، غصہ، تشدد، لاقانونیت، اور بہت سی برائیاں جڑ پکڑتی ہیں، معاشرے کا ہر فرد نفسا نفسی میں مبتلا نظر آتا ہے، یہ نفسا نفسی معاشرے کے اجتماعی رویے کے خلاف ہے، اور اسے گھن کی طرح چاٹ جاتی ہے، بدقسمتی سے ہمارے مسلمان بھائی جو مغرب ممالک کے اندر روزگار کی تلاش میں ہیں، اُن کے ساتھ عدم برداشت کے خوفناک واقعات میں اضافہ ہو رہا ہے، یوں دکھائی دیتا ہے کہ جیسے افراد کے اندر سے قوتِ برداشت ختم ہو چکی ہے، اور ہر انسان دوسرے انسان کو غصے والی نظر سے دیکھتا ہے، رواداری جیسی اعلیٰ صفت مغربی معاشرے کے اندر سے ختم ہو رہی ہے، مسلمانوں کے لیے بے چینی، بے صبری، اور غصہ ہر انسان کے ماتھے پر نظر آتا ہے، جبکہ ہمارا مذہب اسلام رواداری، صبر و تحمل کا درس دیتا ہے، انشاءاللہ اس فصل میں مسلمانوں کے ساتھ جو شدت پسندی اور تعصب کے واقعات پیش آرہے ہیں اُن کی وضاحت کی جائے گی۔

اسلامی تعلیمات:

اسلام مذہبی رواداری میں یقین رکھتا ہے، رواداری کا مفہوم صرف یہی نہیں ہے کہ دوسروں کو برداشت کیا جائے، بلکہ اس کے مفہوم میں یہ بات بھی شامل ہے کہ دوسروں کے مذہبی عقائد واقدار، جذبات، تہذیب ثقافت وغیرہ کا لحاظ رکھا جائے، اُن کے تعلق سے عدم برداشت یا تحقیر کا ایسا رویہ نہ اختیار کیا جائے جن کی وجہ سے اُن کے جذبات کو ٹھیس پہنچے، اسی طرح مذہبی رواداری دوسرے مذاہب کے لوگوں کے ساتھ مذہب کے حوالے سے معیاری انسانی برتاؤ کا نام ہے، مذہبی رواداری کے حوالے سے قرآن وسنت میں واضح ہدایت موجود ہے اسلام عقیدہ توحید میں بے لچک موقف رکھتا ہے اور اس میں کسی سمجھوتے کا قائل نہیں ہے، لیکن قرآن میں واضح اصول کے طور پر باطل معبودوں کو بھی بُرا بھلا کہنے سے سختی سے روک دیا گیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (۱)

ترجمہ: "اور گالی مت دو ان کو جن کی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں، کیونکہ پھر وہ حد سے گزر کر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کریں گے، ہم نے اسی طرح ہر طریقہ والوں کو ان کے عمل سے مرغوب بنا رکھا ہے، پھر اپنے رب ہی کے پاس ان کو جانا ہے سو وہ ان کو بتلا دے گا جو کچھ وہ کیا کرتے تھے"

اسلام میں فریق مخالف پر رد کرنے کا جو طریقہ بتایا گیا ہے وہ خوبصورت اسلوب میں کی جانے والے بحث ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾ (۲)

ترجمہ: "ان سے پسندیدہ طریقہ سے بحث کر"

رواداری کے تعلق سے قرآن کا سب سے بنیادی اصول یہ ہے کہ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

---

(۱) سورۃ الانعام: ۱۰۸

(۲) سورۃ النحل: ۱۲۵

﴿لَآ اِكْرَاهَ فِی الدِّيْنِ﴾ [۱]

ترجمہ: "دین میں کوئی جبر نہیں"

یہ انسان کی آزادیِ فکر اور عقیدے کا سب سے اہم چارٹر ہے، کسی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی مرضی کے فکر وعقیدہ کو دوسروں پر مسلط کرنے کی کوشش کرے، ہر فرد کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنے نظریہ کے مطابق جس نظریہ کو چاہے اختیار کرے اور جسے چاہے رد کردے اس کا محاسبہ رب کی ذات خود کریگی، دُنیا میں اس بنیاد پر ایسے شخص کے ساتھ بُرا اور غیر اخلاقی طرز عمل اختیار نہیں کیا جاسکتا، اسے بنیادی انسانی حقوق سے محروم نہیں کیا جاسکتا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتَابٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمُ ۖ اللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۖ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۖ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ ۖ اللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۖ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ﴾ [۲]

ترجمہ: "اے نبی تم اس دین کی طرف دعوت دو اور ثابت قدم رہو جیسا کہ تمہیں حکم دیا گیا ہے، اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرو اور کہو کہ اللہ نے جو کتاب اُتاری ہے اس پر میں ایمان لایا اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان انصاف کروں، اللہ ہی ہمارا اور تمہارا رب ہے، ہمارے اعمال ہمارے لیے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لیے ہیں، ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں ہے، اللہ ہم سب کو جمع کریگا اور اُس کی طرف ہم سب نے جانا ہے۔"

انسانی رواداری کا اہم نمونہ احادیث میں موجود ہے۔

حدیث پاک ﷺ ہے:

((إِذَا مَرَّتْ بِكُمْ جِنَازَةُ يَهُودِيٍّ أَوْ نَصْرَانِيٍّ أَوْ مُسْلِمٍ فَقُومُوا لَهَا)) [۳]

ترجمہ: "جب تمہارے پاس سے مسلمان، یہودی یا نصرانی کا جنازہ گزرے تو کھڑے ہو جایا کرو"

---

(۱) سورۃ البقرۃ:۲۵۶

(۲) سورۃ الشوریٰ:۱۵

(۳) سلیمان بن داود بن الجارود، مسند أبي داود الطيالسي، تحقيق: الدكتور محمد بن عبد المحسن التركي، هجر للطباعة والنشر، الطبعة: الأولى، حدیث نمبر:۱۵۷۶، ج۱، ص۱۳۶

مذہبی رواداری کی چند مثالیں:

اسکندریہ کی فتح کے موقع پر مسلم فوجی نے حضرت عیسیٰؑ کی ایک تصویر کی آنکھ پھوڑ دی عیسائیوں نے اس پر احتجاج کیا اور مطالبہ کیا کہ ہمیں حضرت محمد ﷺ کی بھی تصویر بنا کر دی جائے تاکہ ہم اُن کی آنکھ بھی پھوڑ دیں، حضرت عمر بن العاص نے اُن کے اس احتجاج پر اپنی اور اپنے لوگوں کی تصویریں پیش کی وہ جس کی چاہیں اُس کی آنکھ پھوڑ ڈالیں۔[۱] یہ مثالیں قرآن پاک میں مذہبی رواداری کے تصور اور تلقین کے عین مطابق ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭ﴾[۲]

ترجمہ: "تمہیں کسی قوم کی دُشمنی اس بات پر آمادہ نہ کرے، کہ تم انصاف کا رویہ اختیار نہ کرو، انصاف کرو"

مذہبی رواداری کی بہت سی ایسی مثالیں ہیں کہ مسلم حکمرانوں نے نہ صرف غیر مسلم عبادت گاہوں کی سرپرستی کی بلکہ اُن کو خود تعمیر بھی کیا، اس طرح کی مثالیں عہد اموی میں بھی موجود ہیں۔

دنیا کے ذخیرہِ اخلاق میں مذہبی رواداری کے تعلق سے یہ بات نادرُ الوجود ہے کہ اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب نے دُشمنوں، بطور خاص مذہبی اور عقیدہ کی بنیاد پر جانی دُشمنوں کے ساتھ عفو و درگزر کے برتاؤ کو لازمی قرار دیا ہو، اسلامی تعلیمات میں اس طرح کے ہزاروں واقعات تاریخ کی کتابوں میں موجود ہیں، نبی کریم ﷺ نے اپنے دُشمنوں کے ساتھ عفو و درگزر، ہمدردی و غمخواری کی اور حسنِ سلوک کی جو مثالیں قائم کی ہیں، معلوم دنیا کی تاریخ میں کہیں نظر نہیں آتیں، مطالعہ کیلئے چند واقعات پیش کیئے دیتا ہوں۔

۱) اہل مکہ نے اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ جو ظلم اور زیادتیاں کی ہیں، وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں، متعدد مرتبہ آپ ﷺ پر قاتلانہ حملہ کیا گیا، ایک مرتبہ تمام قبائل کے لوگ آپ ﷺ کو قتل کرنے کیلئے گھر میں گھس آئے، بالآخر آپ ﷺ کو اپنے محبوب شہر خانہ کعبہ مکہ مکرمہ کو الوداع کرنا پڑا، لیکن ۹ سال بعد ہی جب اسی شہر مکہ پر آپ ﷺ کا قبضہ ہو گیا، اور سامنے وہی ظالم، وہی جابر اب بھی موجود تھے، جنہوں نے اسی شہر میں آپ ﷺ کو پورے خاندان سمیت شعب ابی طالب میں محصور کر کے مکمل بائیکاٹ کیا تھا، آپ ﷺ کی مخالفت میں پوری توانائی صرف کر دی تھی، جب آپ ﷺ اسی شہر میں فاتحانہ داخل ہوئے، لوگ سمجھ رہے

---

(۱) خطبات شبلی، علامہ سید سلیمان ندوی، دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، ۱۹۶۵ء، ص ۷۴، ۷۳

(۲) سورۃ المائدہ: ۸

تھے کہ محمد ﷺ پرانے مظالم کا بدلہ لیں گے، لیکن ہادیِ برحق نے ان کی توقع کے خلاف یہ اعلان کر دیا کہ

"آج تم پر کوئی مؤاخذہ نہیں، اللہ تمہاری غلطی کو معاف کرے گا، جاؤ تم سب آزاد ہو"(۱)

۲) وحشی جو رسول ﷺ کے عزیز ترین چچا کا قاتل، ہند زوجہ ابوسفیان جس نے حضرت حمزہؓ کا سینہ چاک کر کے دل و جگر کو چبایا تھا سب کو معاف کر دیا۔(۲)

۳) حضرت عکرمہ جو اسلام کے شدید ترین دُشمن ابو جہل کے بیٹے ہیں، اسلام لانے سے قبل رسول ﷺ سے دُشمنی رکھنے میں ابو جہل سے کم نہ تھے، لیکن جب آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے گرم جوشی سے اُن کا استقبال کیا۔(۳)

۴) عمرو بن وھب جس کو صفوان بن امیہ نے رسول اللہ ﷺ کے قتل پر معمور کیا تھا، فتح مکہ کے روز ڈر کے مارے بھاگ کر جدہ چلے گئے، صفوان بن امیہ ہی کے کہنے پر ان کو واپس بلا کر معافی عام میں شامل کیا گیا۔(۴)

۵) ھبار بن الاسود جس نے اللہ کے رسول ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب کو جب وہ حاملہ تھیں، جان بوجھ کر دُشمنی کی وجہ سے اونٹ سے گرایا، جس سے ان کو سخت اذیت پہنچی اور حمل ضائع ہو گیا، فتح مکہ کے روز جب ہبار قبضہ میں آئے تو اُن کو بھی معاف کر دیا گیا۔(۵)

اسلام نے بلا تفریق مذہب و ملت انسانی برادری کا وہ نقشہ کھینچا ہے، جس پر سچائی سے عمل کیا جائے تو یہ شر وفساد، ظلم و جبر اور بے پناہ انا سے بھری ہوئی یہ دنیا سنور جائے، محض انسانیت کی بنیاد پر تعلق و محبت کی جو مثال اسلام نے قائم کی اس طرح کی مثال دُنیا کے کسی اور مذہب میں نہیں ملتی، مگر افسوس کے پھر بھی اسلام دُشمن اسلام کو شدت پسندی، تعصب اور فتنہ فساد کے ساتھ جوڑنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔

---

(۱) ابو بکر احمد بن الحسین بن البیقھی، السنن الکبری، مجلس دائرۃ المعارف النظامیۃ الکائنۃ فی الھند حیدر آباد، الطبعۃ الثالثۃ، حدیث نمبر: ۱۴۲۴ھ ۲۰۰۳ء م، ۹/۱۱۸

(۲) صحیح البخاري، کتاب المغازی، باب قتل حمزۃ، حدیث نمبر ۱۲۸، ج ۵، ص ۴۰۷۲

(۳) موطا امام مالک کتاب النکاح، باب نکاح المشرک، حدیث نمبر: ۱۱۳۴، ج ۲، ص ۵۴۵

(۴) سیرت ابن ہشام، ۲/۲۷۶

(۵) اصابہ فی تمیز الصحابہ، ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، احیائ التراث العربی، لبنان، ۱۴۱۵ھ، ج ۶، ص ۲۷

اسلام میں شدت پسندی سے ممانعت:

احادیثِ نبوی ﷺ میں اور قرآن مجید میں ایسے بے شمار واقعات ملتے ہیں کہ جن میں آقا دو جہاں ﷺ نے آپس میں محبت، نرمی، اور شفقت کا درس دیا ہے، اور شدت پسندی، انتہا پسندی، اور مبالغہ آرائی سے منع فرمایا ہے۔

حدیث پاک ہے:

((وَإِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّينِ))(۱)

ترجمہ: "دین میں غلط (یعنی شدت پسندی اور انتہا پسندی) سے پرہیز کرو"

حدیث ۲

((فَإِنَّمَاأَهْلَكَمَنْقَبْلَكُمُالْغُلُوُّفِيالدِّينِ))(۲)

ترجمہ: "تم سے پہلے قومیں دین میں زیادتی (یعنی شدت پسندی) کے سبب ہلاک ہوئیں ہیں"

ان تمام احادیثِ پاک اور قرآنی آیات کی تفصیل بتانے کا مقصد یہ ہے کہ اسلام میں نرمی کا تصور اور شدت پسندی کا رد کوئی نیا تصور نہیں بلکہ تاجدارِ کائنات ﷺ نے آج سے چودہ سو سال پہلے شدت پسندی، تعصب اور انتہا پسندی کو رد کر چکے ہیں۔

اسلام میں تعصب کی ممانعت:

اسلام میں تعصب کی مخالفت قرآن پاک کی اس آیت میں اس طرح کی گئی ہے۔

﴿يَآاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّاخَلَقْنَاكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًاوَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقَاكُمْ﴾(۳)

ترجمہ: "اے لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے بنایا ہے، اور تم کو مختلف قومیں مختلف خاندان بنایا، تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو، اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے سب سے بڑا شریف وہ ہے جو تقویٰ اور پرہیزگاری والا ہے"

---

(۱) مسند احمد بن حنبل، من مسند بني هاشم، مسند عبد الله بن العباس بن عبد المطلب عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث نمبر: ۳۲۴۸، ج ۱، ص ۳۴۷

(۲) ایضاً

(۳) سورۃ الحجرات: ۱۳

حدیث پاک میں تعصب کی مخالفت

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا إِلَى عَصَبِيَّةٍ ، وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَلَى عَصَبِيَّةٍ ، وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ مَاتَ عَلَى عَصَبِيَّةٍ.))[1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ہم میں سے نہیں جس نے عصبیت کی دعوت دی، اور ہم میں سے نہیں وہ جس نے عصبیت کی خاطر قتل کیا، اور ہم میں سے نہیں جو عصبیت کے اوپر مرا"

یہ تمام آیات اور حدیثیں وہ تھیں جن میں مسلمانوں کو تعصب اور شدت پسندی سے منع کیا گیا ہے، مگر افسوس کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ اسلام دُشمن ہمیشہ اسلام کے ساتھ مسلمانوں کے ساتھ شدت پسندی اور تعصب کی آگ میں جلتے رہتے ہیں،

تعصب اور شدت پسندی کے واقعات جو مسلمانوں کے ساتھ آئے دن پیش آرہے ہیں اُن میں سے چند ایک بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔

۲۔ صحیح اسلامی فکر کی ترویج واشاعت

اسلاموفوبیا کے تدارک کے لیے صحیح مسلم فکر کی ترویج واشاعت ضروری ہے۔ انسان کے جملہ حقوق، جان، مال، عزت و آبرو، تجارت و معیشت، ذاتی ملکیت، آزادیِ اظہارِ رائے، اعتقادی اور مذہبی آزادی وغیرہ کی تحفظ کی ضمانت صرف اسلام فراہم کرتا ہے اور اپنے ماننے والوں کو اس پر عمل پیرا ہونے کا تاکیدی حکم دیتا ہے۔

اسلام کے نزدیک رنگ، نسل، قوم، وطن کسی بھی چیز کی کوئی تفریق نہیں ہے، پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کا آخری خطبہ حجۃ الوداع اس بات پر شاہد عدل ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

((يَا أَيُّهَا النَّاسُ ، أَلاَ إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ ، وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ ، أَلاَ لاَ فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ ، وَلاَ لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ ، وَلاَ أَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ ، وَلاَ أَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ ، إِلاَّ بِالتَّقْوَى))[2]

"لوگو خبر دار ہو جاؤ، تمھارا رب ایک ہے، تم سب آدم کی اولاد ہو، کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر، گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی برتری اور فضیلت حاصل نہیں

---

(۱) أبو داود سليمان بن الأشعث السجستاني، سنن أبي داود، دار الكتاب العربي-بيروت، حدیث نمبر: ۴۹۴/ ج ۴، ص ۵۱۲۳

(۲) مسند احمد بن حنبل، مسند باقي الأنصار، حديث رجل من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، حدیث نمبر: ۲۳۸۸۵ ج ۵، ص ۴۱۱

مگر تقویٰ کے اعتبار سے، اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو گا"

اسلام کی صحیح فکری تعلیمات کو دوسروں تک پہچانا ہر مسلمان کا ذمہ ہے، کیونکہ ہر بندہ مومن کو اور انبیائے کرام کو دعوت و تبلیغ کا حکم دیا گیا ہے، اور جو لوگ دعوت و تبلیغ کے اوپر صحیح کمر بستہ ہیں ان کو "خیر امۃ" کا لقب بھی دیا گیا ہے۔ تو اس لیے ہمیں اسلاموفوبیا سے نپٹنے کے لیے صحیح مسلم فکر کو دوسروں تک پہچانا ہو گا۔ تا کہ لوگ اسلام سے واقف ہو جائیں۔

صحیح اسلامی فکر کو اہل مغرب تک پہنچانے کیلئے درج ذیل فکری اور عملی اقدام کو اجاگر کرنا ضروری ہے۔ جو کے درج ذیل ہیں

۱۔ دعوت و تبلیغ

۲۔ حرمت جان

۳معذوروں اور کمزوروں کا تحفظ

۴۔ تحفظ ناموس خواتین

۵۔ معاشی تحفظ

۶۔ عدل وانصاف

۷۔ مساوات کا حق

۸۔ ظلم کی اطاعت سے انکار کا حق

۹۔ آزادی کا تحفظ

۱۰۔ تحفظ ملکیت

۱۱۔ عزت کا تحفظ

۱۲۔ نجی زندگی کا تحفظ

۱۳۔ آزادی اظہار رائے

۱۴۔ مذہبی آزادی کے تحفظ کا حق

۱۵۔ شبہات پر کارروائی نہیں کی جائے گی

ا۔ دعوت و تبلیغ:

تمام انبیاء کرام کو دعوت الی اللہ کا حکم دیا گیا اور ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کو بھی یہی حکم ملا ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿یٰٓ اَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًاوَدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِه وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا﴾(۱)

ترجمہ: "اے نبی ہم نے تمھیں بھیجا ہے گواہ بنا کر، بشارت دینے والا بنا کر، اللہ کی اجازت سے اُس کی طرف دعوت دینے والا بنا کار اور روشن چراغ بنا کر"

اس کے ساتھ امتِ مسلمہ کے ہر فرد کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا:

﴿کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾(۲)

ترجمہ: "تم دنیا میں بہترین گروہ ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کیلئے میدان میں اتارا گیا، تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو، اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو"

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ امت مسلمہ دعوت دینے اور امر المروف اور نہی عن المنکر کی بنیاد پر ہی خیر امت ہے، ہر مسلمان اسلام کی دعوت دینے کے لیے ذمہ دار بنایا گیا ہے، یہ صرف چند مخصوص اداروں، علماء کا کام نہیں بلکہ امتِ مسلمہ کے ہر فرد کا ذمہ ہے،

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ هٰذِه سَبِیْلِی اَدْعُوا اِلَی اللّٰهِ عَلٰی بَصِیْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ﴾(۳)

ترجمہ: تم ان سے صاف کہہ دو کہ "میرا راستہ تو یہ ہے کہ، میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں، اور میں خود بھی پوری روشنی میں اپنا راستہ دیکھ رہا ہوں اور میرے ساتھی بھی، اللہ پاک ہے اور شرک کرنے والوں سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔"

---

(۱) سورۃ الاحزاب: ۴۵-۴۶

(۲) سورۃ آل عمران: ۱۱۰

(۳) سورۃ یوسف: ۱۰۸

آج دعوت اِلی اللہ کی اہمیت و افادیت اور بڑھ گئی ہے، کیونکہ مشرق اور مغرب میں متلاشیان حق حقیقی راہ اختیار کرنے کیلئے ترستے ہیں لیکن ان تک یہ پیغامِ حق پہچانے والا کوئی نہیں ہے۔ مسلمانوں نے دعوتِ اِلی اللہ کے فریضہ کے ساتھ بے حد غفلت برتی ہے، اب وہ وقت آ گیا ہے کہ تمام مسلمان اس کارِ خیر کی انجام دہی میں تن من دھن سے لگ جائیں تاکہ ہم لوگوں تک یہ بات پہچانے میں کامیاب ہوسکیں کہ اسلام کی تعلیمات کیا ہیں۔

۲۔ حرمتِ جان:

دنیامیں جس نے سب سے پہلے انسانی جان کے احترام کا سبق دیا وہ قرآن مجید ہے۔ انسان کو انسانی جان کا احترام سکھایا اسلام نے اور مسلمانوں کو بتایا کہ انسانی جانوں کی کتنی قدر و قیمت ہے ہر انسان جینے کا حق رکھتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا﴾ (۱)

ترجمہ: " جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے زمین پر فساد پھیلانے کی وجہ سے قتل کیا گویا اس نے تمام انسانیت کو قتل کیا، جس نے کسی کی جان بچائی اس نے گویا تمام انسانوں کو زندگی بخش دی"

اس آیت میں اسلام نے ایک انسانی جان کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیا اور ایک انسانی جان کو بچانے پر پوری انسانیت کو بچانے کے مترادف ٹھرایا، اسلام نے انسانی جان کو بچانے کی جو اہمیت بیان کی وہ کوئی اور مذہب یا قوم بیان نہیں کرسکتی۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ﴾ (۲)

ترجمہ: " قتل نفس کا ارتکاب نہ کرو، اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ۔

اسلام نے جان اور اُس کی حفاظت کے بنیادی انسانی حق کو آفاقی اور عالمگیر قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ موجودہ دنیا میں بنائے ہوئے قانون آفاقی نہیں ہیں۔

---

(۱) سورۃ المائدۃ: ۳۲

(۲) سورۃ بنی اسرائیل: ۳۳

۳۔ معذروں اور کمزوروں کا تحفظ:

بوڑھے، بچے، عورت، زخمی خواہ وہ اپنی قوم سے ہوں یا غیر دُشمن قوم سے، اُن پر کسی بھی حال میں زیادتی اور دست درازی جائز نہیں ہے، پوری انسانیت کے ساتھ بلا تفریق یکساں سلوک کیا جائے گا، نبی کریم ﷺ کی اس معاملے پر بڑی واضح ہدایت دی ہیں۔

خلفائے راشدینؓ کا یہ حال تھا کہ جب وہ دُشمنوں سے مقابلے کیلئے فوجیں روانہ کرتے تھے تو پوری فوج کو یہ صاف ہدایت دیتے تھے کہ دُشمن پر حملہ کی صورت میں بوڑھے، بچے، عورت، زخمی، اور بیمار پر ہاتھ نہ ڈالا جائے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب رومیوں کے مقابلے میں لشکرِ اُسامہ کو روانہ کیا تو سپہ سالارِ لشکر حضرتِ اُسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو دس باتیں نصیحت کی، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

۱) "خیانت نہ کرنا
۲) جھوٹ نہ بولنا
۳) بدعہدی نہ کرنا
۴) بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا
۵) کسی ثمر دار درخت کو نہ کاٹنا نہ جلانا
۶) کھانے کے سوا اونٹ، بکری، گائے وغیرہ کو نہ ذبح کرنا
۷) جب کسی قوم پر سے گزرو تو اس کو نرمی سے اسلام کی طرف بلاؤ
۸) جب کسی سے ملو تو حفظِ مراتب کا خیال رکھو
۹) جب کھانا تمھارے سامنے آئے تو اللہ کا نام لیکر شروع کرہ
۱۰) یہودیون اور عیسائیوں کے اُن لوگوں سے جنھوں نے دُنیاوی تعلقات سے الگ ہو کر اپنے عبادت خانوں میں رہنا اختیار کرر کھاہے کوئی تصرف نہ کرو، ان تمام کاموں میں جن کو کرنے کا رسول ﷺ نے تم کو حکم دیا نہ کمی کرنا، نہ زیادتی کرنا، اللہ کے نام پر اللہ کی راہ میں کفار سے لڑو"[۱]

۴۔ تحفظِ ناموسِ خواتین:

ایک اور اصولی بات جو ہمیں اسلام نے سکھائی ہے عورت کی عصمت ہر حال میں واجب الاحترام ہے، یعنی اگر جنگ کے اندر بھی دشمنوں کی عورتیں آجائیں تو اُنکا بھی احترام کیا جائے، اسلام کی رو سے بدکاری مطلقاً حرام ہے، خواہ وہ کسی

---

(۱) سیرت ابن ہشام، ص ۲۳۱

عورت سے کی جائے، قطع نظر اس کے وہ عورت مسلم ہو یا غیر مسلم، اپنی قوم کی ہو یا غیر قوم کی، دوست ملک کی ہو یا دُشمن ملک کی۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّه كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلًا﴾[۱]

ترجمہ: "زنا کے قریب نا جاؤ وہ بہت برا فعل ہے اور بُرا راستہ ہے"

۵۔ معاشی تحفظ:

بنیادی انسانی حقوق میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ جو بھی انسان بھوکا ہے وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اُسے کھانا کھلایا جائے، ننگا ہر حال میں اس بات کا مستحق ہے کہ اُسے کپڑے پہنائے جائیں، زخمی اور بیمار ہر حال میں اس بات کے مستحق ہیں کہ اُنھیں ڈاکٹر کے پاس لے جایا جائے تاکہ وہ علاج کرا سکیں، قطع نظر اس کے کہ وہ بھوکا، ننگا، بیمار، زخمی انسان آپکا دوست ہو یا دُشمن، مسلم ہو یا غیر مسلم، یہ عمومی حقوق میں سے ہیں، اسلام نے ہمیں دُشمن سے بھی یہی سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَفِی اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ﴾[۲]

ترجمہ: "اُن کے مال میں مانگنے والے اور نہ مانگنے والے محروم دونوں کا حق ہے"

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّه مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا﴾[۳]

ترجمہ: اور رب العالمین کی محبت میں مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔

آج بھی ہر مسلمان کا یہی عقیدہ ہے کہ عالم اسلام میں ایسی تنظیمیں قائم ہیں جو بلا تفریق دُنیا میں انسانیت کی خدمت سر انجام دے رہی ہیں۔

---

(۱) سورۃ بنی اسرائیل: ۳۲

(۲) سورۃ الزاریات: ۱۹

(۳) سورۃ الدھر: ۱۹

٦۔عدل وانصاف:

اسلام میں عدل وانصاف کی بڑی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ اور قرآن کریم کا یہ اٹل اصول ہے کہ ہر انسان کے ساتھ عدل و انصاف کیا جائے۔ چاہے اپنا ہو یا غیر، دوست ہو یا دُشمن مسلم ہو یا غیر مسلم۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى﴾[(۱)]

ترجمہ:"کسی گروہ کی دُشمنی تمہیں اتنا مشتعل نہ کردے کہ انصاف سے پھر جاؤ، عدل کرو کیونکہ یہ تقوٰی کے زیادہ قریب ہے۔"

اس آیت میں ہمیں اسلام نے بتایا کہ عدل کا پیمانہ قائم رکھو، چاہے وہ تمہارا دوست ہو یا دُشمن اسلام قطعاً اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ دُشمنوں کے ساتھ انصاف نہ کیا جائے۔

۷۔مساوات کا حق:

اسلام نے بڑے زور وشور کے ساتھ یہ اصول بھی بیان کیا ہے کہ تمام انسان یکساں ہیں اگر کسی کو فضیلت حاصل ہے تو وہ اخلاق اور تقوٰی کے اعتبار سے ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّاخَلَقْنَاكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًاوَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ﴾[(۲)]

ترجمہ:"اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا، اور تمہیں گروہ اور قبیلوں میں اس لیے بانٹا تاکہ تم ایک دوسرے کی پہچان کرسکو، بے شک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے"

اس آیت میں اسلام نے ہمیں دو باتیں سکھائی ہیں ایک یہ کہ تمام انسان ایک ہی اصل سے ہیں، مختلف نسلیں ، مختلف رنگ، زبانیں کوئی معقول وجہ تقسیم نہیں، اور دوسری بات یہ کہ کسی برادری قبیلہ، قوم کو دوسروں پر فضیلت اور برتری کی کوئی گنجائش نہیں، ہاں اگر کسی کو برتری حاصل ہوگی تو وہ صرف اور صرف اہل تقوٰی والوں کو ہوگی، معلوم ہوا

---

(۱) سورۃ المائدہ:۸

(۲) سورۃ الحجرات:۱۳

کہ اسلام میں تمام انسان یکساں اور برابر ہیں۔

۸۔ ظلم کی اطاعت سے انکار کا حق:

ظالموں کو اللہ کی طرف سے کوئی ایسا امر نہیں ملا کہ وہ دوسروں سے اطاعت کا مطالبہ کریں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تُطِيْعُوا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ﴾ (۱)

ترجمہ: "حسد سے نکل جانے والوں کی اطاعت نہ کرو"

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَه عَنْ ذِكْرِنَا﴾ (۲)

ترجمہ: "ایسے شخص کی اطاعت نا کرو جس کے قلب کو ہم نے اپنی یاد سے غافل رکھا"

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾ (۳)

ترجمہ: "اور طاغوت (یعنی اللہ کے باغی) سے بچتے رہو"

۹۔ آزادی کا تحفظ:

اسلام کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ﴾ (۴)

ترجمہ: "جب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کیا کرو"

اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کی آزادی عدل و انصاف کے بغیر سلب نہیں کی جاسکتی

---

(۱) الشعراء:۱۵۱

(۲) سورۃ الکھف:۲۸

(۳) سورۃ النحل:۳۶

(۴) سورۃ النساء:۵۸

حضرت عمرؓ کا قول:

"اسلام میں سوائے حق کے کسی کو نہیں پکڑا جائے گا"[(۱)]

۱۰۔ تحفظِ ملکیت:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَاْكُلُوا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾[(۲)]

ترجمہ: "تم باطل طریقے سے ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ

اگر اسلام کا بغور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے کا مال کھانے کے کون کون سے طریقے باطل ہیں، اس لیے کسی شخص یا حکومت کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ قانون کو توڑ کر ان متعین شکلوں کے علاوہ جو خود اسلام نے واضح کر دی ہیں کسی کی ملکیت پر دست درازی کرے۔

۱۱۔ عزت کا تحفظ:

انسان کا یہی بنیادی حق ہے کہ اُس کی آبرو کی حفاظت کی جائے، اسلام نے اس کو تفصیلاً بیان کیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے

﴿لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ﴾[(۳)]

ترجمہ: "تم میں سے کوئی گروہ کسی دوسرے گروہ کا مذاق نا اُڑائے"

﴿وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ﴾[(٤)]

ترجمہ: "تم ایک دوسرے کو بُرے القاب سے نہ پکارو"

﴿وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا﴾[(۵)]

ترجمہ: "تم ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو"

اسلام نے انسان کی آبرو پر جتنی بھی حملہ کی متوقع شکلیں تھیں ان سے منع کر دیا ہے، اسلام نے واضح بتا دیا کہ خواہ انسان موجود ہو یا نہ موجود ہو اُس کی عزت کا خیال رکھا جائے گا، یہ ہر شخص کا قانونی حق ہے کہ اُس کی عزت پر ہاتھ نہ

---

(۱) موطا امام مالک، حدیث نمبر ۱۴۶۵، ص ۲۴۴

(۲) سورۃ البقرہ:۱۸۸

(۳) سورۃ الحجرات:۱۱

(۴) سورۃ الحجرات:۱۱

(۵) سورۃ الحجرات:۱۲

ڈالے۔

۱۲۔ نجی زندگی کا تحفظ:

اسلام کے بنیادی حقوق کی رو سے ہر انسان کو نجی زندگی کو محفوظ رکھنے کا حق حاصل ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے

﴿لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا﴾ (۱)

ترجمہ: "اپنے گھروں کے سوا دوسرے کے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک وہ آپ کو اجازت نہ دے"

اور مزید فرمایا

﴿لَا تَجَسَّسُوْا﴾ (۲)

ترجمہ: "تجسس نہ کرو"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک آدمی کا یہ حق نہیں کہ وہ دوسرے آدمی کے گھر جھانکے اسلام میں ایک شخص کو پورا پورا آئینی حق حاصل ہے کہ وہ اپنے گھر میں دوسروں کی مداخلت سے محفوظ رہے، اسلام نے نجی زندگی کا اتنا خیال رکھا ہے کہ کسی کا خط پڑھنا تو دور رہا اُس پر نگاہ ڈالنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ اسلام انسان کی پرائیوسی کا پورا پورا خیال رکھتا ہے۔

۱۳۔ آزادیِ اظہارِ رائے:

ایک اور اہم چیز ہے آج کل آزادیِ اظہارِ رائے کیا جاتا ہے اسلام نے اُس کو اپنے انداز میں اسطرح بیان کیا کہ "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" سے بیان کرتا ہے۔

اسلام کا اعلان ہے کہ صرف انسان کا حق ہی نہیں بلکہ اُس کا فرض ہے کہ بھلائی کے لیے لوگوں سے کہے اور بُرائی سے روکے۔ اسی وجہ سے اسلام نے بہترین امت کا نام دیا اُن کو جو لوگوں کو دعوت دیتے ہیں نیکی کی اور بُرائی سے روکتے ہیں۔

۱۴۔ مذہبی آزادی سے تحفظ کا حق:

اسلام اس امر کا روادار نہیں کہ مختلف مذہبی گروہ ایک دوسرے کے خلاف دریدہ ہی سے کام لیں اور ایک دوسرے کے رہنماؤں پر کیچڑ اُچھالیں، اسلام نے ہر شخص کے مذہبی معتقدات اور اُنکے رہنماؤں کا ادب سکھایا ہے۔

---

(۱) سورۃ النور: ۲۷

(۲) سورۃ الحجرات: ۱۲

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾[۱]

ترجمہ: "اُنہیں بُرا بھلا نہ کہیں جنھیں یہ لوگ اللہ کے سوا معبود بنا کر پکارتے ہیں"

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مختلف مذاہب پر دلیل کے ساتھ بات کرنا ٹھیک ہے اور معقول طریقے سے تنقید کرنا آزادیِ اظہارِ رائے ہے، مگر دل آزاری کے لیے بدگوئی کرنا جائز نہیں ہے۔

۱۵۔ شبہات پر کاروائی نہیں کی جائے گی:

اسلام نے ہر شخص کو یہ بات سکھائی ہے کہ تحقیق کے بغیر کسی دوسرے کے خلاف کوئی کاروائی نہیں کی جائے گی۔ اسلام نے واضح بتایا ہے کہ کسی کے خلاف اطلاع ملنے پر واضح تحقیق کرو تاکہ ایسا نہ ہو کہ کسی کو لاعلمی میں غلط سزا دی جائے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے

﴿اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِيْنَ﴾[۲]

ترجمہ: " اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی سی خبر لائے تو اس کی تحقیق کیا کرو کہیں کسی قوم پر بے خبری سے نہ جا پڑو پھر اپنے کیے پر پشیمان ہونے لگو"

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ﴾[۳]

ترجمہ: "زیادہ بدگمانی سے بچو"

اجمالاً یہ ہیں وہ اسلام کی بنیادی تعلیمات جن سے مغرب کے لوگ ناواقف ہیں مختصراً ان کا تذکرہ کیا گیا ہے، اس کے علاوہ اور بہت سی خوبیاں ہیں جن کو اہلِ مغرب آج بیان کرتے ہیں، اور اسلام نے آج سے بہت عرصہ پہلے بتا دیں تھیں۔

---

(۱) سورۃ الانعام:۱۰۸

(۲) سورۃ الحجرات:۶

(۳) سورۃ الحجرات:۱۲

خلاصہ بحث وتجزیہ:

اسلام کے اندر شدّت پسندی اور تعصب سے منع کیا گیا ہے مگر اسلام مخالف جو اپنے آپ کو یہ بات کہہ کر صاف اور شفاف کر کے لوگوں میں ظاہر کرتے ہیں کہ ہم شدت پسندی اور تعصب سے نفرت کرتے ہیں مگر شدت پسندی اور تعصب اُن کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ اور وہ اسلام کی مخالفت میں دن رات مصروف ہیں کہ لوگ اس دینِ متین سے دور ہو جائیں۔ اسلام شدت پسندی اور تعصب سے روکتا ہے، اسلام ہمیں پیار و محبت کا درس دیتا ہے اسلام ہمیں دوسرے مہذب کے لوگوں سے بھی پیار و محبت کا درس دیتا ہے، مگر اسلام دُشمن اسلام سے بلاوجہ دُشمنی پر اُترے ہوئے ہیں، وہ شدت پسندی اور تعصب کا داغ بجائے اپنے آپ کا وہ اسلام پر لگاتے ہیں۔ بڑھتے ہوئے اسلام کی وجہ سے وہ مسلمانوں کے ساتھ تعصب اور شدت پسندی میں آئے دن اضافہ کر رہے ہیں اور الزام بھی مسلمانوں کو دے رہے ہیں، اُن کی شدت پسندی اور تعصب کی وجہ سے ہمارے مسلمانوں بھائیوں اور بہنوں کو کافی تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے، لیکن اسلام کے چاہنے والے پھر بھی اپنے مذہب کے پیروکار ہیں۔

اسلاموفوبیا جو کہ ایک بہت بڑا چیلنج بن چکا ہے ہم تمام مسلم لوگوں کیلئے اُس کے ادراک کیلئے ہمیں دینِ اسلام کی تعلیم کو باقاعدگی کے ساتھ اہلِ مغرب تک پہنچانے میں مختلف جوانوں کو تیار کر کے اُن کے پاس پہنچانے کی اشد ضرورت ہے تاکہ یہ لوگ وہاں پر جاکر اسلام کے خلاف اُٹھنے والے ہر سوال کا بطورِ احسن طریقے سے جواب دیں۔

اسلاموفوبیا کی صورت میں اسلام کو درپیش چیلنج کا امتِ مسلمہ کو نہ صرف ادراک کرنے کی ضرورت ہے، بلکہ اسلام کو دُنیائے انسانیت تک پہنچانے کی بھرپور جدوجہد کی بھی اشد ضرورت ہے۔ تاکہ دُنیا اسلام کی حقیقی تعلیمات سے آگاہ ہو سکے اور اسلام کے خلاف منفی پروپیگنڈہ کی یہ چال خود مغرب میں اسلام کے تعارف کا ذریعہ بن جائے۔

فصل دوم

میڈیا کا مثبت کردار

تمہید

میڈیا میں خواہ اخبار ہو یا ریڈیو، ٹیلی ویژن ہو یا انٹرنیٹ، اس میڈیا کی ضرورت ہر دور میں مسلم رہی ہے۔ موجودہ دور میں اسلامی معاشرہ کی بقاء اور تعمیر و ترقی کیلئے میڈیا کا مثبت کردار اتنا ضروری ہے جتنا انسانی جسم کو غذا کی ضرورت ہے، میڈیا کا مثبت کردار اسلامی معاشرے میں انقلاب برپا کر سکتا ہے، میڈیا کا انکار موجودہ دور کے برق رفتار آلات میں تو میڈیا کا انکار ناممکن ہے، میڈیا کی ترقی کے ساتھ انسانی معاشرے کی ترقی ہے، اگر میڈیا نہ ہوتا تو انسانی اسلامی معاشرہ تہذیب و تمدن کے عروج سے محروم رہتا، اور جہالت اور ناخواندگی کے اندھیروں میں بھٹک رہا ہوتا۔

عصرِ حاضر میں جہاں انسان نے اپنی قابلیت اور استعداد کے جوہر متعدد شعبہ ہائے زندگی میں دکھلائے ہیں، ان میں سے ذرائع ابلاغ ایک اہم موضوع ہے جو اکیسویں صدی کے ترقی یافتہ انسان کا موضوع بحث ہے، ذرائع و وسائل کا استعمال خواہ وہ قومی سطح پر ہو یا بین الاقوامی سطح پر تعمیر و تخریب دونوں مقاصد کے لئے استعمال ہوتے ہیں سعادت مند ہے وہ فرد یا قوم جو وسائل کا ذاتی اور اصلاحی فلاح و بہبود کے لئے کرتی ہے۔ جبکہ ان وسائل کا منفی استعمال ملک و قوم کے مفاد کیلئے نہیں۔

میڈیا کی تعریف جیسا کہ پیچھے گزر چکی ہے۔

میڈیا کے مثبت کردار کے حوالے سے قرآن کی رہنمائی کے اصول:

قرآن پاک چونکہ رہتی دُنیا تک ایک جامع کتاب ہمارے لیے بن کر آیا ہے اس لیے قرآن پاک ہمیں زندگی کے ہر شعبہ میں رہنمائی فراہم کرتا ہے، اس لیے قرآنِ پاک ہمیں میڈیا کے کردار کے حوالے سے رہنمائی فرماتا ہے جو کہ درض ذیل میں بیان کی جائی گی۔

تقوٰی اور خداخوفی:

نیکی اور صالحیت کیلئے آمادہ کرنے والی اہم چیز تقوٰی ہے، خوفِ خدا زبردست ضابطے و حکمران کی حیثیت رکھتا ہے، معاشرے کی کوئی روایت، حکومت کا کوئی ضابطہ اور پولیس کا کوئی ڈنڈا آبادی میں، روشنی میں، چوراہوں اور شاہراہوں پر تو کام کرتا ہے لیکن آبادی سے دور صحرا اور کسی ویرانے میں، بند کمرے میں، مخصوص چاردیواری کے اندر یا رات کی تاریکی میں صرف اور صرف تقوٰی کا قانون کام کرتا ہے، اس خوف و خشیت الٰہی کی بنیاد پر ایک فرد اور معاشرے کی زندگی میں جن اخلاقِ حمیدہ کی نشونما ہوتی ہے اس کی بنا پر رب العالمین کی جانب سے اس کے معزز ہونے کا اعلان

ہوتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ﴾[1]

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا ہے"

راست بازی اور عدل وانصاف

صدق وعدل میڈیا کا حسین زیور ہے، میڈیا اگر ان اوصاف سے عاری ہو جائے اور اس کے بجائے پروپگنڈہ، جھوٹ فریب، ناانصافی، دھوکا اور تعصب کے دلدل میں پھنس جائے تو اپنی وقعت کھو بیٹھتا ہے، اگر یہ کہا جائے تو بے جانہ ہو گا کہ ان عیوب و نقائص کے ساتھ عصرِ حاضر میں بے پناہ قوت و اثر کا حامل میڈیا اپنے ہی ہاتھوں اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارتا ہے، اور لوگوں کی نگاہ میں مشکوک ہی نہیں بلکہ مذموم بن جاتا ہے۔

صحت مند اور کامیاب میڈیا کیلئے قرآن پاک کی یہ آیت بہترین کارآمد ہے اور میڈیا کے ذمہ داروں کو فکر و عمل کی دعوت دیتی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلاً سَدِيدًا يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَن يُطِعْ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾[2]

ترجمہ: "اے ایمان والو اللہ دے ڈرو اور دُرست بات کیا کرو، اللہ تمہارے اعمال سنوار دے گا، اور تمہارے گناہوں معاف فرمادے گا، جو شخص اللہ اور اُس ے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا اُس شخص نے بڑی کامیابی حاصل کی"

حدیث نبوی ﷺ:

ایک دفعہ ایک شخص رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میں شہادت کا اقرار کرتا ہوں مگر اسلام لانے کی اپنے اندر جرأت نہیں پاتا کیونکہ مجھ میں فلاں فلاں عیب ہیں، آپ ﷺ نے اُس سے فرمایا کہ کیا تم مجھ

---

(۱) سوۃ الحجرات:۱۳

(۲) سورۃ الاحزاب آیت ۷۲-۷۳

سے جھوٹ چھوڑنے کا اقرار کرتے ہو؟ ہو کہنے لگاہاں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے تمہارا اسلام منظور ہے، چنانچہ جب وہ کوئی بُرائی کرنے لگتا تو اُس کو خیال آتا کہ جب مجھ سے کوئی آدمی یا اللہ کا رسول ﷺ پوچھے گا تو جھوٹ تو نہیں بول سکتا کیا کروں گا؟ وہ اُس عیب سے باز رہتا، آہستہ آہستہ اُس کے تمام اعمال دُرست ہو گئے۔ (۱)

قیاس وگمان کے بجائے حقائق:

قیاس و گمان اور شک و شبہ پر مبنی بات بے وزن ہوتی ہے، اور بالعموم اس قسم کے افراد یا وسائلِ اطلاعات کو صحت مند فکر کا حامل نہیں جانا جاتا، لوگ ایسے وسائل و ذرائع اور لوگوں سے بد ظن ہوتے ہیں۔

قرآن مجید کی یہ آیت اس لحاظ سے ملاحظہ کیجیے تا کہ اس ہر عمل کو کہ ہم میڈیا کو صاف اور شفاف بنا سکیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے

﴿يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ﴾ (۲)

ترجمہ: "اے لوگو جو ایمان لائے ہو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو اس کی خوب تحقیق کر لیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو نادانستہ نقصان دے دو اور بعد میں اپنے کیے پر شرمندگی ہو"

حدیثِ پاک ہے

((قال رسول الله صلى الله عليه وسلم- كفى بالمرء كذبا أن يحدث بكل ما سمع)) (۳)

ترجمہ: "آدمی کے جھوٹا ہونے کیلئے کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات بغیر تحقیق آگے بیان کر دے"

آج کے دور میں میڈیا کا معمول یہ ہے کہ کبھی نامعلوم، کبھی فاسق و فاجر افراد کے توسط سے ایسی ایسی خبریں بیان کرتے ہیں، جن کے ذریعے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف رائے عام تشکیل دی جاتی ہے، اگر خبروں کے بیان کرنے میں ان اصولوں کی پاسداری کی جائے جن کو مسلم محققین نے کئی صدیاں قبل ہی کسی خبر کے ثبوت کیلئے متعارف کرا دیا تھا، اور

---

(۱) مسند احمد: ۴، ۱۵۵

(۲) سورۃ الحجرات آیت ۶

(۳) صحیح مسلم، المقدمۃ، باب النھی عن الحدیث بکل ما سمع، حدیث نمبر: ۸، ج: ۱، ص: ۷۔

پھیر عملاً ان پر عمل کر کے بھی دکھایا تو بے شک دُرست طور پر واضح ہو سکتے ہیں۔

میڈیا کا اسلامی تصور:

اسلام چونکہ رہتی دنیا تک ہے، اس لیے اس میں میڈیا اور پریس کے حوالے سے بھی ضابطہ اور قانون موجود ہے اسلام میں میڈیا کی کتنی اہمیت ہے اور میڈیا کو انسانی زندگی میں کتنا بڑا اور اہم مقام حاصل ہے اس کا اندازہ کرنے کیلئے ہمیں ان آیات اور احادیث کا مطالعہ کرنا چاہیے جن سے اسلام کے داعیانہ پہلو پر روشنی پڑتی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے

﴿اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾ (۱)

ترجمہ:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے

﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ﴾ (۲)

ترجمہ: "تم میں سے ایک جماعت ایسی ہے جو بلاتی ہے خیر کی طرف

حدیث پاک میں میڈیا کی اہمیت

ان آیات اور احادیث میں اسلام کے جس آفاقی پیغام کا امت کو پھیلانے کا حکم دیا گیا ہے، کیا اس پیانے کی وسیع اور عالمی پیانے پر دعوت واشاعت میڈیا کے بغیر ممکن ہے؟

اسلامی ذرایع ابلاغ کسی انسانی فکر کا تیار کردہ یا محض عقلی بینادوں پر نہیں ہے بلکہ وہ قرآن اور احادیث سے متنبط ہے، اسلامی نظریۂ ابلاغ میں جہاں میڈیا کو اظہارِ رائے کی آزادی ہے وہاں پر بہت سی پابندیاں بھی عائد ہیں۔ تاکہ دیگر اسلامی نظریہ کی طرح یہاں بھی توازن واعتدال برقرار رہے۔

ذرائع ابلاغ کے اساسی اصول واقدار:

اسلام نے فکر و نظر کی آزادی کے ساتھ ہمیشہ آزادیِ رائے کا احترام کیا ہے۔ اور ہر کس و ناکس کو اپنی بات رکھنے کا حق دیا ہے، عہد نبوی ﷺ اور خلفائے راشدینؓ کے دور سے لے کر عہد بنی امیہ اور بنو عباسیہ تک پوری اسلامی تاریخ

---

(۱) سورۃ النحل آیت ۱۲۵

(۲) سورۃ آل عمران آیت ۱۰۴

اس قسم کے واقعات سے لبریز ہے، جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے کس درجہ شدت کے ساتھ حریتِ رائے کے تصور کی پرورش کی ہے اور انسانی معاشرے کا لازمی جز بنانے کی کوشش کی ہے، اسلام نے صرف آزاد مرد اور خواتین کو ہی نہیں بلکہ غلاموں کو بھی آزادیِ اظہارِ رائے کا حق دیا ہے، آج ہمارا میڈیا پابند سلاسل ہو گیا ہے اُس کو فکر و نظر کی آزادی نہیں ہے، وہ حکومت کا پابند ہے، وہاں ہر کوئی بھی اپنی آزادیِ رائے کا اظہار کرنے سے قاصر ہے، لہذا اسلامی معاشرے کی تعمیر و ترقی میں میڈیا کو مکمل آزادی کا حق ہونا چاہیے۔

حکومتِ وقت سے سوال اور باز پرس کرنے کا حق:

اسلامی نظریہ ابلاغ کے مطابق صحافی اور اخبار نویس کو ملک کی سب سے بڑی اتھارٹی حاصل ہے کہ وہ ملک کے بادشاہ سے بھی سوال کرنے کا حق رکھتا ہے۔ ایک صحابی نے حضرت عمرؓ سے سوال کیا تھا کہ ہر صحابی کو مالِ غنیمت سے ایک چادر ملی ہے آپؐ کے بدن پر دو چادریں کیسی ہیں؟ تو حضرت عمرؓ نے خلیفہ ہونے کے باوجود اُس پر ناگواری کا اظہار نہیں کیا تھا، بلکہ انتہائی آرام و سنجیدگی سے جواب دیا کہ ایک چادر میرے حصے کی ہے اور دوسری چادر میرے بیٹے کے حصے کی ہے۔

یہ اسلام کا مزاج ہے کہ اس میں ہر کس و ناکس آدمی کو سوال کرنے کا حق ہے مگر افسوس کے آج کہ ہمارا میڈیا جو پاور ہے ایک بہت بڑی وہ ملک کے حکمرانوں سے سوال کرنے میں عاجز ہے اگر میڈیا کو مکمل آزادی دی جائے تو بہت بہتری آسکتی ہے ملک و معاشرے میں۔

ظلم و ناانصافی کے خلاف احتجاج کی آزادی

اسلام نے فرد کے ساتھ جہاں ادارے اور ذرائع ابلاغ کو جتنی آزادیاں دی ہیں وہاں ایک اہم حق ظلم و ناانصافی کے خلاف احتجاج کا ہے۔ ذرائع ابلاغ جہاں کہیں بھی بے انصافی دیکھے تو اس کو احتجاج کرنے چاہیے، مظلوموں کی حمایت کرنی چاہیے انسانی غیرت و حمیت کا ثبوت دینا چاہیے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے

﴿لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ﴾ (۱)

ترجمہ: "اللہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی کسی کی بری بات ظاہر کرے مگر وہ جس پر ظلم ہوا ہو"

---

(۱) سورۃ النساء آیت ۱۴۸

حدیث پاک ہے:

((من رأى منكم منكرا فليغيره بيده فإن لم يستطع فبلسانه فإن لم يستطع فبقلبه وذلك أضعف الإيمان))(۱)

ترجمہ: "تم میں سے جو بھی کوئی برائی دیکھے تو اُس کو چاہیے کہ اُسے ہاتھ سے روکے، اگر ہاتھ سے روکنے کی استطاعت نہیں رکھتا تو زبان سے روکے اگر زبان سے روکنے کی بھی استطاعت نہں رکھتا تو وہ اُس کو دل میں بُرا جانے یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے"

حدیث پاک ہے۔

((أي الجهاد أفضل قال كلمة حق عند سلطان جائر))(۲)

ترجمہ: "افضل جہاد یہ ہے کہ ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنا"

اسلام میں میڈیا کو بڑی آزادی ہے کہ یہ ایک شفاف ادارہ ہے ہر ظالم سے سوال کرنے کا حق رکھتا ہے، ہر مظلوم کی حمایت کرنے کا حق رکھتا ہے، مظلوم کو حق دلوانے میں اُس کی مدد کر سکتا ہے، بادشاہ کے سامنے ڈٹ کر حق کی بات کر سکتا ہے۔ اسلام نے میڈیا کو کس طرح اصول دیے مگر افسوس کہ آج ہمارا میڈیا ان تمام اخلاقیات کو کھویا ہوا ہے، لاہور میں سانحہ ماڈل ٹاؤن میں ہمارے بھائی بچوں کو سرِ عام گولیاں ماری گئیں مگر میڈیا نے اُس پر کوئی احتجاج نہیں کیا، شہدائے قندوز کو کس طرح لہولہان کیا گیا مگر میڈیا نے کوئی احتجاج نہیں کیا، اگر کوئی اجتماع ختمِ نبوت کے حق میں آواز بلند کرے میڈیا نے اس کی حوصلہ افزائی اور مدد میں کوئی کردار ادا نہیں کیا، مگر میڈیا اسلام کے اصولوں کے خلاف چلتا ہوا نظر آتا ہے، ہمارا میڈیا مظلوم کا نہیں ظالم کا ساتھ دیتے ہوئے نظر آتا ہے، لہذا میڈا کو چاہیے کو وہ اسلامی اصولوں کو مد نظر رکھے تاکہ اخلاقی قدریں باقی رہیں۔ اسلامی معاشرے میں ترقی ہو، اسلام کی ترویج واشاعت میں اضافہ ہو۔

مناظرے اور باہمی تنقید کی آزادی:

آج کل کے اخبارات اور نیوز چینلز کا یہ خاص وطیرہ بن گیا ہے کہ وہ چند ماہرین کو بلا کر کسی خاص موضوع پر مباحثے اور مناظرے کراتے ہیں، اس مباحثے میں موضوعات کی تجدید نہیں ہوتی، اس کا موضوع بھی سیاسی ہی ہوتا ہے،

---

(۱) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون النهی عن المنکر من الإيمان، حديث نمبر: ۱۸۶، ج: ۱،ص: ۵۰.

(۲) أحمد بن شعيب أبو عبد الرحمن النسائي، المجتبى من السنن، مكتب المطبوعات الإسلامية– حلب، الطبعة الثانية،۱۴۰۶ – ۱۹۸۶، تحقیق: عبد الفتاح أبو غدة، کتاب البيعة، فضل من تكلم بالحق عند إمام جائر، حدیث نمبر: ۴۲۰۹، س ن، ج: ۷، ص: ۱۶۱.

اور سماجی بھی، مذہبی بھی ہوتا ہے اور تعلیمی بھی، اس قسم کے مباحثوں میں ایک فریق دوسرے فریقِ مخالف کو شکست دینے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے، وہ اپنے موقف کا ثابت کرنے کے لیے فریقِ مخالف پر تنقید بھی کرتا ہے۔

اسلام نے اس قسم ے مباحثے اور مکالمے کی اجازت دی ہے، بشرطیکہ اس میں کسی قسم کے خلافِ شرع امر کا ارتکاب نہ کیا گیا ہو، تنقید و جرح تعمیری ہو، تخریبی نہ ہو، بات وزن دار ہو، دلائل اس سے مزین ہو، اس سے کسی کے مذہبی جزبات مجروح نہ ہوتے ہوں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔:

﴿وَلَا تُجَادِلُوا اَهْلَ الْكِتَابِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾(١)

ترجمہ: "اور اہل کتاب سے نہ جھگڑو مگر ایسے طریقے سے جو عمدہ ہو"

شہادت کی آزادی:

ذرائع ابلاغ کی وساطت سے منظرِ عام پر آنے والی خبروں کا اتنا اثر ہوتا ہے کہ مقامی انتظامیہ سے لے کر ریاست اور مرکزی حکومت بھی حرکت میں آجاتی ہے، اور اس کی بنیاد پر کاروائی کرنے پر تیار ہو جاتی ہے، بہت سے معاملات ہماری نظروں سے گزرے ہیں جن میں حکومت نے میڈیا کی شہادت پر مجرم کو سزا دی ہے، اور بہت سے لوگ ایسے بھی دیکھے ہیں جن پر الزامات کی وجہ سے حکومت نے اُن کو جیل میں ڈالا تھا مگر جب میڈیا نے اُن پر بے گناہی کو ثابت کیا تو حکومت نے میڈیا کی شہادت کی وجہ سے اُن کو چھوڑ بھی دیا، اقرباء اور رشتے داروں کے خلاف بھی گواہی دینے کی آزادی ذرائع ابلاغ کو حاصل ہے، اگر وہ بندہ جس نے ظلم کیا وہ اُس کا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو مگر ذرائع ابلاغ کا چاہیئے کہ وہ اس کے خلاف بھی گواہی دے۔

شہادت اور گواہی کی اس اہمیت اور تاثیر کو مدنظر رکھتے ہوئے ذرائع ابلاغ کو کسی کی حمایت اور کسی مجرم کی گواہی دینے سے گریز نہیں کرنی چاہیے، اسلام نے شہادت کو چھپانے پر سخت وعید اور دھمکی دی ہے۔

اسلامی شریعت کا حدود و تعزیر پر مبنی نظام عدل و انصاف کی روشنی کا ایک مینارہ ہے جس میں بادشاہ اور رعایا، امیر و غریب سب برابر ہیں، اس نظام میں نہ کسی پر زیادتی ہوگی اور نہ ہی جُرم سے زیادہ سزا دی جائے گی۔ ذرائع ابلاغ کو چاہیے کو وہ کسی جرم کا پردہ فاش کرنے میں مصالحت اور مداہنت سے کام نہ لیں۔

---

(١) سورۃ العنکبوت آیت ۴۶

ارشادِ باری تعالیٰ ہے

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ كُونُواْ قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاء لِلّهِ وَلَوْ عَلَى أَنفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالأَقْرَبِينَ إِن يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقَيرًا فَاللَّهُ أَوْلَى بِهِمَا فَلاَ تَتَّبِعُواْ الْهَوَى أَن تَعْدِلُواْ﴾(۱)

ترجمہ: " اے ایمان والو انصاف قائم کرنے والے بنو، اللہ کی خاطر گواہی دینے والے، چاہے وہ گواہی تمھارے اپنے خلاف پڑتی ہو، یا والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف، وہ شخص چاہے امیر ہو یا غریب اللہ دونوں قسم کے لوگوں کا تم سے زیادہ خیر خواہ ہے، لہذا ایسے نفسانی خواہش کے پیچھے نا چلنا، جو تمھیں انصاف کرنے سے روکتی ہو"

جرائم کا پردہ فاش کرنے کی آزادی:

اسٹنگ آپریشن میڈیا والوں کا آج محبوب مشغلہ ہے، کسی کی شبیہ مسخ کرنا ہو تو وہ اسٹنگ آپریشن کا سہارا لیتے ہیں، اسلام نے نجی زندگی میں تو مداخلت سے منع کیا ہے لیکن اگر کسی کی حرکات سے عوام کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو اسلام اُس کے جرائم کا پردہ فاش کرنے کی بھی اجازت دیتا ہے۔ اسلام کسی کے انفرادی معاملات میں دخل اندازی کرنے سے منع کرتا ہے لیکن اگر معتبر ذرائع سے معلوم ہو کہ کوئی شخص معاشرے کے اندر برائی پھیلانے کا سبب بن رہا ہے تو اسلام میں اجازت ہے کہ اس کا تعاقب کر کے اُس کا پردہ فاش کیا جائے۔

بااثر افراد کے خلاف اظہارِ رائے کی آزادی:

آج کے جتنے بھی ذرائع ابلاغ ہیں ان پر چند بااثر افراد یا سیاست دانوں کا کنٹرول ہے جو کسی نا کسی سیاسی پارٹی سے سمجھوتا کر کے اُن کے حق میں بیان دے کر اُن کی تشہیر کراتا ہے، جبکہ اسلامی نقطہ نظر یہ ہے کہ میڈیا ہمیشہ اُن خبروں کی تشہیر کرے جن سے عوام کا مفادِ عامہ وابستہ ہو، اور اُن سے کسی شخص یا جماعت پر کیچڑ اچھالنا مقصود نہ ہو، اور یہ خبریں میڈیا کو بغیر کسی بااثر لوگوں کے خوف وخطرے کے سچ اور حق کو بیان کرنا چاہئے میڈیا کو چاہیے کہ وہ حق کی بات تشہیر کرتے ہوئے بااثر لوگ، طاقتور لوگ، مالدار لوگ، ادارے، تنظیمیں، حکومت کی طاقت، فوجی طاقت کو خاطر میں نہ لائے کیونکہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے۔

---

(۱) سورۃ النساء آیت ۱۳۵

((ألا لا يمنعن رجلا هيبة الناس أن يقول بحق إذا علمه))[1]

ترجمہ: "خبر دار جو تم کسی شخص کے اثرو رسوخ کی وجہ سے حق کے اظہار میں تردد سے کام لو"

خلاصہ یہ ہے کہ میڈیا ایک میٹھی چھری ہے اس کے ذریعہ آپ فروٹ ہی کاٹ سکتے ہیں اور کسی کی گردن ہی کاٹ سکتے ہیں اور کسی کی گردن بھی کاٹ سکتے ہیں، وہ انصاف پسند بن کر کسی کو عدل بھی دلوا سکتا ہے اور کبھی رشوت لے کر کسی ظالم کا ساتھ بھی دے سکتا ہے، میڈیا ظلم و ستم، بُرائی، فحاشی کو بھی عروج دے سکتا ہے اور کبھی اسلام کا داعی بن کر شریعت کے نفاذ میں اہم رول ادا کر سکتا ہے۔

مطلب یہ کہ ذرائع ابلاغ بہت خوبصورت اور اچھی چیز ہے مگر اس کے استعمال کرنے والے بجائے اس کے فائدہ اُٹھانے وہ نقصان کی طرف لے جاتے ہیں۔

میڈیا اس بات کو یقینی بنائے کہ وہ فحاشی اور بد اخلاقی کے ذریعہ اسلام کی توہین نہیں کرے گا چاہے اُس کو جتنی بھی مالیت کیوں نہ ملے، وہ ہر وقت شریعتِ اسلامی کا نفاذ عوام میں رائج کرے گا، اسی میں میڈیا کی عظمت و بقا ہے،

میڈیا کا مثبت کردار:

اسلامی تعلیم و تربیت اور معلومات:

ذرائع ابلاغ نے عمومی طور پر سمعی اور بصری ذرائع نے خصوصاً تعلیم و تربیت اور معلومات کی فراہمی ممکن بنائی ہے، کئی تعلیمی اداروں اور تحقیقی پروگراموں سے زندگی کے ہر شعبے میں لوگ فائدہ اُٹھاتے ہیں، اور اپنی اور اپنی اولادوں کی اصلاح کرتے ہیں، تعلیم و تربیت اور دینی شریعت کے عمدہ پروگرام انسانیت کی تعمیر میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔

تعلیمی دینی پروگرام، مثلاً مناظرہ، آذان، تلاوُتِ قرآن، نعتیہ پروگرام اور کسی عالم دین کی تقریر پیش کرنا دین کے لیے بہتر بڑی خدمت ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ میڈیا کو اعمالِ صالح کی لئے استعمال کیا جائے تاکہ میڈیا کے ذریعہ سے اسلام کی تبلیغ میں اضافہ ہو۔

---

(۱) سنن ابن ماجة، ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، مكتبة أبي المعاطي، كتاب الفتن، باب الامر والنهي عن المنكر، حديث نمبر: ۲۰۱۱ء، ج:۵، ص:۱۳۹.

عالمگیریت:

میڈیا کے ذریعے انسان کو دینِ اسلام کو گھر بیٹھے دنیا کے کے چپے چپے اور دنیا کے ہر طبقے کو متعارف کرا سکتا ہے، پورے عالم کو اللہ کو اللہ کی قدرتوں میں غور و فکر کرنا، توحید اور آخرت کی دعوت دینے میں غور و فکر کرنے کی دعوت دے سکتا ہے، افرادِ انسانی میں اختلاف، تعصب و دُشمنی، اختلاف اور انتشار اور بداخلاقی وغیرہ کو قرآن و سنت کی روشنی میں ختم کرا سکتا ہے اس کے علاوہ موجودہ دور میں قرآن، حدیثِ نبوی ﷺ، عقائد اسلام، الحکامِ اسلام، نظریاتِ شرع پر اسلام دُشمنوں کی طرف سے جو یلغار کی جارہی ہے، اسلام اور اہل اسلام کی جو غلط شبیہ پیش کی جارہی ہے اُس کا جواب بھی میڈیا آرام سے دے کر ان مسائل کو حل کر سکتا ہے۔

اسلامی ثقافت کی اصل روح کی بیداری:

اسلامی ثقافت سے مراد وہ ثقافت ہے جس کی مرجع و محور ہو، اور اسلام کی تشریح نبی کریم ﷺ کا اسوہء حسنہ ہے جس پر عمل کر کے اسلام ایک ایسی بلند و بالا عمارت کھڑی کر سکتا ہے جس کو بڑے سے بڑا طوفان کرا نہیں سکتا۔
قرآن کریم انسانی زندگی کے ہر شعبے میں انسان کی رہنمائی کرتا ہے، اگر انسان قرآن کے مطابق زندگی کے ہر شعبے میں رہنمائی لے تو اُس کی زندگی کا سفر آسانی سے طے ہو سکتا ہے۔

میڈیا کے ذریعے ہم قرآن کریم کا ترجمہ اور تشریح آسانی سے لوگوں تک پہنچا سکتے ہیں، ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں کچھ چینلز ایسے ہیں جو ہر وقت قرآن اور حدیث کی نشرو اشاعت کرتے رہتے ہیں، اس سے اسلام کی ترقی میں جو اضافہ ہو رہا ہے، اُس میں مزید اضافہ ہو سکتا ہے۔

ذرائع ابلاغ اگر اپنی ذمہ داریوں کو دُرست طریقے سے انجام دے تو اسلام کے مفاد میں میڈیا سب سے زیادہ اہم کردار ادا کار سکتا ہے، جو بُرائیاں اسلام کو دیمک کی طرح چاٹ رہی ہیں ان بُرائیوں کا قلع قمع کیا جا سکتا ہے۔

میڈیا تعلیماتِ اسلام کے دائرے میں رہ کر زیادہ سے زیادہ خدمتِ خلق اور ملک و ملت کی اصلاح کا فریضہ انجام دے سکتے ہیں۔

خلاصہ بحث و تجزیہ:

آج مخالف طاقتیں اسلام کو برباد کرنے کیلئے میڈیا کا منفی استعمال کر رہی ہیں وہاں مسلمانوں کا میڈیا سے دور ہونا کم فہمی ہے۔ ہمارے لئے اسلاموفوبیا کے تدارک کیلئے میڈیا کا مثبت استعمال از حد ضروری ہے۔ جس کے لئے ہمیں اپنے مدارس کے اندر علماء کو میڈیا روشناس کروانا ضروری ہے تاکہ وہ دانائی کے ساتھ اسلام کی روشن تعلیمات کو پھیلانے میں

اہم کردار ادا کر سکیں۔

اسلام کی حقیقی تصویر کو بگاڑنے میں میڈیا زبردست کردار ادا کر رہا ہے، اسلام دُشمن میڈیا اور متعلقین زہر آلود مکالمے اور بیانات دینے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے، جس کی وجہ سے لوگ مغرب میں اسلام کے مخالف ہیں، اب مغرب کے لوگوں کی جو اسلام کے متعلق معلومات ہیں یا تو وہ لوگ اخبار سے حاصل کرتے ہیں یا ٹی وی کے ذریعے، جو اسلام کی انتہائی مسخ شدہ تصویر کو لوگوں کے سامنے رکھتے ہیں۔

اس سلسلہ میں امتِ مسلمہ کو چاہیے کہ وہ میڈیا کو اسلامی تعلیمات کے فروغ میں حساس اور سنجیدہ بنائے، اور مسلم حکومتوں کو چاہیے کہ وہ میڈیا پر اچھی خاصی رقم خرچ کر کے میڈیا میں نہ صرف نمائندگی کریں بلکہ اس کو اسلام کی تبلیغ کے لیے استعمال میں لانا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔

فصل سوم

علم و تحقیق کا فروغ

تمہید:

علم و تحقیق کے ذریعے ہی آدمی ایمان و یقین کی دُنیا آباد کرتا ہے۔ راہِ ہدایت سے بھٹکے ہوئے لوگوں کو سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔ بُروں کو اچھا بناتا ہے۔ دُشمن کو دُوست بناتا ہے۔ بے گانوں کو اپنا بناتا ہے اور دُنیا میں امن قائم کرتا ہے۔ علم و تحقیق کی فضیلت و عظمت جس انداز مین اسلام کے اندر پائی جاتی ہے اتنی اس کی قدر و منزلت کسی اور مذہب میں نظر نہیں آتی۔

تعلیم و تربیت، درس و تدریس گویا اسلام کا اولین مقصد ہے۔ قرآن کی جو پہلی وحی اللہ نے اپنے محبوب ﷺ پر نازل کی اُس کا پہلا لفظ "اقراء" سے شروع ہوا ہے اور قرآن پاک کی تمام آیتوں میں سب سے پہلے جو پانچ آیتیں نازل ہوئیں ہیں اُن میں بھی تعلیم و تحقیق کی عظمت ظاہر ہوئی ہے۔

علم و تحقیق کا فروغ:

علم کی فضیلت قرآن پاک سے:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۞ خَلَقَ الإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۞ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الأَكْرَمُ ۞ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۞ عَلَّمَ الإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَم۞﴾ [(۱)]

"پڑھ اور جان کہ تیرا رب کریم ہے، جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا اور آدمی کو وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا"

گویا قرآن کی ابتدا میں ہی اللہ پاک نے اپنے محبوب کو تعلیم کی طرف توجہ کروائی، اسی وجہ سے جب نبی پاک ﷺ مکہ مکرمہ میں آئے تو وہاں کے لوگوں کی کیا حالت تھی؟ جوا، شراب، زنا، قتل و غارت، بچیوں کو زندہ در گور کرنا، الغرض کے تمام برائیوں سے علم کے ذریعے نجات دی۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ﴾ [(۲)]

---

(۱) سورۃ العلق:۱-۴

(۲) سورۃ المجادلۃ:۱۱

ترجمہ: "اللہ تم میں سے ان لوگوں کے درجے بلند کرے گا، جو ایمان لائے اور جنہوں نے علم حاصل کیا"

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُوْلُوا الأَلْبَابِ﴾[1]

"اے نبی ﷺ کہہ دیجئے کہ "کیا علم والے اور جاہل برابر ہو سکتے ہیں نصیحت تو وہی حاصل کرتے ہیں جو عقل والے ہیں"

اللہ پاک نے ایک اور آیت میں تاریکی اور روشنی کی مثال دے کر عالم اور جاہل کے فرق کو واضح کیا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الأَعْمَى وَالْبَصِيرُ أَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمَاتُ وَالنُّورُ﴾[2]

"کہہ دیجئے کہ کیا برابر ہو سکتے ہیں اندھا اور دیکھنے والا یا کہیں برابر ہو سکتا ہے اندھیرا اور اُجالا"

اس طرح کی اور بہت سی آیات ہیں جن میں علم والوں اور جاہل لوگوں کے فرق کو واضح کیا گیا ہے، اور علم والوں کے درجات کی بلندی کا انعام بتا کر مسلمانوں کو علم کے حصول کے لیے اُبھارا گیا ہے۔

مولانا محمد صدیق ہمنی لکھتے ہیں۔

وہ فرماتے ہیں کہ "عالم کہتے ہی اُسے ہیں جو پڑھے لکھے ہوتے ہیں، چاہے اُس نے قرآن کی تعلیم سیکھی ہو یا حدیث کی، سائنس کا علم سیکھا ہو یا آرٹس کا، تعلیم اس کے پاس فقہ کی ہو یا منطق کی، میڈیکل کی ڈگری ہو یا طب کی یہ تمام کے تمام لوگ پڑھے لکھے لوگوں میں شمار کیے جائیں گے"

اور علم ایسی چیز ہے جو انسان کو ہمیشہ کام آئے گا، لیکن اگر اس علم کے ذریعے انسان کا مقصد نیک ہو اور اُس کا صحیح استعمال کیا جائے تو یہ علم دنیا کی نعمت سے انسان کو آراستہ فرما دیتا ہے۔

ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِى عَلَى أَدْنَاكُمْ ». ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ –صلى الله عليه وسلم– « إِنَّ اللَّهَ وَمَلاَئِكَتَهُ وَأَهْلَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ حَتَّى النَّمْلَةَ فِى جُحْرِهَا وَحَتَّى الْحُوتَ لَيُصَلُّونَ عَلَى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرَ))[1]

"علم والوں کو دوسرے کے مقابلے میں ایسی ہی فضلیت حاصل ہے، جیسے میری فضیلت تم میں

---

(۱) سورۃ الزمر:۹، سورۃ الرعد:۱۶

(۲) سورۃ الفاطر:۲۰،۱۹

سے ادنیٰ انسان پر ہے، یقیناً اللہ عزوجل اور اُس کے فرشتے، اور آسمان اور زمین والی ہر چیز، حتیٰ کے چیونٹی اپنے سوراخ میں اور مچھلی پانی میں پڑھے لکھے لوگوں کیلئے دُعائیں کرتی ہیں۔(ریاض الصالحین)

ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں، وہ بیان کرتے ہیں:

ایک دن رسول اللہ ﷺ اپنے حجرے مبارک سے باہر تشریف لائے اور مسجد نبوی میں داخل ہوئے، وہاں دو حلقے بیٹھے ہوئے تھے، ایک گروہ قرآن کی تلاوت کر رہا تھا اور اللہ سے دعا مانگ رہا تھا، اور دوسرا گروہ تعلیم و تعلم کا کام سر انجام دے۔

ا۔الجامع الصحیح سنن الترمذی، محمد بن عیسی ابو عیسی الترمذی، تحقیق،احمد محمد شاکروآخرون،کتاب العلم عن الرسول اللہ ﷺ، باب ماجاء فضل الفقہ علی العبادۃ، حدیث ۲۶۸۵، ج۵، ص ۵۰

رہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا کہ دونوں بھلائی کے پر ہیں، یہ حلقہ قرآن پڑھ رہا ہے اور خدا سے دُعا مانگ رہا ہے رب چاہے اس کی قبول فرمائے نہ فرمائے دوسرا حلقہ تعلیم و تعلم میں مشغول ہے (یہ زیادہ بہتر ہے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ

((وَإِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا))(۱)

پھر آپ ﷺ تعلیم و تعلم والے حلقے میں بیٹھ گئے۔

اہل علم کا بہت مقام و مرتبہ ہے احادیثِ نبوی ﷺ کی روشنی میں نبی پاک ﷺ نے جب لوگوں کو اپنا تعارف کرانا چاہاتو آپ ﷺ نے اپنا تعارف ایک پڑھا لکھا ہونے کی حیثیت سے کرایا۔

اہل علم کا صرف یہی مقام و مرتبہ نہیں ہے کہ اُنہیں لوگوں پر فضلیت ہے بلکہ جب تک وہ تعلیم کے فروح میں مصروف رہتے ہیں زمین کے اندر کی مخلوق بھی اُن کے لیے دُعائیں کرتی رہتی ہے، اور اس حدیث پاک کی روشنی میں بھی آپ ﷺ نے ان لوگوں کو چھوڑ کر جو صرف خود قرآن کی تعلیم کو پڑھ رہے تھے ان لوگوں کو فضیلت دی جو لوگوں کو تعلیم و تربیت کر رہے تھے، اور آپ ﷺ پھر اُن لوگوں کے پاس بیٹھ گئے۔

---

(۱) ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، سنن ابن ماجة، مكتبة أبي المعاطي، بَابُ فَضْلِ الْعُلَمَاءِ وَالْحَثِّ عَلَى طَلَبِ الْعِلْمِ، حدیث نمبر: ۲۲۰، ج۱، ص ۵۵

ارشادِ نبوی ﷺ ہے۔:

((طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ))[1]

نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ "علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔"

ان احادیث اور قرآنی آیات کا مطالعہ کرنے کے بعد انسان بخوبی آگاہ ہو جاتا ہے کہ تعلیم و تربیت کے فروغ میں جو لوگ اپنی زندگیاں مصروف کرتے ہیں ان کا رب کے ہاں اور دُنیا میں بڑا مقام و مرتبہ ہے۔

آنحضرت ﷺ نے جس انداز میں دینِ اسلام کی تبلیغ فرمائی وہ قابل رشک ہے اس اسمیں آپ ﷺ نے ہمیں تعلیم و تربیت کے کچھ ایسے اوصاف بتائے کہ جو ہمارے لیے ایک کامیاب مشعلِ راہ ہیں۔

مسجد نبوی کی پہلی درسگاہ جو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو تعلیم دینے کیلئے منتخب کی وہاں سے جن صحابہ نے تعلیم حاصل کی اُنھوں نے اتنا علم کو فروغ دیا کہ اُن کی مثال ہی نہیں ملتی آپ ﷺ نے اپنے جانثار صحابہ کو تعلیم و تربیت کے فروغ کیلئے دن رات محنت کر کے تیار کیا، پھر اُن جانثار غلاموں نے تعلیم و تربیت کے اس سلسلہ کو آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی جاری رکھا اور اُن کی تعلیم و تربیت کے اثرات تادیر انسانیت کے اوپر قائم و دائم رہے۔

تاریخ کی ورق گردانی سے معلوم ہوتا ہے کہ علم و حکمت اور صفت و حرفت کے وہ ذخائر جن کے مالک آج اہل یورپ بن بیٹھے ہیں اُن کے حقیقی وارث تو ہم لوگ ہیں، لیکن ہم اپنی غفلت و جہالت اور تعلیم و تربیت سے دور ہونے کی وجہ سے اپنے تمام حقوق کو بھی کھو کر مغرب کو اپنے سر پر سوار کیے ہوئے ہیں۔

تحقیق:

تحقیق کی لغوی اور اصلاحی تعریف

لغوی تعریف:

تحقیق بابِ تفصیل کا مصدر ہے، جس کے معنی چھان بین اور تفتیش کے ہیں اور تحقیق کا مادہ ح ق ق ہے۔[2]

امام خلیل بن احمد لکھتے ہیں کہ:

" الحق ضد الباطل "[3]

---

(۱) سنن ابن ماجۃ، بَابُ فَضْلِ الْعُلَمَاءِ وَالْحَثِّ عَلَى طَلَبِ الْعِلْمِ، حدیث نمبر: ۲۲۴، ج ۱، ص ۱۵۱

(۲) کیرانوی، وحید الزمان، مولانا، القاموس الوحید، لاہور، ادارہِ اسلامیات ۲۰۰۱، ج ۱، ص ۳۹۰

(۳) خلیل بن احمد، ابو عبد الرحمٰن، کتاب العین، دار و مکتبہ الہلال، س ن، ۳/۹

حق باطل کی ضد ہے"

ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

"حق باطل کی ضد ہے اور اس کی جمع حقوق اور حقائق آتی ہے، اور حق الاحر کا معنی صحیح ہونا اور ثابت ہونا ہے۔[1]

چونکہ حق اور باطل دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں اسی وجہ سے قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾[2]

ترجمہ: "اور سچ میں جھوٹ نہ ملاؤ، اور جان بوجھ کر حق کو نہ چھپاؤ"۔

مذکورہ بحث سے ہم یہ کہ سکتے ہیں کہ تحقیق کے لغوی معنی چھان بیں اور حق اور باطل میں فرق، تفتیش اور ثابت کرنا وغیرہ ہے۔ اور انگلش میں اس کے لیے Research کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ Re کے معنی ہیں دوبارہ Search کے معنی ہیں تلاش کرنا۔

اصلاحی مفہوم:

تحقیق کی بہت ساری تعریفات کی گئی ہیں جن میں لفظوں کی تعبیر کا فرق ہے تاہم مفہوم اور مدعا سب کا قریب قریب ہے۔

۱۔ تعریف اصطلاحی:

تحقیق ایسے طرز مطالعہ کا نام ہے جس میں موجود مواد کے صحیح یا غلط کو بعض مصلحات کی روشنی میں پرکھا جاتا ہے۔

۲۔ کسی امر کی شکل پوشیدہ یا مبہم ہو تو اس کی اصلی شکل کو دریافت کرنا تحقیق کہلاتا ہے۔[3]

تعریف تحقیق:

According to Oxford English Dictionary
"a" To search into matter of subject to investigate of study closely

"b" To search again and repeatedly[4]

---

(۱) ابن منظور، محمد بن کلرم، الافریقی، لسان العرب، بیروت صادر، دار صادر ۱۴۱۴ھ، ۴۹/۱۰

(۲) سورۃ البقرۃ:۴۲

(۳) اکرم رانا ڈاکٹر، اسلامی اصول تحقیق، ملتان، مکتبہ قاسمیہ، ۲۰۰۴ء، ص ۲۵

(۴) آکسفورڈ انگلش ڈکشنری، ص ۱۲۳۶

تحقیق کی ضرورت اور اہمیت:

عصرِ حاضر میں نت نئے چیلنجز اور درپیش مسائل کے حل کیلئے "تحقیق" کے بغیر کوئی چارہ نہیں، کسی بھی چیز کی اہمیت کا اندازہ اُس کی ضرورت سے ہوتا ہے، اور موجودہ زمانہ میں تحقیق کی ضروریات دن بدن بڑھ رہی ہیں، اس لیے مختلف شعبوں میں ضروریات کے پیش نظر تحقیق کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔

اسلام میں تحقیق کی اہمیت:

حضور اکرم ﷺ نے اپنی امت کیلئے رہنمائی کی صورت میں دو چیزیں چھوڑی ہیں۔ کتاب اللہ اور سنت اور ان کو مضبوطی سے تھامنے کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ اصحاب رسول ﷺ اور ان کے شاگردوں نے اپنی تمام تر تحقیقات میں مرکزی حیثیت قرآن و سنت کر دی ہے۔ کیونکہ قرآن اجمال ہے تو حدیث اس کی تفسیر ہے۔ قرآن اور حدیث جس طرح دیگر باقی کاموں کیلئے رہنمائی کرتے ہیں اسی طرح ہمیں تحقیق کی طرف بھی رہنمائی کرتے ہیں۔ چنانچہ میں قرآن اور سنت سے تحقیق کی اہمیت پر چند دلائل آپ کے سامنے پیش کروں گا۔

قرآن سے تحقیق کی اہمیت:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوۤا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ﴾ (۱)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اگر کوئی فاسق آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تم اُس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی کو نقصان پہنچا بیٹھو (نادانی اور لاعلمی کی بنا پر) تو پھر تمہیں اس کے لیے شرمندگی اُٹھانی پڑے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا﴾ (۲)

ترجمہ: "کیا یہ لوگ غور نہیں کرتے اس قرآن عظیم میں یا ان کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں۔

یہ دو آیتیں ہمیں تحقیق و تدبر کی طرف رہنمائی فرما رہی ہیں۔

---

(۱) سورۃ الحجرات:۶

(۲) سورۃ محمد:۲۴

احادیثِ نبویہ ﷺ کی روشنی میں تحقیق کا ثبوت:

حدیث میں تحقیق کی اہمیت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ہم سفر کیلئے روانہ ہوئے، راستہ میں ایک شخص کو پتھر لگا جس کے ساتھ اُس کا سر پھٹ گیا، اُس کو احتلام ہوا، اُس نے ساتھیوں سے پوچھا کہ کیا تم مجھے تیمم کی اجازت دیتے ہو، انہوں نے کہا کہ نہیں ہم تیرے لیے تیمم کی گنجائش نہیں پاتے کیونکہ تجھے پانی کے حصول پر قدرت حاصل ہے، لہذا اُس نے غسل کیا اور مر گیا، جب ہم رسول ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں نے اُس کو ناحق مار ڈالا ہے، اللہ اُن کو ہلاک کرے، جب اُن کو مسئلہ معلوم نہیں تھا تو ان کو پوچھ لینا چاہیئے تھا، کیونکہ نہ جاننے کا علاج معلوم کرنا ہے، اس شخص کے لیے کافی تھا کہ وہ تیمم کر لیتا اور اپنے زخم پر کپڑا باندھ کر مسح کر لیتا، اور باقی سارا بدن دھو ڈالتا"[۱]

علامہ سلیمان الخطابی:

سلیمان خطابی اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

"میں کہتا ہوں کہ حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے بغیر تحقیق کے فتویٰ دینے کی وجہ سے اُن کی مذمت کی اور اُن کے لیے وعید بیان کی اس طریقے پر اُن کیلئے بدعا کی اور گناہ میں اُن کو اس کا قاتل قرار دیا۔[۲]

چونکہ بغیر تحقیق کے یہ فتویٰ دیا گیا تھا، اس لیے آپ ﷺ نے اُن کے بارے میں سخت کلمات کہے، اس لیے حکم دیا کہ تحقیق کر کے مسئلہ بتایا کرو، ورنہ اندیشہ ہے کہ تمھارے غلط مسئلہ بتانے کی وجہ سے وہ گمراہ ہو جائے۔

حضر عبد اللہ بن عاص بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

> "کہ اللہ تعالیٰ علم کو لوگوں سے چھین کر نہیں اُٹھائیں گے، بلکہ علم کو علماء کے اُٹھانے کی وجہ اُٹھالیا جائے گا، یہاں تک جب کوئی عالم نہیں رہے گا، تو جاہلوں کا اپنا سردار بنالیں گے، پس اُن سے پوچھا جائے گا تو وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے، پس وہ خود بھی گمراہ ہونگے اور دوسروں کو بھی گمراہ

---

(۱) ابو داوٗد، سیلمان بن الاشعث، السجتانی، السنن، بیروت، الکمتبہ العربیہ، س ن، حدیث ۹۳ ج۱، ص ۳۳۶

(۲) الخطابی، حمد بن محمد، ابو سلیمان، معالم السنن شرح سنن ابی داوٗد، حلب، المطبعۃ العلمیۃ، ۱۳۵۱ھ ۱۹۳۲م، ج۱، ص ۱۰۴

کر لیں گے"۔ [1]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تحقیق کے ذریعے گمراہی سے بچا جا سکتا ہے

حدیث پاک میں تحقیق کی اہمیت:

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنایا تو پوچھا کہ

"تم کس طرح وہاں پر فیصلہ کروگے جب تمھارے پاس کوئی مقدمہ پیش ہوگا تو؟ تو حضرت معاذ نے کہا کہ میں اللہ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا، فرمایا کہ اگر تم کتاب اللہ میں نہ پاؤ تو؟ حضرت معاذ نے فرمایا سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کرونگا، فرمایا کہ اگر سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی نہ پاؤ تو؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اپنی رائے سے اجتہاد کرونگا، تب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے سینے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ اللہ ہی کے لیے تمام تعریفین ہیں جس نے اللہ کے رسول کے رسول حضرت معاذ کو یہ توفیق دی، جس سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہیں۔ [2]

یہ حدیث بھی بڑی وضاحت سے تحقیق کی اہمیت کی وضاحت کرتی ہے، حضرت معاذ نے قرآن و سنت میں تحقیق کی وضاحت کر دی، اور فرمایا کہ اگر وہاں نہ ملا کچھ تو میں خود مزید تحقیق کرونگا۔

مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہو کہ تحقیق کے اوپر قرآن اور حدیث نے بڑا زور دیا ہے اور اس کی بڑی اہمیت بیان فرمائی ہے۔ تو مسلمانوں کو چاہیے کے تحقیق کے میدان میں آگے بڑھ کر اللہ اور اُس کے رسول کو خوش کریں۔

عصرِ حاضر میں اسلامی تحقیقات کی ضرورت:

آج یورپ میں اُس کی برتری کے نعرے بلند ہو رہے ہیں، کسی چیز کے صحیح اور مستند ہونے کے لیے یورپ کی تصدیق کافی سمجھی جاتی ہے، اور مسلمانوں کی تہذیب و تمدن کا مذاق اُڑایا جاتا ہے، ایسے حالات میں مسلمانوں کے لیے لازم ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات کی تحقیق کریں اور احکام اسلام کو اس طرح بیان کریں تاکہ اسلام کی صحیح ترجمانی ہو سکیں۔

علم و تحقیق کے فروغ میں مدارس کا کردار:

پاکستان میں اس وقت ہزاروں مدارس کام کر رہے ہیں اور ان مدارس کا تعلق مختلف مکاتب فکر سے ہے، لیکن تمام مدارس کا مقصد و مدعا ایک ہے کہ وہ اسلام کی تعلیم کے فروغ کیلئے کوشاں ہیں، مگر ان مدارس میں دین اسلام کے

---

(۱) البخاری محمد بن اسماعیل، ابوعبداللہ، دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲۔ حدیث، ۳۱/ج۱، ص۱۰۰

(۲) ابوداؤد، السنن، حدیث ۳۵۹۴، ج۳، ص ۳۰۳

فروغ کیلئے چند ایک اصلاحات ہیں جن کے استعمال سے مزید علم و تحقیق کے فروغ میں بہتری آسکتی ہے۔

۱۔ انگریزی زبان کی تعلیم:

اس وقت انگریزی زبان انٹر نیشل زبان بن چکی ہے۔ اور اہل مغرب میں اسلام کے اوپر جو اعتراضات ہیں وہ بہت زیادہ انگلش میں ہیں۔ مغربی علماء نے جو بکس اُن کے جوابات دینے میں تحریر کی ہیں وہ بھی اکثر انگلش میں ہیں، جب ایک محقق اور عالم انگلش زبان، عربی زبان کا ماہر ہو گا تو وہ ایک اسلام دشمن کا سوال سن کر اُس کو اُسی کی زبان انگلش میں سمجھانے کا بہترین کردار ادا کر سکتا ہے اس لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے مدارس میں انگلش زبان اور عربی زبان کو ضروری قرار دیں۔

۲۔ کتب اصولِ تحقیق کا خصوصی مطالعہ:

عصر حاضر میں نت نئے چیلنجز اور مسائل در پیش ہیں جن کا تحقیق کے بغیر کوئی حل نہیں ہے، تحقیق و تدوین کیلئے ضروری ہے کہ مختلف ادارے جو قائم ہیں اُن کو مزید بہتر کیا جائے۔ طلباء کو باضابطہ تحقیق و تدوین کا مطالعہ کرایا جائے، اس کے بعد طلباء کو بھی تحقیقی اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اُن سے مقالاجات لکھوائے جائیں۔ دینی مدارس کے اندر تحقیقی بکس کو بطور نصاب شامل کیا جائے۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ دینی مدارس اگر طلباء کو تحقیق کیلئے تیار کریں تو عام طلباء کی نسبت بہتر کام سر انجام دے سکتے ہیں۔ آج اہل مغرب عالم اسلام اور مسلمانوں کو طرح طرح کے الزامات میں مبتلا کر کے پریشان کر رہا ہے۔ ہمارے علماء تحقیق کے میدان میں پیچھے ہو کر مغرب کو اپنے اوپر مسلط کر کے اپنی عوام کو پریشان کیئے ہوئے ہیں ہمیں مغرب کے آئے دن کے نت نئے چیلنجز کا مقابلہ کرنے کیلئے تعلیم و تحقیق کا سہارا لینا ہو گا۔

اس لیے ان حالات میں اربابِ مدارس کو مضمون نویسی اور مقالا نگاری کی فضا قائم کرنی چاہیے اور اصولِ تحقیق کو بطور موضوع پڑھایا جائے، تاکہ آٹھ دس سال لگا کر علم دین حاصل کرنے والا طالب علم عصرِ حاضر کے مسائل سے نپٹنا جانتا ہو اور استاد کو چاہیے جب وہ پڑھائے تو دوران تدریس اس کا انداز بھی تحقیقی ہو اس طرح معاشرے کے اندر جو علماء تیار ہونگے امید واثق ہے کہ وہ اہل مغرب کو گردن اُٹھا کر جواب دینے کی صلاحیت رکھتے ہونگے۔

کمپیوٹر اور انٹر نیٹ کا استعمال:

موجودہ دور میں کمپیوٹر اور انٹر نیٹ نے علم کے حصول اور ماخذ تک رسائی حاصل کرنا آسان بنا دیا ہے، اگر ایک طالب علم کمپیوٹر کا عالم ہے تو وہ مکتبہ شاملہ وغیرہ کو ڈاؤن لوڈ کر کے ایک جگہ بیٹھ کر مختلف تفاسیر کا مطالعہ کر سکتا ہے،

مختلف عنوانات کو وہ حل کر سکتا ہے، اس لیے انٹرنیٹ اور کمپیوٹر کا ماہر تھوڑے وقت میں بہت زیادہ حوالے کسی عنوان پر دینے کی صلاحیت رکھ سکتا ہے۔

میڈیا سیل کا قیام:

عصر حاضر میں میڈیا کی اہمیت کا انکار نہیں کیا جاسکتا، اس وقت جہاں میڈیا نے ایک طرف فحاشی اور عریانی کو فروغ دیا ہے وہاں پر ہم دینی معلومات کو بھی بطور احسن فروغ دے سکتے ہیں۔ بہت سارے لوگ ایسے ہیں جو ٹی وی چینلز کو بڑے شوق سے دیکھتے ہیں مذہبی پروگرامات کو اور ہمارے چند چینلز ہیں جن میں مذہبی پرگرامات نشر کئے جاتے ہیں وہ بطور احسن نہیں ہیں۔

ایسے حالات میں مدارس کو چاہیئے کہ وہ میڈیا سیل کریں، علماء اور طلباء کو میڈیا کی تعلیم دیں اگر ہم ایسا نہیں کریں گے تو میڈیا جس طرف ہماری نئی نسلوں کو لے کر جارہا ہے۔ ہمیں اُس کا بہت عظیم نقصان برداشت کرنا ہو گا۔

غیر ملکی میڈیا آہستہ آہستہ ہماری دینی اقدار کو ختم کرتا جارہا ہے، اس کے تدارک کیلئے ہی لائحہ عمل ضروری ہے محض یہ کہنا کافی نہیں ہے کہ میڈیا بُرائیوں کی جڑ ہے بلکہ اس کے لیے زمانے کے بدلتے ہوئے تقاضوں کو سامنے رکھ کر سکالرز کی ایسی جماعت تیار ہو جو کسی بھی عالمی یا ملکی سطح پر اسلامی نقطہ نظر واضح کر سکیں، علماء کو چاہیے کہ وہ شرعی حدود و قیود میں رہتے ہوئے میڈیا پر آئیں اور اسلام کی ترجمانی کریں۔

خلاصۂ بحث و تجزیہ:

اسلاموفوبیا کے بڑھنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم نے اسلامی تعلیمات کو فروغ دینا کم کر دیا ہے۔ ہمارے علماء تحقیق کے میدان مین بہت کم نظر آتے ہیں۔ اسلاموفوبیا کے تدارک کیلئے ضروری ہے کہ مغرب کے اندر اسلام کے خلاف اُٹھنے والے سوالات کا جائزہ لے کر اُن کا محققانہ جواب دے کر اُن کے ذہن کو مطمئن کرنا ضروری ہے تاکہ لوگ دینِ اسلام سے متنفر نہ ہوں۔

آج اہل مغرب جو اسلام اور محمد ﷺ کی ذاتِ مبارکہ پر الزامات لگاتے ہوئے غیر جانب داری کا مظاہرہ کر رہے ہیں، ہم اُن کو محض احتجاج اور مظاہروں سے نہیں روک سکتے ہمیں چاہیے کہ ہم جواب دینے کے روایتی طریقوں سے ہٹ کر ایک نت نئے بیانیے سے سامنے آئیں ان کے اعتراضات، الزامات، اور پیغمبرِ اسلام کی زندگی پر جو حملے ہیں اُن کا جواب احتجاج اور جوش سے نہیں بلکہ ہمیں چاہیے کہ ہم علمی اور فکری میدان میں کود کر اُن کو بطورِ احسن طریقے سے جواب دیں۔

فصل چہارم

اسلاموفوبیا کے تدارک میں مسلم مفکرین کے پلیٹ فارم کا قیام

تمہید:

اسلاموفوبیاکے تدارک کیلئے مسلم مفکرین کے پلیٹ فارم کی ضرورت ہے۔ آج اسلام کے خلاف طرح طرح کی باتیں جن کو اسلام نے روزاول سے ہی واضح کیا تھا کہ ان برائیوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے، آج ان برائیوں کا لیبل اسلام کے ساتھ جوڑا جارہا ہے، السلام وفوبیا کی روک تھام کیلئے جب ہم مسلم مفکرین کے پلیٹ فارم کا قیام اچھے طریقے سے رائج کرلیں گے تو ان پلیٹ فارم سے اسلام کی حقانیت کی جو آواز بلند ہوگی جب وہ کفر کے ایوانوں تک پہنچے گی تب اسلام کی وضاحت احسن طریقے سے ہو جائے گی۔

اسلاموفوبیاکے تدارک کیلئے مسلم مفکرین کے پلیٹ فارم کیلئے ضروری ہے کہ ہم سب سے پہلے اُن پلیٹ فارم کا مطالعہ کریں جو اس وقت اسلامی تحقیقاتی کام کو بخوبی سرانجام دے رہے ہیں، تاکہ اُن کی روشنی میں ہم اسلاموفوبیا کی روک تھام کیلئے ایسا پلیٹ فارم قائم کریں جو اسلاموفوبیاکے تدارک میں مؤثرکُن ثابت ہو۔

ذیل میں کچھ تحقیقاتی اداروں کا مختصر اًتعارف، اُن کے اغراض ومقاصد اور کردار کہ بیان کیا جاتا ہے۔

۱۔ مجمع الفقہ الاسلامی الدولی السعودیۃ:

مجمع الفقہ الاسلامی الدولی السعودیۃ میں ۲۸ نومبر ۱۹۸۱ء میں قائم کی گئی

مجمع الفقہ الاسلامی الدولی میں اسلامی ممالک میں سے چوون (۵۴) کے فقہاء علماء اور مفکرین شامل ہیں، جو فقہ اسلامی ثقافت، اسلامی اقتصادیات اور اسلامی سیاسیات کے علاوہ بہت سے علوم ورموز سے واقف ہیں۔

ادارے کے قیام کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کیلئے جدید فقہی مسائل کا حل پیش کرنا ہے، مجمع الفقہ الاسلامی نے کم وبیش ۲۰ درپیش جدید مسائل کا حل عوام کی خدمت میں پیش کرکے اُن کے لیے مشکلات کی راہ کو ہموار کیا ہے۔

مجمع الفقہ الاسلامی کے موجودہ سربراہ شیخ ڈاکٹر صالح بن عبداللہ بن حمید امام الحرمین ہیں۔ [1]

۲۔ مجمع البحوث الاسلامی بالازھر:

تعارف: مجمع البحوث الاسلامیہ مصر میں ۱۹۶۱ء میں قائم ہوئی، مجمع البحوث الاسلامیہ کے قیام کا مقصد اسلامی ثقافت کو جدید انداز میں پیش کرنا اور اس کو سیاسی اور مذہبی تعصب سے خالی کرتا ہے، علم کے دائرے کو ہر سطح اور ہر ماحول تک پہنچانا ہے۔

نیز عقیدے اور مذہب کے متعلق جدید چیلنجز سے بنرد آزما ہونا اور اسلامی دعوت کو حکمت اور موعظہ حسنہ کے

---

(۱) مجمع الفقہ الاسلامی الدولی/ http://ar.wykipedia.org/wiki/

ذریعے پھیلانا ہے، اس سارے عمل کی تکمیل میں جامعۃ الازھر اس کی معاونت کرے گی۔

مجمع البحوث الاسلامیۃ کے ممبران کی تعداد پچاس ہے، جن کے شمار عالمِ اسلامی کی نامور علماء میں سے ہے جو ہر فقہی مذہب کی نمائندگی کرتے ہیں۔

مجمع البحوث الاسلامی کے درج ذیل ادارہ جات ہیں۔

۱) الادارۃ العامۃ للطلاب الوافلدین:

جامعۃ ازھر نے یہ ادارہ مختلف علوم میں غیر ملکی طلباء کیلئے قائم کیا ہے۔

۲) مدینۃ البحوث الاسلامیۃ:

یہ ادارہ جو غیر ملکی طلباء الازھر یونیورسٹی میں ہیں اُن کی رہائش کا بندوبست کرتا ہے

۳) المعاھد الازھریۃ الخارجیۃ:

جامعہ الازھر نے اُن ممالک میں ادارے قائم کیے ہیں جو کہ اپنے طلباء کو ازھر یونیورسٹی میں نہیں بھیج سکتے۔

۴) الادارۃ العامۃ للبحوث الاسلامیۃ:

جامعہ الازھر اسلامی ممالک میں علماء کے تدریس اور اسلامی ثقافت کی نشرواشاعت کیلئے بھیجتی ہے۔

۵) الادارۃ العامۃ للبحوث التالیف والترجمۃ:

مجمع البحوث الاسلامیہ کی زیر نگرانی یہ ادارہ قرآن کرم کی طباعت اور دیگر کتب کی طباعت کر کے مختلف ممالک میں دینِ اسلام کی ترتیب و نشرواشاعت کیلئے کوشاں ہے۔

۶) لجنۃ الفتوٰی:

مجمع البحوث الاسلامی کی یہ ادارہ علماء کا ایک بورڈ ہے جو اندرونی و بیرونی ملک سے بالمشافۃ یا بالواسطہ پوچھے جانے والے مسائل پر فتوٰی جاری کرتا ہے۔

۷) ادارۃ احیاء التراث الاسلامی:

مجمع البحوث الاسلامی کے زیر نگرانی یہ ادارہ اسلامی ورثہ کی جو مختلف فنون کی قدیم کتب کی تخریج و تحقیق کرتا ہے، مثلاً تفسیر الواسط فی القرآن الکریم اور موسوی فی الحدیث الشریف جمع الجواب لاحکام اسیوطی پر کام کیا جاچکا ہے۔

۸) اللجنۃ العلیا لدعوۃ الاسلامیۃ:

مجمع البحوث الاسلامیہ الازھر شریف کے زریعے عالم اسلامی کے آئمہ، مبلغین اور خطباء کیلئے تین ماہ کا تربیتی کورس کروا کر اُن کو اپنے اپنے ملکوں میں دنیا اسلام کی شمع روشن کرنے کیلئے بھیجتا ہے۔ (۱)

اسلاموفوبیا کے تدارک کیلئے پلیٹ فارم کا خاکہ:

درج بالا ادارہ جات کی طرز پر اسلاموفوبیا کے تدارک کیلئے ایک مسلم مفکرین پر مشتمل پلیٹ فارم کے قیام کی ضرورت ہے۔ جس کے خدوخال ذیل میں بیان کیے جاتے ہیں۔

پوری دنیا کے نامور علماء، دانشوروں اور مفکرین پر مشتمل ایک پلیٹ فارم تشکیل دیا جائے جو مذاہب اربعہ کی نمائندگی کرتا ہو، یہ پلیٹ فارم پوری دنیا میں باالعموم اور مغربی ممالک میں بالخصوص اسلاموفوبیا کے تدارک کیلئے کردار ادا کرے، اس پلیٹ فارم کے تحت اس عظیم مقصد کی انجام دہی کیلئے درج ذیل ادارہ جات کی ضرورت ہے جس کی سربراہی یہی پلیٹ فارم کرے۔

۱) نصابِ تعلیم میں تبدیلی:

اس پلیٹ فارم میں موجود مفکرین ملک میں رائج نصابِ تعلیم میں موجود اسلامیات کے حصے میں اسلاموفوبیا کی تدارک کیلئے خصوصی اسباق شاملِ نصاب کیے جائیں، تاکہ یہی طلباء اپنی تعلیم کی تکمیل کے بعد اسلاموفوبیا کے چیلنج کا باآسانی مقابلہ کر سکیں۔

۲) غیر ملکی طلباء کیلئے تحقیقی ادارہ:

اس پلیٹ فارم کے تحت ایسے ادارہ کے قیام کی ضرورت ہے جو پوری امتِ ملسمہ کے طلباء کیلئے اسلاموفوبیا کے تدارک کیلئے تحقیق کا اہتمام کرے اور ان طلباء کو علومِ اسلامیہ میں اسلاموفوبیا کے تدارک کیلئے ڈگری جاری کی جائے، تاکہ یہی طلباء مختلف اداروں میں جاکر بطور مدرس دوسرے لوگوں کی ذہن سازی کر سکیں۔

۳) مغربی ممالک میں ذیلی اداراجات کا قیام:

اسی پلیٹ فارم کے تحت مغربی ممالک میں ایسے ادارے قائم کیے جائیں جو وہاں پر موجود لوگوں کے ذہنوں میں اسلام کے بارے میں پیدا ہونے والے منفی خیالات کے تدارک کیلئے اپنا کردار ادا کر سکیں، مسلم ممالک میں موجود

---

(۱) مجمع البحوث الاسلامیۃ بالازھر/ http://ar.wikipedia.org/wiki/

دارالافتاء کی طرز پر مغربی ممالک میں یہ ادارہ لوگوں کے ذہنوں میں اُٹھنے والے سوالات کا بالواسطہ یا جدید ٹیکنالوجی، ای میل، فیس بک، واٹس اپ، وائبر، ٹویٹ کے ذریعے بلاواسطہ جواب دینے کا اہتمام کرے۔

۴) تحقیقی مجلات کی اشاعت:

اسی پلیٹ فارم کے تحت موجودہ علمی حلقوں میں رائج مجلات اور جرائد کی طرز پر اسلاموفوبیا کے تدارک کے نام سے تحقیقی مجلات کے نشر کرنے کا اہتمام کیا جائے، جن کو عالمی سطح پر علمی اداروں، لائبریریز اور عوامی مقامات پر ترسیل کا اہتمام کیا جاے تا کہ لوگوں کے ذہنوں میں موجود اسلام کے بارے میں منفی خیالات کا ازالہ ممکن ہو سکے۔

۵) عالمی علمی مباحثوں کا قیام:

ادارہ میں موجود مفکرین اور دانشور عالمی سطح پر غیر مسلم مفکرین کے ساتھ ایسے مباحثوں کے قیام کو یقینی بنائیں جن کے ذریعے مغربی دانشوروں کا مؤثر کن جواب دیا جائے۔

۶) عمومی رائے شماری کا اہتمام:

اسی پلیٹ فارم کے تحت شوشل میڈیا کے توسط سے اور بلاواسطہ بھی اسلام کے بارے میں ایک سوالنامہ نشر کیا جائے جس کے ذریعے مغربی ممالک میں غیر مسلموں کے ذہنوں میں ابھرنے والے سوالات کا جانا جائے اور ان کا اسلام کیروشنی مین علمی اور تحقیقی جواب علمی مجلات، اخبارت اور شوشل میدیا کے ذریعے دیا جائے۔

۷) عالمی اداروں میں زیرِ تعلیم مسلم طلباء کا کردار:

عالمی اداروں میں تعلیم حاصل کرنے کے خواہشمند مسلم طلباء کو اُن کے اداروں میں جانے سے پہلے اس پلیٹ فارم کے تحت اسلاموفوبیا کے تدارک کا مختصر کورس کروایا جائے تا کہ یہی طلباء ان اداروں میں موجود غیر مسلم طلباء کے ساتھ دوستانہ ماحول میں اسلام کی سفید حیثیت سے اسلاموفوبیا کے تدارک میں مؤثر کردار ادا کریں۔

۸) عالمی اداروں میں موجود مسلم اساتذہ کا کردار:

عالمی اداروں میں باالعموم اور مغربی اداروں میں بالخصوص تدریس کرنے والے مسلم اساتذہ کو اسی پلیٹ فارم کے تحت کسی عالمی یونیورسٹی کے ذریعہ اسلاموفوبیا کے تدارک کیلئے تربیتی کورس کروایا جائے، تا کہ یہی اساتذہ اپنے اپنے مضامین پڑھانے کے دوارن اسلاموفوبیا کے تدارک میں مؤثر کردار ادا کر سکیں۔

۹) انٹر نیشنل اسلامو فوبیا تدارک کانفرنسز کا اہتمام:

اس پلیٹ فارم کے تحت مسلم اور غیر مسلم ممالک میں موجود جامعات میں اسلامو فوبیا کے تدارک کے عنوان سے کانفرنسز کا اہتمام کیا جائے جس میں مسلم دانشوار علماء اپنے خیالات کا اظہار کریں اور آخر پر موجود طلباء و طالبات کے سوالات کے جوابات دینے کا اہتمام کیا جائے۔

درج ذیل وہ ادارے جو مغرب میں اسلاموفوبیا کی روک تھام کیلئے کام کر رہے ہیں وہ حسب ذیل ہیں

(1)The vo[1]ice of to anti-racist movement in Euorope.

یہ ادارہ ۱۹۹۸ء میں قائم ہوا۔ اس ادارے کے مختلف کام ہیں۔ مثلاً اسلاموفوبیا۔ نسل پرستی کا جرم وغیرہ اس ادارے کے قیام کا مقصد معاشرے میں مساوات قائم کرنا، یک جہتی قائم کرنا ہے۔

(2)Cair www.cair .com/ about.us

Council an American-islami relation

اس ادارے کے قیام کا مقصد معاشرتی انصاف اور معاشرے کی مختلف اکائیوں کے درمیان ربط قائم کرنا ہے۔

اس ادارے کا مشن اسلامی فکر کو آگے بڑھانا اور مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت ،اسلام فوبیا اور امریکی مسلمانوں کو طاقتور بنانا ہے۔

(3)crime survey for England and wales.

یہ ادارہ معلومات کے ایسے ذرائع فراہم کرتا ہے جن سے معاشرے میں جرائم کی سطح کا علم ہوتا ہے۔ یہ معلومات ملکی پالیسی بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ یہ ادارہ اسلام فوبیا پر بھی جامع رپورٹ نشر کرتا رہتا ہے۔

(4)Forum of Europeon Muslim youth and student organization.

یہ ادارہ بھی یورپ میں قائم ہے اور وقتاً فوقتاً یہ اسلام فوبیا کے متعلق اپنی رپورٹ نشر کرتا رہتا ہے اور اس ادارے کے قیام کے مقاصد میں سے ایک مقصد اسلام فوبیا کو کنٹرول کرنا بھی ہے۔

اس دارے نے ۲۰۱۱ء میں یورپین سنٹر آف کونسل کے تعاون سے ایک رپورٹ نشر کی جس کا موضوع یہ ہے۔

"Rcomboting Islamphobia thrugh intercultured and interreligious work"

([1])www.enor-ea.org

یورپین کونسل برائے فتوٰی و تحقیق:

تعارف: ۳۰مارچ ۱۹۹۷ کو یہ ریسرچ سنٹر لندن میں قائم کیا گیا، یہ عالم اسلامی کے نامور علماء و محققین پر مشتمل ہے۔

اہداف و مقاصد:

اس کے اہداف و مقاصد درج ذیل ہیں۔

- جدید فقہی معاملات پر مغربی ماحول میں رہنے والے علماء کے ساتھ مل کر اُن مسائل کا حل تلاش کرنا۔
- مغربی مسلمانوں کی مشکلات کو شریعت کی روشنی میں حل کرنے کیلیئے اجتماعی فتوٰی جاری کرنا ہے۔
- ایسی تحقیق اور لٹریچر کو شائع کرنا جو مغربی ماحول کے چیلنجز کو مقاصدِ شریعت اور امت کی مصالحت کی روشنی میں حل کرے۔
- مغربی معاشرے میں رہنے والے مسلمان بالخصوص نوجوانوں کی تربیت کرنا۔[۱]

---

(۱) المجلس الاوزلی لافتاء والبحوث /http://ar.wikipedia.org/wiki

نتائج بحث

Result of the Research

اکیسویں صدی میں اسلامو فوبیا وجوہات، اثرات و تدارک کے حل کا تحقیقی جائزہ لینے کے بعد درج ذیل نتائج اخذ کئے جاتے ہیں۔

(۱) اسلامو فوبیا دراصل ایک مریضانہ خوف کا نام ہے جو اکیسویں صدی میں اسلام کے روز افزوں مقبولیت کے مقابلے کیلئے ابھارا جارہاہے مغرب کے لوگ اسلام کو ایک جارح مذہب کے طور پر پیش کر کے لوگوں کو اس سے دور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو کہ ان کا پرانا مشغلہ ہے آج اس مہم میں شدت اس لئے محسوس ہو رہی ہے کہ مغرب کے لوگوں کے اندر فکری طور پر اسلام سے متاثر ہونے کا عمل تیزی سے ہو رہا ہے۔

(۲) اسلام مخالفین نے جب اسلام کو تیزی سے پھیلتے ہوئے دیکھا تو یہ بات ان لوگوں کو اب ناقابل برداشت ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے لوگوں کو اسلام سے دور کرنے کیلئے طرح طرح کے بہانے کر رہے ہیں، وہ ان لوگوں کو جو فکری طور پر متاثر ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں ان کو قرآن، حدیث، سیرت رسول پاک ﷺ سے متنفر کر کے اپنی تہذیب اور افکار کو ان کے دلوں میں اجاگر کر رہے ہیں۔

(۳) اسلام کے اندر اتنی خصوصیات ہیں کہ جن کی وجہ سے جو بھی اسلام کا مطالعہ کرتا ہے تو اس کو اسلام سے بڑھ کر کوئی مذہب اچھا نہیں لگتا، اہل مغرب میں مخالفین اسلام جب مسلمانوں کا آپس میں پیار و محبت، انسانیت، اخلاقی اقدار کو دیکھتے ہیں تو وہ اپنی تمام تر کاوشیں اسلام کو روکنے میں صرف کرتے ہیں لیکن پھر بھی اسلام آئے روز عروج کی طرف جارہاہے جس کی وجہ سے ان کی دشمنی میں اور اضافہ ہو رہاہے۔

(۴) اسلام قطعی طور پر کسی کی جان لینے کی اجازت نہیں دیتا انسان تو انسان اسلام میں ایک جانور کی عزت کا بھی بے حد خیال رکھا جاتا ہے جبکہ مخالفین اسلام قتل و غارت کی دھجیاں اڑا کر اپنا حلیہ بگاڑ کر اسلام کو دن رات بدنام کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔

(۵) اسلام و فوبیا کو پھیلانے میں میڈیا اپناسب سے زیادہ کردار ادا کر رہاہے، میڈیا کی وجہ سے اسلام کو جو زیادہ نقصان ہے وہ یہ ہے کہ میڈیا بجائے اسلام کی اچھائیوں کے اسلام کا غلط تصور دنیا کو دے رہاہے۔ اسلام دشمن میڈیا کی وجہ سے کافی فائدہ حاصل کر رہے ہیں کیونکہ میڈیا پر اسلام کی جھوٹی خبروں کو پھیلا کر لوگوں کو اسلام سے دور

کرنے کی کوشش میں کامیاب ہیں۔

(۶) اسلام شدت پسندی اور تعصب سے روکتا ہے، اسلام ہمیں پیار و محبت کا درس دیتا ہے مگر اسلام مخالفین شدت پسندی اور تعصب کا داغ بجائے اپنے اوپر لگانے کے وہ مسلمانوں کے اوپر لگا رہے ہیں، وہ مسلمانوں کے سابقہ شدت پسندی اور تعصب کا آئے دن اضافہ کر رہے ہیں اور الزام بھی مسلمانوں کو دے رہے ہیں۔

(۷) جتنا مذہبی تعصب اسلام مخالف اسلام سے کر رہے ہیں اتنا کسی اور مذہب سے نہیں کرتے۔ اسلام مخالف اسلام سے اتنے خائف ہیں کہ وہ دن رات اپنا اسلام اور مسلمانوں کی نسل کو ختم کرنے کی کوشش میں ہیں۔

اسلام کی توہین اور اس کی بے عزتی کرنا ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے مگر باوجود اس کے پھر بھی اسلام کے پیروکار اپنے مذہب سے وابستہ ہیں۔

(۸) اسلام مخالفین کیلئے اسلام ایک ایسا بھوت ہے کہ اس کو ختم کئے بغیر وہ اپنی قوت کو یکجا نہیں کر سکتے۔

(۹) اسلاموفوبیا کی صورت میں درپیش چیلنجز کی صورت میں امت مسلمہ کو نہ صرف ادراک کرنے کی ضرورت ہے، بلکہ اسلام کو دنیائے اسلام تک پہنچانے کی بھرپور اور جہد کی ضرورت ہے۔

(۱۰) آج اہل مغرب جو اسلام اور محمد ﷺ کی ذاتِ مبارکہ پر جو الزامات لگا رہے ہیں ہم ان کو محض احتجاج اور مظاہروں سے روک نہیں سکتے بلکہ ہمیں چاہئے کہ ہم ان کے اعتراضات کا جواب فکری اور علمی میدان میں کود کر بطور احسن طریقے سے دیں۔

سفارشات

(Recommendations)

مقالہ ہذا کے گزشتہ اوراق کی بحث کو مد نظر رکھتے ہوئے درج ذیل سفارشات پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) اسلاموفوبیا جیسے خطرات کے ساتھ نپٹنے کیلئے مسلم مفکرین کے پلیٹ فارم کی ضرورت ہے، جب اچھے پلیٹ فارم کا قیام کیا جائے گا تب ان سے اسلام کی حقانیت بلند ہو کر مخالفین اسلام کے ایوانوں تک پہنچے گی تب اسلام کی وضاحت بطور احسن طریقے سے ہوگی۔

(۲) اسلاموفوبیا کی روک تھام کیلئے دینی مدارس میں دین کے علم کے ساتھ علم جدید کا قیام از حد ضروری ہے تاکہ ایک عالم دین علم جدید اور قدیم سے واقف ہو جس سے وہ اسلام کے خلاف اٹھنے والے سوالات کا جواب احسن طریقے سے دینے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

(۳) اسلاموفوبیا کو ختم کرنے کیلئے عصری تعلیم، جس میں کمپیوٹر، انگریزی زبان کا ایک مسلم کے لئے سیکھنا ضروری ہے جو کہ مسلمانوں کے لئے کارآمد ثابت ہوگا۔

(۴) اسلاموفوبیا کیلئے میڈیا کا مثبت استعمال از حد ضروری ہے تاکہ میڈیا کہ اوپر اسلام کی اچھائیاں اوران خوبیوں سے حاصل ہونے والے فائدوں کو بیان کیا جاسکے تاکہ مخالفین اسلام بھی اسلام کے دائرے میں داخل ہو جائیں۔

(۵) اسلاموفوبیا کے تدارک کیلئے مختلف ڈائیلاگ کروائے جائیں تاکہ اسلام کے خلاف اٹھنے والے سوالات کا جواب دے کر مخالفین اسلام کے ذہنوں سے اسلام کی نفرت کو ختم کیا جائے۔

فہرست آیات

نمبر شمار	آیات	سورت	صفحہ نمبر
۱.	﴿اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا﴾	محمد:۲۴	۱۵۲
۲.	﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ① خَلَقَ الإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ② اقْرَأْ وَرَبُّكَ الأَكْرَمُ③ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ④ عَلَّمَ الإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَم﴾	العلق:۱-۴	۱۴۷
۳.	﴿اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَلِوَالِدَيْكَ اِلَیَّ الْمَصِيْرُ﴾	بنی اسرائیل:۲۶	۶۶
۴.	﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِی --﴾	النور:۱۹	۶۵
۵.	﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ --﴾	النور:۲۳_۲۴	۷۱
۶.	﴿اِنَّمَا يُعَلِّمُه بَشَرٌ ﴾	النحل:۱۰۳	۲۳
۷.	﴿تَبَارَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِه لِيَكُوْنَ ---﴾	الفرقان:۱	۱۲
۸.	﴿فَلِذٰلِكَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ--﴾	الشوریٰ:۱۵	۱۱۸
۹.	﴿قُلْ هٰذِه سَبِيْلِی اَدْعُوا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ ---﴾	یوسف:۱۰۸	۱۲۴
۱۰.	﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الأَعْمَى وَالْبَصِيرُ أَمْ هَلْ تَسْتَوِي--﴾	فاطر:۱۹-۲۰	۱۴۸
۱۱.	﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لا يَعْلَمُونَ --﴾	الزمر:۹	۱۴۸
۱۲.	﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ---﴾	آل عمران:۱۱۰	۱۲۴
۱۳.	﴿لَآ اِكْرَاهَ فِی الدِّيْنِ ﴾	البقرۃ:۲۵۶	۳،۱۱۸
۱۴.	﴿لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا﴾	النور:۲۷	۱۳۱
۱۵.	﴿لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ﴾	الحجرات:۱۱	۱۳۰
۱۶.	﴿لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ --﴾	الحشر:۱۳	۹۱
۱۷.	﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ --﴾	الحدید:۲۵	۳۷
۱۸.	﴿مَا لِلظَّالِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ﴾	الغافر:۱۷	۳۹
۱۹.	﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ---﴾	المائدۃ:۳۲	۱۲۵

۲۰.	﴿وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾	النحل:۳۶	۱۲۹
۲۱.	﴿وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِی اِسْرَآئِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰه----﴾	البقرۃ:۸۳	۶۳
۲۲.	﴿وَاذْكُرْ فِی الْكِتَابِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّه كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا﴾	مریم:۴۱	۶۱
۲۳.	﴿وَاذْكُرْ فِی الْكِتَابِ اِدْرِيْسَ اِنَّه كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا﴾	مریم:۵۶	۶۱
۲۴.	﴿وَاذْكُرْ فِی الْكِتَابِ اِسْمَاعِيْلَ اِنَّه كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ--﴾	مریم:۵۴	۶۱
۲۵.	﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ ---﴾	الکھف:۲۸	۶۷
۲۶.	﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِه شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ ---﴾	النساء:۳۶	۶۷
۲۷.	﴿وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ﴾	الشوریٰ:۸	۳۹
۲۸.	﴿وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ﴾	النحل:۱۲۵	۱۱۷
۲۹.	﴿وَفِی اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ﴾	الذاریات:۱۹	۱۲۷
۳۰.	﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ افْتَرَاهُ وَاَعَانَه--﴾	الفرقان:۴	۲۳
۳۱.	﴿وَقَالُوا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِیَ تُمْلٰی عَلَيْهِ -﴾	الفرقان:۵	۲۳
۳۲.	﴿وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ---﴾	بنی اسرائیل:۲۳	۶۶
۳۳.	﴿وَلَا تَاْكُلُوا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾	البورۃ:۱۸۸	۱۳۰
۳۴.	﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ ---﴾	الانعام:۱۰۸	۱۱۷
۳۵.	﴿وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ﴾	الانعام:۱۵۱	۱۲۵
۳۶.	﴿وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ﴾	بنی اسرائیل:۳۳	۱۲۵
۳۷.	﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَآ اِنَّه كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلًا﴾	بنی اسرائیل:۳۲	۱۲۷
۳۸.	﴿وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾	البقرہ:۴۲	۱۵۱
۳۹.	﴿وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰی اَلَّا تَعْدِلُوْا ﴾	المائدۃ:۸	۱۱۹
۴۰.	﴿وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا﴾	الحجرات:۱۲	۱۳۰
۴۱.	﴿وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ--﴾	الحدید:۱۶	۷۰
۴۲.	﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِی اٰدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ --﴾	بنی اسرائیل:۷۰	۳۵

۴۳.	﴿وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّه مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا﴾	الدھر:۱۹	۱۲۷
۴۴.	﴿يٰٓ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى ---﴾	المائدہ:۵۱	۱۲
۴۵.	﴿يٰٓ اَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا----﴾	الاحزاب:۴۵-۴۶	۱۲۴
۴۶.	﴿يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوااِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍفَتَبَيَّنُوا--﴾	الحجرات:۶	۱۵۲،۶۳
۴۷.	﴿يَآاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّاخَلَقْنَاكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى --﴾	الشعراء:۱۵۱	۱۲۸
۴۸.	﴿يَآاَيُّهَاالنَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا--﴾	الحجرات:۱۳	۳۷
۴۹.	﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ---﴾	المجادلہ:۱۱	۱۴۷

فہرست احادیث

نمبر شمار	احادیث	کتب	صفحہ نمبر
۱.	إتق دعوة المظلوم فإنه ليس بينها وبين الله حجاب	مسلم	۴۰
۲.	إذا مرت بكم جنازة رجل مسلم---	ابوداؤد	۱۱۸
۳.	إن في الجسد مضغة إذا صلحت صلح الجسد كله ---	بخاری	۷۰
۴.	تَرَكتُ فِيكُم--	مؤطامالک	۳۱
۵.	طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ	ابن ماجہ	۱۴۹
۶.	فضل العالم على العابد كفضلي على	ترمذی	۱۴۸
۷.	فليطعمه من طعامه وليلبسه من لباسه ولا يكلفه ما --	ترمذی	۴۴
۸.	كفى بالمرء كذبا أن يحدث بكل ما سمع	مسلم	۶۳
۹.	لا تباغضوا ولا تحاسدوا ولا تدابروا وكونوا عباد الله اخوانا	مؤطامالک	۴۱
۱۰.	لا يرحم الله من لا يرحم الناس	بخاری	۴۰
۱۱.	ليس منا من لم يرحم ---	ترمذی	۴۳
۱۲.	من ستر عورة أخيه المسلم ، ستر الله عورته يوم القيامة،---	ابن ماجہ	۷۱
۱۳.	من كان في حاجة أخيه كان الله عز و جل في حاجته ومن ----	مسند احمد	۴۱
۱۴.	والله فى عون العبد ما كان العبد فى عون أخيه	بخاری	۴۲
۱۵.	والله لا يؤمن والله لا يؤمن والله لا يؤمن قيل ، ومن --	مسند احمد	۴۲
۱۶.	وَإِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا	ابن ماجہ	۱۴۹
۱۷.	يا أيها الناس , أفشوا السلام ، وأطعموا الطعام ---	ابن ماجہ	۶۴

فہرست مصادر و مراجع

عربی کتب:

ابو داؤد سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، دار الکتاب العربی، بیروت (س،ن)

الاربعون الصفری، احمد بن الحسینی بن علی، البیہقی، دار الکتاب العربی - بیروت، حدیث نمبر: ۱۱۵، ص: ۱۶۹

التبشیر والاستعمار مصطفیٰ خالدی۔ عمر فروخ، ۱۹۷۳ء

التفسیر المنیر فی العقیدۃ ا الشریعہ والمنہج، وھبہ بن مصطفیٰ الزخیلی، دار الفکر، دمشق، الطبعۃ الثانیۃ ۱۴۱۸ھ

تفسیر روح البیان، اسماعیل حقی بن مصطفیٰ، دار الفکر، بیروت، (س،ن)

الجامع الاحکام القرآن، محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح القرطبی ابو عبد اللہ تحقیق: ھشا سمیہ البخاری، الطبعۃ الاولیٰ، دار عالم الکتب، المملکۃ العربیہ السعودیہ، ۱۴۲۳ھ، ۲۰۰۳ء

روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، الآلوسی، شہاب الدین محمود ابن عبد اللہ الحسینی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۵ھ

زاد المعاد فی ھدی خیر العباد، ابن القیم الجوزیۃ، الطبعۃ الاولیٰ، مؤسسۃ الرسالۃ، للنشر والتوزیع، سعودیۃ عریبیہ، ۱۴۰۴ھ، ۱۹۸۷ء

السان العرب، ابن منظور، محمد بن کلرم، الافریقی، بیروت، دار مادر ۱۴۱۴ھ

سنن أبي داود، أبو داود سلیمان بن الأشعث السجستانی، دار الکتاب العربي-بیروت، (س،ن)

السنن الکبری، ابو بکر احمد بن الحسین بن البیقہی، مجلس دائرہ المعارف النتظامیۃ الکائنۃ فی الھند حیدر آباد، (س،ن)

سنن ترمذی، محمد بن عیسی ابو عیسی الترمذی، دار احیاء التراث العربۃ، بیروت (س،ن)

صحیح مسلم، أبو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیري النیسابوري، دار الجیل بیروت، بیروت

العلاقۃ بین نصاریٰ و مرکۃ الفتح الاسلامی فی الجزیرۃ الاسلامیۃ والشام والعراق، منصور عبد اللہ، ط، الاولیٰ دار الکتاب العربیۃ

فقہ السیرۃ، الشیخ محمد الغزالی، تحقیق: محمد ناصر الدین الالبانی، ۲۰۰۲ء، ۱۴۲۳ھ، ط، اولیٰ، دار احیاء الثراث العربی، بیروت، لبنان

القاموس الوحید، کیرانوی، وحید الزمان، مولانا، لاہور، ادارہِ اسلامیات ۲۰۰۱ء
کتاب العین، خلیل بن احمد، ابو عبد الرحمٰن، دار و مکتبہ الہلال، (س،ن)
مسند أبي داود الطيالسي، سليمان بن داود بن الجارود، تحقيق: الدكتور محمد بن عبد المحسن التركي، هجر للطباعة والنشر، الطبعة: الأولى، (س،ن)
مسند ابی عوانہ، امام ابو عوانہ یعقوب بن اسحاق،، دار المعرفۃ بیروت، حدیث نمبر: ۵۵۳۸، ۴۱۷/ ۲
مسند احمد بن حنبل، امام احمد بن حنبل، مؤسسۃ قرطبۃ، القاہرۃ
مسند الامام احمد بن حنبل، مؤسۃ الرسالۃ، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۴۲۹ھ
معالم السنن شرح سنن ابی داوٗد، الخطابی، حمد بن محمد، ابو سلیمان، حلب، المطبعۃ العلمیۃ، ۱۰۴/ ۱
مفاتیح الغیب، (التفسیر الکبیر)، ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن الحسن بن الحسین التیمی الرازی الملقب بفخر الدین الرازی، دار احیاء التراث العربی، بیروت، الطبعۃ الثانیۃ، ۱۴۲۰ھ
مفردات " الفاظ القرآن " علامۃ الراغب الاصفھانی، تحقیق صفوان عدنان داودی، دار القلم، دمشق، بیروت
المنجد (عربی اردو) مترجمین، مولانا سعد حسن خان یوسفی، مولانا سید حسن خان صاحب و دیگر، مکتبہ مصطفائیہ دیوبند
المنجد، مکتبہ قدوسیہ اردو بازار، لاہور، (عصب)
المنجد عربی اردو، لوئیس معلوف، مترجم، ابو الفضل، عبد الحفیظ بلیاوی، خزینۃ علم و ادب، اردو بازار لاہور
مواطنون لا ذمیون، فہمی ہویدی، الطبعۃ الرابعۃ، ادارا الشروق، القاہرہ، مصر، ۲۰۰۵ء، ۱۴۲۴ھ،
موطأ الإمام مالک، مالک بن أنس أبو عبد اللہ الأصبحي، دار إحیاء التراث العربي مصر، (س،ن)
نور اللغات، مولوی نور الحسن نیر (مرحوم) نیشنل بک فاؤنڈیشن

اردو کتب:

ابو الفضل، عبد الحفیظ بلیلاوی، المنجد عربی اردو، لوئیس معلوف، مترجم، خزینۃ علم و ادب، اردو بازار لاہور
اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یورپی سازشیں، علامہ حلال العالم، دار الابلاغ پبلیشرز، لاہور، پاکستان، (س،ن)
اسلام اور نسلی امتیاز، ڈاکٹر خالد علوی، دعوٰی اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، پوسٹ بکس ۱۴۸۵ اسلام آباد،
الاسلام علی مفترق الطرق، محمد اسد، مترجم عمر فروخ، دار العلم الملایسین، (س،ن)
اسلامو فوبیا: محرکات، اثرات اور تدارک، عرفان وحید ماہنامہ، رفیق منزل، دہلی اکتوبر ۲۰۱۵ء

اسلامی اصول تحقیق، اکرم رانا ڈاکٹر، ملتان، مکتبہ قاسمیہ (مکمل کریں)
اسلامی انسائیکلوپیڈیا، مرتبہ منشی محبوب عالم، الفیصل ناشران و تاجران کتب، اردو بازار، لاہور
اقلیتوں کے حقوق اور اسلاموفوبیا، ڈاکٹر محمد شہاب الدین سہیلی، ایفا پبلیکیشنز، نئی دہلی
آکسفورڈ ڈکشنری انگلش اردو، شان الحق حقی، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، کراچی، ۲۰۱۳ء
خیر ان خٹک، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی پریس اسلام آباد، ۲۰۰۶ء
رواداری اور مغرب، محمد صدیق شاہ بخاری، مارتھر سٹریٹ ۹، لوئر مال عقب میاں مارکیٹ، اردو بازار، لاہور، ۲۰۰۰ء
شان الحق حقی، آکسفورڈ ڈکشنری انگلش اردو، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، کراچی، ۲۰۱۳ء،
ضیاء النبی، پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، گنج بخش لاہور، (س،ن)
فیروز الغات، مادہ دہشت، لاہور فیروز سنز
مہاجرین، شاہ معین الدین احمد ندوی، دار المصنفین، شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، ۱۹۹۶ء
مولوی نور الحسن نیر (مرحوم)، نور اللغات، نیشنل بک فاؤنڈیشن

انگلش کتب:

محمد ایٹ مدینہ، منٹگمری واٹ، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، کراچی ۱۹۸۱ء
محمد ایٹ مکہ، منٹگری واٹ، ایڈنبرا یونیورسٹی پریس، برطانیہ ۱۹۸۸ء
محمد ﷺ، پرافٹ اینڈ سٹیٹس مین، منٹگمری واٹ، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، ۱۹۶۱ء
Chambers' THEOLOGICAL Dictionary of the english language,W&R. Chambers London and Edinburgh, 1874,
soloman t. theories of race and ethnic relations; Cambridge university press Cambridge. 1986
The challenge of PLURALISM in the 21th Century Islam phobia, JOHN AL-ESPOSITO & IBRAHIM KALIN, Oxford University Press 2011
The west Islam and the Muslim Islamophobia and extremism
The world book of Britannica, 15th Ed, P521, Benton Foundation Encyclopedia Britannica Inc. May 2010
ThinkTank, Islam o Phobia a challenge for us all, London 1997,

رسائل وجرائد:

اردوڈائجسٹ"
اسلام، محمد ﷺ اینڈ ہز ریلیجین، آرتھر جیفری، انڈیانا، مطبوعہ، بالیس میرل ایجوکیشنل پبلشنگ،۱۹۷۹ء
اتیج آف فیتھ، ول ڈیوارن، نیویارک ۱۹۵۰ء
بیدار ڈائجسٹ" ستمبر ۱۹۹۵ص:۳۹
جارج سیل،The Koranنیو ریاک فریڈرک وارن اینڈ کمپنی،۱۸۹۰ء
جریدہ"نیوزویک" Huge Rise in Islamophobia
دی واشنگٹن پوسٹ،۳دسمبر ۲۰۱۵ء
ڈان اخبار۱۹دسمبر ۲۰۱۲ءhttp://www.dawnnews.tv/news/43736
ڈیلی گراف"لندن islamophobia in Britain
رسولِ مبین، محمد احسان الحق سلیمانی،۹۴،بحوالہ حیات محمد ازولیم میور مقبول اکیڈمی،لاہور،۱۹۹۳ء
روزنامہ "جنگ"لاہور،۲۸جولائی ۱۹۹۵ء
روزنامہ پاکستان چیف ایڈیٹر: مجیب الرحمٰن شامی،۱۵مارچ ۲۰۱۷ (۱۲-۱۹)
روزنامہ پاکستان،نوائے وقت، چیف ایڈیٹر مجیب الرحمٰن شامی،۲۰مارچ۲۰۱۸ء
روزنامہ نوائے وقت،۲۷اپریل ۲۰۱۷ء
روزنامہ نوائے وقت،۷جنوری ۲۰۱۸ء
http://www.nawaiwaqat.com.pk/07_jan_2018/743722
سماجی میڈیا، اپریل۳،۲۰۱۶ء۔ اردگان /samajimedia.com/2016/04/03
قومی ڈائجسٹ"فروری ۱۹۹۵ء
کیرن آرمسٹرانگ، دی گارڈین،۸ستمبر ۲۰۰۴ء
لخم وجذام وغسان: اسماء قبائل عربیۃ(البدایۃ والنھایۃ،۲۳/۲)
ماہنامہ "الشریعہ"گوجرانوالہ دسمبر ۱۹۹۵ء
ماہنامہ "المذاہب"لاہور اکتوبر ۱۹۹۵

ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن، سید ابو الاعلیٰ، مودودی، نومبر ۲۰۱۶ء

مجلۃ التمدن الاسلامی جلد ۳۳، شمارہ ۷، جولائی ۱۹۷۷ء

مجلہ "الدعوۃ"

مجلہ" المنار عمارہ

مسلمانوں کی آبادی میں اضافے کی حقیقت، ناظم الدین فاروقی، سہ روزہ دعوت نئی دہلی، ۱۰ اکتوبر ۲۰۱۵ء

مغرب میں بڑھتا ہوا اسلاموفوبیا، سید عاصم محمود، دُنیا، لاہور

المملکۃ العربیۃ السعودیۃ (س،ن)

منٹگمری واٹ، Muhammad at Mecca، لندن، ۱۹۵۳ء

ہفت روزہ "تکبیر" کراچی، ۱۰ نومبر ۱۹۹۴ء ص:۱۷

Encyclopedia of Race and Ethics P.215

Front Page Magazine April 2015

Sami Zaidan, Dr. Desperately seeking definition, vol 36, p 492, cornel International law journal 2001.

The express Tribune, 29th June 2015

The Guardian 11th March 2008

The Hind News, 3rd April 2015

The News 17th April 2008

The news paper Scort Land on Sunday August 8th, 1999

The Saisat Daily: December 9, 2017

The Telegraph: by barney Henderson 27th Aug. 2012

ویب سائٹس:

انسانی حقوق اور اسلامی نقطۂ نظر، www.kitabosunnat.com

المجلس الاوزلی لافتاء والبحوث http://ar.wikipedia.org/wiki/

مجمع البحوث الاسلامیۃ بالازھر http://ar.wikipedia.org/wiki/

مجمع الفقہ الاسلامی الدولی http://ar.wykipedia.org/wiki/

Gate stone institute, International policy council, 27th June 201

Harsh Admera (2014) Social Media 2014 Statistics Retrieved from http://blog.digitalinsights.in/social_media_users2014statsnumbers/

05205287.html
http://www.urduvoa.com/a/muslims-expected-tarival-christians-for-most-belivers-by-2060-05apr2017/3797968.html
https://www.gatestoneinstitute.org/2790/Europeaus_connecting_to_Islam
Kaplan Andreas M. Heinlein Michael (2010) “users of the world, unite, thechallenges and opportunities of Social Media” Business horizons 53, P61, Accessed 13-06-2015time 5:49pm Murthy, Dhriad (2013) Twitter: Social communication in the Twitter age. Cambridge: Pality, PP 7-8, ISBN 978-0-7456-65108-8
report by: Olivia Rudgard, (Religious Affairs correspondent) 1st March 2017